اَللّٰھُمَّ اِنِّی ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا

یا رب خدایا میں نے یقیناً اپنی جان پر بڑا ستم کر ڈالا

(قول محمد صاحب)

رسالہ

اُمّہاتُ المومنین

یعنی

دیارِ مصطفائی کے اسرار

پیغمبر اسلام کے اخلاق اور انکی ازواج کے احوال کا آئینہ

بجواب

تنقید الکلام فی احوال شارع الاسلام

مصنفہ آنریبل سید امیر علی و مترجمہ مولوی سید ابو الحسن صاحب

جسکو ڈاکٹر احمد شاہ صاحب شایق حال ساکن انگلستان

مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی کی تحدی و ہزار روپیہ کے

انعام کے وعدہ کے معارضہ میں شائع کرکے اسکی ہزار جلدیں

مفت اہل اسلام میں تقسیم کر دیں

حسب فرمایش مشتہر

مطبوعہ آر پی مشن پریس گجرانوالہ

الف ۲۵

یہ نسخہ مفت نذر کیا گیا ہے

کتاب پانے والے کی خدمت مین مشتہر کا التماس

جناب بندہ - آپ کو یہ کتاب بلا قیمت بطور تحفہ عیسایون کی طرف سے بدین غرض نذر کیجاتی ہے کہ آپ اسکو غور سے پڑہین - اور اسکا جواب دین اور حضرت محمد صاحب کو گناہون سے معصوم ثابت کر کے اہل کتاب کا معارضہ کرین - اور اگر آپ علم مناظرہ مین دخل نہین رکھتے یا خود عیسایون کے مقابلہ مین آنے کی جرءت نہین کر سکتے تو اپنے شہر یا ملک کے کسی بڑے جید عالم مولوی مناظر کو جو اسلام کی حمایت کا مدعی ہو یا جس سے آپکی دانست مین جواب کی امید ہو سکتی ہے - یہ کتاب دکہلاوین - اور اُس سے جواب کی درخواست کرین -

مین آپکو نیک نیتی سے ایک امر حق کا یقین دلاتا ہون کہ دار الاسلام مین کوئی مولوی موجود نہین ہے - جو اس رسالہ کے دلایل کو باطل کر کے آنحضرت کو معصوم اور بیگناہ ثابت کر سکے اور اب آپکو ذاتی تجربہ بھی ہو جاوے گا کہ در اصل عیسایون کے دعوے کو نہ تو آپ اور نہ آپکا کوئی اور معاون محمدی عالم باطل کر سکتا ہے - فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ -

الملتمس - احمد شاہ شایق - از اکسفورڈ انگلینڈ

مورخہ نومبر ۱۸۹۷ء

اعلان [illegible]

مولوی ابوسعید محمد حسین صاحب بٹالوی اڈیٹر اشاعت السنۃ نے
اپنے مضمون "عصمت انبیا" مین (رسالہ مذکور نمبر ۴ جلد ۱۷ صفحہ ۱۲۳-۱۲۵)
جسمین انہون نے رئیس المتکلمین امام المناظرین مسٹر اکبر مسیح کے دلائل
عدم عصمت محمد صاحب کا جواب لکھنا چاہا ہے (کہ جسکا جواب الجواب رسالہ
شہادت قرآنی برکلمہ رحمانی مین ادا ہو چکا ہے) تمام عیسائیون کے روبرو عموماً و مسٹر موصوف
کے خصوصاً ایک بے باکانہ تحدی پیش کی ہے جسکو وہ ان الفاظ مین تحریر فرماتے
ہین "اگر مسٹر اکبر مسیح دل سے آنحضرت کو ایک مقدس مصلح نہین جانتے اور وہ
آنحضرت کو عیاذاً باللہ صریح گناہونکا مرتکب خیال کرتے ہین۔ تو وہ مرد میدان
بنین۔ آنحضرت کا کم سے کم ایک گناہ (جسمین آپنے قرآن و اپنی شریعت کا
عمداً خلاف کیا ہو۔ آنحضرت کیطرف سے مسلمانون نے اسکا کافی عذر نہ کیا اور شافی
جواب نہ دیا ہو) ثابت [illegible] اس خاکسار سے ایکہزار روپیہ انعام لین" اس عام تحدی
کو جو مسٹر اکبر مسیح کو دی گئی تھی مولوی صاحب نے اب عام کر دیا ہے کہ جس سے علاوہ مسٹر
موصوف اور لوگ بھی ایک ہزار کے بلکہ دو ہزار کے امیدوار ہو سکتے ہین چنانچہ آپنے اپنے
خطبہ مین (جسکو روبرو حاضرین جلسہ اعظم مذاہب" منعقدہ لاہور ماہ دسمبر ۱۸۹۶ء پڑھا تھا اور جسکو اب
آپنے رسالہ اشاعت السنۃ مین شایع کیا ہے بڑی بیباکی سے اپنے اشتہار کا ذکر کیا ہے اور فرماتے ہین
(نمبر ۱۰ جلد ۱۹ صفحہ ۳۰۲) "ہمین نے آجکل اپنے رسالہ اشاعت السنۃ مین ایک مضمون "عصمت انبیا"
درج کیا ہے۔ ۔۔ ہمین ہین نے اس مضمون کا اشتہار دیا ہے کہ اگر کوئی
شخص .... آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک گناہ ثابت کرے تو مین اُسکو ایکہزار روپیہ انعام دونگا۔ اس مقام مین اس لفظ گناہ کے ساتھہ خطا بھی زیادہ کرتا ہون۔ اور یہ کہتا ہون کہ اگر کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک ایسی خطا ثابت کرے جس پر منجانب اللہ اطلاع ہوکر اسکی اصلاح نہ کی گئی ہو تو وہ بھی ہم سے ایک ہزار روپیہ انعام لے" ہمکو نہین معلوم کہ حاضرین جلسہ نے اس اشتہار کو سنکر بروقت کیا خیال کیا ہوگا۔ مگر اسقدر تو مولوی صاحب نے سمجھہ ہی لیا ہے کہ بوجوہ چند در چند مہذب اشخاص مولوی صاحب کی تحدی کو انکے طرز مجوزہ کے موافق قبول کرنے سے اجتناب کرین گے۔ چنانچہ اپنے مخاطب اکبر مسیح سے بعد تحدی وہ یہ فرمایش کرتے ہین کہ "اگر آپ کو اپنا انداز ظاہری تہذیب و طرز ملائمت اس ثبوت سے مانع ہو تو آپ اُن عیسائیون مین سے جو اسلام سے مرتد ہوکر کرسچن ہوئے ہین۔ اور اُن کا مقصود اس تبدیل مذہب سے صرف ٹکڑہ کما کھانا ہے کسی کو پیش کرین اور وہ بھی یہی انعام لین" یہ تحدی بھی بڑی مزہ کی ہے۔ اکبر مسیح کو تو مولوی صاحب نے تحدی قبول کرنے سے بوجہ اُنکے "انداز ظاہری تہذیب و طرز ملائمت" کے قاصر سمجھا اور دوسرا دروازہ اپنی شرایط ناقابل تعمیل سے بند کردیا کیونکہ بیچارہ اکبر مسیح ایسا کوئی عیسائی کہان پیاوی جو اسلام سے مُرتد ہوکر کرسچن صرف ٹکرہ کما کھانے کے لئے ہوگیا ہو" عیسائیون مین تو ایک سے مسلمان دین فروش دنیا طلب تو ہین نہین جنکی جان کو کوئی مصطفی خلیل آفندی دمشقی روی (دیکھو پیسہ اخبار ۵ مارچ ۱۸۹۶ء)

افسوس! مولوی صاحب اپنے جوش حمایت اسلام مین ایسے خود رفتہ ہوگئے۔ اور بالکل بھول گئے کہ اُس اکھاڑے مین جس کو اپنے للکارا ہے ایک نہین سیون مرد میدان موجود ہین اور اگر در اصل کہین آپ اُنکو

بہ ثبوت فی گناہ ایک ایک ہزار روپیہ دینے لگیں تو خزاین سلاطین اسلامیہ
ایک آن مین خالی ہوجا یں مجکو ان ڈہپور نکی اشتہارون کی وقعت معلوم
ہے اور آپ کو بہی معلوم ہے اس دنیا ر شیخ چلی کے جسکو آپ جہلا کریم
کذاب وکیاد لاثانی دجال کادیانی" کہا کرتے ہین ہزارون روپیہ کے انعامو
سیکڑون اشتہار دیکہہ سنکر جو وہ رونا اپنے اباطیل کے رد کرنے والون کو
دونون ہاتہون سے دینیکا وعدہ کیا کرتا ہے مین آسودہ ہوگیا ہون اور
افسوس کرتا ہون کہ آجتک اُن مین سے کوئی انعام جناب کو نہین ملا۔
اُن اشتہارون کی بابت اے جناب مولانا آپ ہی نے یہ فرمایا ہے
اور خوب فرمایا ہے کہ "کادیانی نے با۔ہا لوگون کو اپنے مقابلہ کے لئے
اشتہار دے ہین اور ان اشتہارون مین علاوہ زاد راہ کے سال بہر تک دوسو روپیہ
ماہوار تنخواہ (یہ تو آپ کے ہزار پر بہی ۱۴ سو زاید ہوئے جاتے ہین) دینے
کے وعدے کئے ہین۔ مگر اکثر لوگون نے اس کو فریبی پاگل سمجھکر اُس کے
اشتہارون کا جواب تک ہی نہ دیا بعض نے اسکا جواب یہ دیا کہ اپنے تنوری
اشتہار کو آگ مین ڈال دیا بعض نے ایسا ہی کچہہ اور سنایا اسی لئے اس (مرزا) نے
بعد بہرک پنشہار جلسہ تحقیق مذاہب جاری کر دیا جس سے وہ دفعا یا مخالفین
سے تو بیکار ہے۔ ... ... ورسمجہتا ہے کہ ہماری مخالف مولوی ہزار بار عام لوگون
کو ہماری فریبون ہو گاہ کرین مگر جہان احمقون سے خالی نہین ہے نہ
کبہی ہوا نہ آئیندہ ہوگا شیخ چلی مرگیا تو کیا ہوا اُس کے وزیات کا اختتام
نہین ہوا" اشاعت السنۃ نمبر ۱۲ جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۷-۳۰۹
بس آپ کو معلوم ہو کہ ہم آپ کے اس اشتہار کو مرزائی اشتہارون سے
کچہہ زیادہ وقعت کی نگاہ سے نہین دیکہتے مگر ہم کو جہان کے احمقون کا
خصوصًا پنجاب کے شیخ چلیون کا ڈر ہے۔ کیونکہ کو آپ کو بہی معلوم ہے کہ

عیسائی پادری ہزار بار محمد صاحب کو گنہگار خود انکو اپنے مونہہ سے اقبال کراکر
ثابت کر چکے ہین اور اُن کی تاریخ زندگی کے اعمال نامہ کو روشنی دکھلا چکے
مگر آپ کی یہ باد ہوائی تحدی جو ڈہائی پنسری چاندی کے ساتھ آپنے دی ہے
ابلہ فریبی کا کام ضرور کریگی - لھذا ہمارا فرض ہوا کہ ہم خالص نیت سے
محض بغرض احقاق حق آپ کی اس تحدی والے ہزاری انعام کے جادو
کو توڑ دین اور دکھلا دین کہ آنحضرت ایک یا دو خطا کا ذکر کون کرے سراپا
خطا تہے اور آپ سیکڑون گناہون سے جو قولی بہی ہین فعلی بہی ہین اور
خیالی بہی - اور جو قرآنی بہی ہین - اخلاقی بہی ہین - اور رسمی بہی ہین - لدگ
ہوئی تہی جسکے لئے مسلمانون نے گو طرح طرح کے حیلے تراشے اور عذر
کئے مگر عیسائیون نے اُنکو رد کر دیا اور ان بڑے مولویون کی ہر معذرت
کے جالے کو جہاڑ پہینکا - لو اتم بہی کیا کہو گے - تمہارے تحدی کو ہم یون قبول
کئے لیتے ہین - کہ ایک عیسائی سے جو نہ کسی شہرت کا خواستگار ہے اور نہ
اپنے پرائے سے کسی نفع کا محمد صاحب کو بہ بنائے واقعات تاریخ اسلامی
گنہگار ثابت کرا کے اس تحریر کو جسکی منشا نہ عبارت محققانہ روش و ظریفانہ
مذاق پر آپ بہی لوٹ جاین شایع کرتے ہین - اور آپکے ایک ہزار روپیہ
کے انعام کی رعایت سے اسکتاب کی ایک ہزار جلدین مفت بصیغہ ڈاک
پیشہ ایکہزار مسلمانون کے نذر کرتے ہین کہ وہ گہر بیٹھے آپکی تحدی بہی سن
لین اور اسکا جواب بہی -

لاکلام ہم حضرت کو اُنکے ابتدائی عقاید اور دینی تعلیمات کی وجہ سے جبر
ہین وہ مصدق کتب سماوی ضرور تہے - عرب کا ایک بڑا مصلح مانتے ہین
اور اس سبب سے انکی واجبی عزت و توقیر بہی کرنا چاہتے ہین - اور اپنی
طرف سے صرف اس امر حق پر اکتفا کرنے کو تیار تہے کہ اُنکی نسبت عدم

عصمت کا اقرار جو ہر فرد بشر کو عارض ہے۔ آپ لوگون سے ہی کرادین
تاکہ آپ انہین اور ابن مریم مین حقیقی وواقعی امتیاز کرنیکی قابلیت حاصل
کرین۔ ہم کو کیا ضرور کہ ہم انکی خطاؤن اور گناہون کا جنکے وہ خود مقر تھے
شمار کرکے ایک ناگوار بحث مین الجھین مگر جب دیکھتے ہین کہ آپ
لوگ اپنی سخت نافہمی وتعصب کی وجہ سے اسکو ہمارے عجز پر محمول
کرتے ہین اور ہمکو تحدی کرتے ہین۔ اور اس بدیہی ولازمی بات سے
کہ آنحضرت بھی مثل دیگر بنی آدم کے بار عصیان سے لدے ہوئے
تھے۔ انکار کرکے سچ کو جھوٹھا بنا کر نادانون کی گمراہی کا باعث ہوتے
ہین۔ تو ایسے وقت مین اصلی کیفیت سے چشم پوشی کرنا اور لوگون
کو مغالطہ مین رہنے دینا بحکم۔
اگر بینم کہ نابینا و چاہ است۔ اگر خاموش بنشینم گناہ است
ہمارے لئے ہرگز زیبا نہین۔ یہ کتاب دراصل ایک پہاڑ ہے۔ جو آپ
لوگون کے سرون پر اچانک ٹوٹ پڑا ہے۔ اسکا جواب بجز اس کے
کہ ع سر پر گرے پہاڑ تو فریاد کیا کرین۔ کچھ نہین ہوسکتا۔ ہم کو کوئی
منصب نہ تہا کہ ہم اس کتاب کے مضمون یا عبارت مین کوئی دخل دین
اور واجبی طور سے ہم دخل دے بھی نہین سکتے۔ ہمارا کام صرف یہ
ہے کہ ہم اسکو بجنسہ آپ لوگون کے روبرو لے آوین جسکے لئے ہم یقیناً
معذور ہین۔ اور ہم بادب التجا کرتے ہین کہ آپ لوگ غور کرین اور
انصاف کو کام مین لاوین۔ ؎

سننے سمجھنے کو بات حق سے دو گوش و ہوش
حق بطرف جسکی ہو آج نہ سیو خموش

المشتہر ڈاکٹر احمد شاہ شائق ببیاگی ایکل افسر یہ لداخ ملک تبت خود ساکن

فہرست مضامین رسالہ امہات مومنین

صحت نامہ رسالہ امہات مومنین

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
ب	۲	اس کا	اس	۶	۱۰	بہنشتر	بیشتر
"	۱۶	پیادی	پاوے	"	"	حلات	حالات
ج	۲	ڈنوزنکھی	ڈہیول سنکھی	۷	۱۴	عام	عوام
"	۱۲	شکرہ	شکے	۹	۱۳	کیا	کہا
"	۱۷	ہوگاہ	چراگاہ	۱۵	۲۵	ہوتے	ہوتے ہیں
"	۱۸	وزیات	ذرّیات	"	"	حصالہ	خصالہ
د	۱	انکو	انکھے	"	۱۶	بےفکر کہہ گیا	بےفکرا کہہ گیا
"	۲	نام	نامہ	"	۱۲	خبرت	اہل خبرت
"	۱۱	پہنیگا	پہنیگا	"	حاشیہ	ہی	ہے
د	۶	بدبہی	بدیہی	۲۰	۱۰	میرا	مبترا
"	۲۲	یہ	لیہ	۲۴	۳	بہتری	بہتیری
۱	۱۰	بڑے	پڑے	"	۱۲	ضعف	ضعیف
۲	۷	سوو	سوء	۲۵	۱۶	سے	لے
۳	۳	صرف	نہ صرف	۲۶	۱۹	حرکت	حرمت
"	۲۱	مش	مثل	۳۲	۹	امی	اُمّی
۴	۵	شدید	سدید	۳۳	۱	تمنگ	پتنگ
"	۱۲	خیرت	خبرت	۳۴	۱۱	اورا	او
۵	۷	العلوم	للعلوم	۳۵	۱	دراہ	درراہ
"	۱۴	طراز	طرز	۳۹	۱۳	کھنچے	کھینچے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۹	۱۳	نہا	خدا
۴۰	۱۹	نبی	ہی
۴۲	۱۰	کہودہا	کہورہا
〃	۱۷	دور	دودھ
۴۳	۲۰	نشبیہ	تشبیہ
۴۴	۲۱	ماہ	دوماہ
۴۵	۱	کے	آئے
〃	۳	گئے	گنے
〃	۱۰	سمعہ	زمعہ
〃	۲۲	کبجبکن	کبرسن
۵۱	۱۴	مباء	مباشرت
۵۲	۴	استنزلج	امتزاج
۵۳	۸	الاثہ	اناثہ
〃	۱۵	اسم	اندر
۵۸	۳	متدعی	مستدعی
۶۱	۲۰	ثاپی	کا ایجاد
۶۲	۲۲	عنہا	عنہما
۶۵	۷	بچیہ	سمجھہ
〃	۱۰	لینے	لیتے
〃	〃	خالص	خلاص
۶۷	۲	اُن کو	اُن
۶۹	۲۱	مصمول	مطعون
۷۰	۷	فبول	مقبول
۷۱	۱۱	لوم	معلوم
〃	۲۲	غل	مُغسل
۷۲	حاشیہ	لنون	لبون
۸۹	۶	حلال	حال
۹۳	۷	قہات	قساوت
〃	۸	تہوڑے	تہوڑسے
۹۷	۲۱	رضاوعنت	رضاورغنت
〃	۲۲	گورنمنٹ کلکتہ	کورٹ کلکتہ
۹۸	۶	کہو	کہ دو
۹۹	۱	ن	لے والی
۱۰۴	۱۸	گہد	گنود

دیباچہ مصنّف

ابطالِ نبوتِ محمدیہ مین اہل کتاب کی محکم دلیل ہمیشہ سے یہ رہی ہے
کہ حضرت محمد صاحب کا چلن شایان شان پیغمبری و نبوت ہرگز نہ
تھا۔ وہ صفحہ تاریخ کو اُلٹا اُلٹا کر مدام دکھلاتے رہے ہین کہ شہوت پرستی
اور خونریزی محمد مدنی کی سوانحعمری کے جزو اعظم ہین۔ حتیٰ کہ
کوئی کتاب انکی سیرت پر کہی نہین جا سکتی جسمین ان امور کی بابت
سکوت ہوسکے۔ متقدمین اسلامی مورخین کی نگاہ مین تو یہ کوئی عیب
نہ تھا۔ اس لیئے وہ خصائص نبوی سمجھکر بلا تامل انکو قلمبند کر گئے۔ مگر
جب مسلمانون کو اہل کتاب خصوصًا عیسائیون سے مناظرہ درپیش آیا
تو اپنے نبی کی ذات کو بچانے کی غرض سے انکو وقتًا فوقتًا طرح طرح
کے عذر تراشنے اور مختلف پہلو بدلنے پڑے۔ ابتدا مین تو انھون نے
اس عیاشی اور خون ریزی کی کثرت ازواجی اور جہاد کی متبرک اصطلاحون
سے تعبیر کرکے حمایت کی۔ اور اپنے مقابلہ مین عقل و شعور اور اخلاق
اور تہذیب کو جنکی انکو حسب مقتضائے زمانہ چندان پرواہ نہ ہوسکتی
تھی۔ ہرا بانڈے لڑتے دیکھا۔ مگر جب زمانہ نے ترقی کی اور ہر سے
تہا ملّانوں کو معجوب ہونا پڑا اُجب نئی اور زیادہ تعلیم یافتہ نسل نے ایسے

گرامی دشمنون سے تاب معاومت نہ لاکر اعلی تہذیب کے نام
سے دیانت و حق گوئی سے نادانستہ عداوت پیدا کی اور کبھی تو شارع
سلام کے (جو اپنی نظیر آپ ہی تھے) اطوار کی نظیر تلاش کرنے مین انبیا
سلف کی تاریخ کی عبث ورق گردانی کی۔ کبھی انکو ایسی زمانہ جاہلیت
کے اخلاق کا نتیجہ بتلاکر اُنکے لئے معذرت کی اور جب یہ بھی کافی نہ ہوا
(اور کیونکر کافی ہو سکتا تہا) تو اُنکے مدمقابل مین معترضین کے بزرگون
کے سوء اخلاقی دکھلاکر گویا یہ قبول کرکے سستے چھوٹنا چاہا کہ ہان میرا
باپ کانا تہا۔ تیرا بھی تھا۔ اور جب اس الزام سے بھی شرمندہ ہونا
پڑا اور کوئی چارہ باقی نہ رہا۔ اور روشنی کے زمانہ نے ہر باقرینہ معذرت
کا دروازہ بند کردیا تو حامئے اسلام نے اپنے پیغمبر کے لئے صرف اسی
مین مفر دیکھا کہ ایک دفعہ آنکھ بند کرکے تاریخی واقعات سے انکار کر
جاوے۔ اور یہی انکار اور دروغ کو صرف اپنے نام اور نئی روشنی کی شہرت
اور انگریزی زبان کی تحریر اور حمایت اسلام کے جوش اور اظہار تعصب
اور پادریون کو بھلا برا کہنے سے ناواقفون کے روبرو فروغ دیکر کچھ
مدت کے لئے سرخرو بنے

سید امیر علی صاحب جنکی کتاب کے ایک جزو کا تفصیلی جواب لکھنے
کے لئے ہم نے قلم اٹھایا ہے ہم افسوس سے کہتے ہین اسی آخری
گروہ سے ہم کو معلوم ہوتے ہین۔ یہ اسی فیشن کے ملانے جو شائستگی اور
تہذیب مین صرف بدوی اور گروہ وحشی عربون کو اپنا مقتدا بنانے ہے اور
اسلام کی حمایت مین صرف شمشیر اوٹھانا جانتے تھے۔ جب انکو قلم اٹھانا
پڑا تو عجب نہین کہ بہت سی ناگفتنی باتین لکھہ ڈالین ہم کو انکے
مطلق بر نہین۔ کیونکہ وہ اسکی لائق تھی۔ اور یہ اُنکے گذشتہ تمردا

جنکے دماغ کو مغربی شائستگی نے منور کیا ہو جب وہ اسلام کی حمایت
مین حق کو باطل اور باطل کو حق کہنے کے لئے تاریخ سے انکار اور سچ
بولنے سے انحراف کرنے پر آمادہ ہوجاتا ہے۔ تو ہم کو صرف افسوس
بلکہ ترس آتا ہے! انکی انگریزی کتاب جسکا ترجمہ اردو۔ تنقیل الکلام
فی احوال شارع الاسلام ہمارے زیر نگاہ ہے۔ دراصل ایک ایسی
تالیف ہے۔ کہ جیسی کسی تالیف کو جو جواب شخص کی ہو نہ ہونا چاہیئے
ہم نے صرف انکے چودھوین باب کا جواب لکھا ہے جسمین سید صاحب
نے تعدد ازدواج سے بحث کر کے خاصکر حضرت کی کثرت مناکحت
کے لئے بے بنیاد و دھرمی اغراض دکہلا کر انکے لئے معذرت چاہی ہے
ہمارے جواب سے معلوم ہوجاویگا۔ کہ شارع اسلام کے اخلاق عورات کے
باب مین اپنے اصل مین کیسے نفرت انگیز تھے اور اسلام پر انکا اثر کیا
ہو سکتا ہے۔ اور انکے اظہار کے واسطے کس قسم کے کلمات ناگزیر ہین۔
اور فی الحال اِساباب پر اپنی بحث کو محدود کرنے کی وہ ایک یہ بھی ہے
کہ حضرت محمد صاحب کی معصومیت کی مدعیان
کو ہم انکی زندگی کے ایک پہلو کا یہ کچا چٹھا سنا کر امید رکھتے ہین کہ آیندہ
وہ اپنے دعوون کو زیادہ معتدل بنانا سیکھینگے۔ یہ باب سید صاحب
کی کل کتاب کے لئے گویا مشتے نمونہ از خروارے ہے۔ ناظرین کو اندازہ
ہو جاوے گا۔ کہ اور اور امور مین ہمارے مخاطب نے تاریخ کی کیا کچھ
گت بنائی ہوگی۔ اور ہمیں یہ کہنے مین تامل نہین۔ کہ اس نے شاذ ہی
کہین سچ بولا ہے۔ اور اگر بولا بھی ہو تو ادہورا۔ اور جس بیباکی سے وہ
تاریخی واقعات کا انکار کرتا ہے۔ اسکی مثل ہمکو زمانہ حال کی مغربی تصنیفات
مین تو ہرگز نہین مل سکتی گو مشرقی جاہل علما کی تحریرات مین ملنا

دشوار رہو -

حامیان اسلام بہی ایک طرح سے مجبور ہین - عیسایون نے اپنے مناظم کو اسکے مقابلہ مین وہ جلا دی ہے - کہ علماء محمدی عیان صبر و قرار ہاتھ سے کہو چکے ہین - اس کتاب کا مترجم درد سے کہتا ہے کہ "بعض متعصبین اہل کتاب سے نے حضرت سید الانبیا اور دین خدا و شریعت رسول اللہ پر ایسا طعن و مضحکہ کیا ہے - کہ انکی تصنیفات کو دیکھکر مسلمان کا دل کٹا لگتا ہے - اور اسکی آنکھون مین خون اتر آتا ہے اور اگرچہ وہ اپنے دل کو اس خیال سے تسکین دے لیتا ہے کہ مناظرین اسلام مثل ملا حواد سا باطلی اور مولوی آل حسن موہانی - اور ڈاکٹر وزیر خان اکبرآبادی کرپادریو کے اعتراضات کا دندان شکن جواب لکھ چکے ہین - مگر پھر جو زیادہ غور کرتا ہے - تو یہ تصور ضرور ہوتا ہے کہ جو لوگ اہل حل و عقد مین داخل ہین اور اہل خبرت و ارباب بصیرت سمجھے جاتے ہین وہ تو ایسے جوابات کو ہرگز تسلیم نہ کرین گے - تا وقتیکہ انکے شبہات انہین کے مذاق مین نہ دفع کئے جاوین یہ صفت اسی کتاب سے مخصوص ہے - کہ جن مسایل شرعیہ پر متعصبین نصارے نے بہت سخت طعن و تشنیع کی ہے مثل تعدد ازدواج و بردہ فروشی و جہاد اور جنت و نار کو جسمانیات و مادیات سے تعبیر کرنا اسکو اس خوبی سے دفع کیا ہے - کہ یورپ کا معقول پسند فرقہ جکی طعن و مضحکہ کو دفع کرنے کے لئے یہ کتاب تصنیف ہوئی ہے - اب اسکو قیل و قال کی مجال نہین باقی رہی (التماس مترجم) سچ ہے ادا قعی علماء عیسائی نے شارع اسلام پر ایسا خروج کیا ہے جسکو نئے کوئی مرہم اسلامی دنیا مین نہین اور اسطرف کے حملات نے اسلام کو ایسے زلزلہ مین ڈالا ہے - کہ حامیان اسلام کا دل کا پہتے لگتا ہے -" الخ - انکی آنکھون مین خون اتر آتا ہے - بوجہ غصہ

وندامت وبیچارگی کے۔ اورگو وہ ہزار جان سے ناظرین اسلام کی پادرما
تحریرات کو "پادریون کے اعتراض کے دندان شکن جوابات" ماننا چاہتے
ہین۔ مگر پھر بھی زیادہ غور کرنے پر انکو آپ معلوم ہوجاتا ہے کہ پادریو
کے مقابل لڑنا گویا جنگ اُحد مین شہید ہونا ہے۔" اہل خبرت
اور ارباب بصیرت ایسے جوابات کو ہرگز نہ تسلیم کرین گے"
اس لئے ہم بہی اس برہان قاطع کی حقیقت دکھلانا چاہتے ہین۔ جسکا موسوم
"الجامع العلوم القدیمۃ والجدیدۃ" ہمارا مخاطب ہے تاکہ اہل اسلام کو معلوم
ہوجاوے کہ انکی طرف باین ہمہ ہنوز روز اول ہے۔ اور شارع اسلام
پرجو کچھہ "طعن ومضحکہ" کیا گیا۔ اسمین کچھہ بھی طعن ومضحکہ نہین بلکہ وہ نری
حقیقت ہے۔ جسکا دفع کرنا نہ علوم قدیمہ کے امکان مین ہے نہ جدیدہ
کے اورجس پر ہماری یہ کتاب شاہد ہے ہمارے مخاطب مصنف کی
غرض ہرگز شارع اسلام کی سوانحعمری کے سچے واقعات بیان کرنا نہین
تھے۔ بلکہ اُسکو منظور رہے کہ پیغمبر اسلام کی سوانحعمری اور اُنکے مواعظ و
نصائح مین جو عمدہ اوصاف ہین۔ انکو ایک عام پسند طرز سے بیان
کرے۔ اور اکثر ناظرین کے دل سے ظنون فاسدہ وتعصبات بیجا کو دفع
کرے" ہماری غرض ہے کہ ہم دکھلادین کہ اس مصنف نے حضرت
کی جھوٹی تصویر پیش کرکے لوگون کو مغالطہ مین ڈالنا چاہا ہے۔ پس ہمنے
حضرت کی زندگی کے ایک پہلو پر بالتفصیل نظر ڈالکر بطور نمونہ مصنف
کو جواب دیا ہے۔ تاکہ معلوم ہوجاوے کہ مصنف نے اپنے ہیرو کی
زندگی کے ہر پہلو کے ساتھہ یہی سلوک کیا ہے۔ بردہ فروشی کے بارہ
مین بہی جہاد کے بارہ مین بہی۔ اور جنت اور نار کے بارے مین بھی غرضیکہ
وہ کتاب جسکا ہم جواب لکھتے ہین ایک عظیم الشان دروغ ہے جسمین

بڑا عجوبہ صرف یہ ہے کہ وہ ایک اپنے سمت سے پیدا ہوا حد ہرتے اوکی پیدایش کا اندیشہ معمولی تجربہ سے نہین ہو سکتا تہا - علماء یورپ عوا یچ اسلام سے ماہر ہین - اور عوام الناس بہی جنکی معلومات سر ولیم میور صاحب وغیرہ سے نے اپنی عالمانہ اور محققانہ تحریرات سے بڑہا دی ہین ایسا جانتے ہین کہ جہلاء ہند جنکو تحقیق سے چندان سروکار نہین اسکو پادریون کے مقابلہ مین تریاق اکبر ہی سمجہ ہین - اسی سے تو اسکا ترجمہ کرکے اردو خوانون کے درمیان شایع کیا گیا ہے - پس ہم انکے خیالات کی اصلاح کے لئے زبان اردو مین یہ مختصر رسالہ تیار کرکے پیش کش اہل اسلام کرتے ہین -

ہمارا یہ رسالہ بیشتر آنحضرت کے ازواج کے حالات پر مشتمل ہے اس لئے اسکا نام امہات مومنین رکھا - جس معززانہ اصطلاحی لقب سے وہ مشہور ہین - ہم نے اپنی اس بحث کو ہر جانب سے پورا کرنے کی خاطر ساتہ ہی ساتہ علاوہ اور چہوٹے موٹے مولویون کے جنکا نام تمُن ہے - مولوی محمد علی[ا۵] کانپوری اور مولوی حکیم نور الدین[۵۲] بہیروی اور مولوی فیروز الدین فیروز ڈسکوی - اور مولوی ابو سعید محمد حسین[۵۳] بٹالوی - کہ جو مسلمانون کے درمیان سرآمد مناظرین عصر سے سمجہے جاتے ہین - اور خود بہی اس بحث مین قلم اٹہا چکے ہین جابجا

[۵۱] پیغام محمدی اور دافع تلبیسات انکی تصنیف ہے - [۵۲] انکی تصنیف کا نام فصل الخطاب ہے - [۵۳] دفع طعن از نکاح زینب انکی تصنیف ہے - [۵۴] انکا مضمون "مسایل نکاح وطلاق پر اعتراضات کا جواب" انکے دینی رسالہ اشاعت السنت کی جلد دہم کے نمبر ۵، ۶، ۷ مین چہپا ہے -

جہانتک انکے خیالات سید امیر علی کی کمی کو پورا کرنے کی وجہ سے ہماری
اس بحث مین متعلق تہے جواب دیا ہے۔ تاکہ اس رسالہ کے بعد پہر کسی
صاحب کو یہ عذر باقی نہ رہ جاوے کہ فلانے منشی صاحب یا فلانے
مولوی صاحب یا فلانے سید صاحب نے جو فلان جواب دیا تہا
اوسکی رعایت نہیں رکہی گئی۔ پس ہمکو دعوے ہے کہ آجتک اس بحث
پر جو کچھ لکہا گیا۔ اور جو عذر پیش کیا گیا۔ ہم نے اُسکا جواب بہ پیہ ناظرین
کر دیا ہے۔ اس جہت سے یہ رسالہ بالکل نیا رسالہ ہے۔
ہم افسوس کرتے ہین کہ اس باب مین حضرت کے حالات تہذیب کے
پایہ اور اخلاق کے مرتبہ سے ایسے گرے ہوئے ہین کہ اُنکے تذکرہ کے
لئے ایسے خیالات اور ایسے کلمات لازمی ہین جنکا مذکور اور مواقع پر کوئی
شخص بلا معذرت نہین کر سکتا۔ مگر وہ تاریخ ہی ایسی ہے۔ جسکے نزدیک
اگر کوئی شخص اپنی زبان وخیال کو کچھ دیر آلودہ کئے بغیر بچ نہین سکتا
بہر کیف ناظرین کو یہ معلوم ہو جاوےگا۔ کہ جس امر کا بیان بہی تہذیب سے
ہٹ جاتا ہے۔ وہ امر فی نفسہ تہذیب کا کس قدر دشمن ہوگا۔ حضرت کی
بہی تاریخ کو ہاتھ لگانے سے ہم ضرور اجتناب کرتے مگر ہمارا منصب ہمکو
مجبور کرتا ہے۔ منا ظرین معذور ہین۔ اس کتاب کی تالیف مین ایک
امر یہ بہی ملحوظ رکہا گیا ہے کہ عام الناس جنکی مغالطہ کے لئے سید امیر علی
صاحب کی انگریزی کتاب کا اردو ترجمہ تیار کیا گیا وہ اُن واقعات پر اپنی
تحقیقی رائے خود قایم کر سکین۔ اس لئے بڑی بڑی عربی کتابون کی
ناموں سے جو نہ صرف عوام کی رسائی سے باہر بلکہ جنکی مضامین اونکے علم
سے بہی اُنکو ڈرایا نہین گیا۔ بلکہ اُن کتابون سے استدلال کیا گیا ہے
جنکو انہین کتابون سے بڑے بڑے جید اور دیندار علماء اسلام نے

جنکے مقابل اسوقت کوئی ایک عالم بھی سارے ہندوستان مین موجود نہین عوام الناس کے فایدہ کے لئے بڑی تحقیق وتفتیش سے تالیف کیا ہے۔ تاکہ محمد صاحب کے حالات کو وہ بڑی شرح وبسط سے بیان کرین۔

وہ کتابین روضۃ الاحباب، مدارج النبوۃ وحیاۃ القلوب ہین۔ ان اخیر دونون کتابون کا جنہین اول بیشتر روضۃ الاحباب پر مبنی ہے اردو ترجمہ ہوگیا ہے۔ اور ہر کہین ہر شخص کو جو اردو بھی پڑہ سکتا ہے میسّر اسکتا ہے۔ مین نے روضۃ الاحباب مطبوعہ لکھنؤ ۱۲۹۷ھ اور مدارج النبوۃ کا اردو ترجمہ نولکشوری جسکا نام منہاج النبوۃ ہے۔ استعمال کیا ہے۔ اسی طرح تاریخ واقدی اور تاریخ ابوالفدا کا حوالہ بھی اُنکے اردو ترجمون سے دیا گیا ہے۔

حیات القلوب ملا باقر مجلسی جسکی جلد دویم نولکشوری اس رسالہ کے کام مین آئی شیعون کی ایک بڑی معتبر تاریخ ہے۔ اور روضۃ الاحباب اور مدارج النبوۃ کی بابت شاہ عبدالعزیز صاحب جو گویا مسلمانان ہند کے آخری امام ہوئے اپنے رسالہ عجالہ نافع مین (اسکا بھی اردو ترجمہ ہوگیا ہے) یہ فرماتے ہین "احادیث تاریخ وسیر را وقسم کردہ اند انچہ متعلق بوجود باجود پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام وآل عظام اوست از ابتدائی تولد انجناب تا غایت وفات آنرا سیرت نامند۔ سیرۃ ابن اسحق وسیرۃ ابن ہشام وسیرت ملاعمر ودیگر کتب بسیار درین باب مصنف شدہ بالفعل نسخہ صحیحہ روضۃ الاحباب میر جمال الدین محدث حسینی اگر بہم رسد کہ خالی از الحاق وتحریف باشد بہتر از ہمہ تصانیف این باب است[۱] ومدارج النبوۃ

---

[۱] السیرہی نے صحت کے ساتھ دہلی اور لکہنؤ کے نامی مطبعون مین شایع ہوچکے ہین

شیخ عبدالحق محدث وسیرت شامیہ مواہب لدنیہ مبسوط تر بن سیر شفا اند"
پس ہم نے اُس کتاب سے جو "مختصر از ہمہ تصانیف ابن باب است" اور
اُس کتاب سے جو اُس سے ماخوذ ہے اور خود "مبسوط ترین سیر شفا" ہے
ہے جسکی خوبی و اعتبار پر شاہ عبدالعزیز سا عالم اجل شاہد ہے اور جو ہر
شخص کو ہر کہین اُسکی اپنی زبان مین میسر آسکتی ہے۔ اس رسالہ
مین سند پکڑی ہے۔ اور وکہلایا ہے۔ کہ آنحضرت پر ایمان لانے والے
احادیث کے کما حقہ پہنچاننے والے نرم گرم روایات مین تمیز کرنیوالے
حضرت کے محامد بیان کرنے والے[۱] اور زمانہ حال کے نیم ترمولویون
کے استادونکے پڑہانے والے۔ علم حدیث کے امام کہلانے والے حضرت
کے حالات ہمکو کیسے سناتے ہین۔ تاکہ عوام کو نہ پہر یہ کہنے کی گنجایش رہی
کہ اُن کتابون تک ہم پہونچ نہین سکتے اور نہ یہ کہنے کی گنجایش رہے کہ
ہمنے اپنی طرف سے حضرت کے حالات مین تصرف کیا ہے بلکہ اگر عارسی
ہوکر کہا چاہین۔ تو صرف یہ کہکر لوگون کو اپنے اُپر ہنساوین کہ میر جمال الدین
محدث حسینی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور ملا باقر مجلسی جہوٹے یا
دروغ گو یا کم علم یا جاہل یا دشمن اسلام تہے۔ مگر ہم یہی انہین سے سنا
مین گے۔ جنکو اُن بزرگ علماء اسلام سے بزرگ تر ہونے کا دعوے
ہو اور نیز اُنکے اقوال کے غلط ہونے پر کوئی دلیل لانے کا یارا۔
ہمکو خوب معلوم ہے کہ جو دلایل ہمنے اپنے دعوون کے ثبوت یا اپنے
مخالفین کے تردید مین بیان کئے ہین وہ بالکل ہمارے نام وشہرت
یا شخصیت سے غیر متعلق ہین۔ لہذا ہم اپنی اس کتاب کو مجہرد و تنہا تمام

[۱] مدارج النبوۃ والیکو دعوی ہے کہ اسکی کتاب "حضرت رسول کے احوال مبدا اور مآل مین حال اللہ
نقل ہے کمال کو شامل ہے" سر به جلد اول صفحہ

مسلمانون کے روبرو پیش کرکے اُسکی نہ کہ اپنی تائید یا تردید کے خواستگا
ہین اور امید کرتے ہین کہ ناظرین حضرت علی کے اِس گرانبہا مقولہ
پر کاربند ہون گے لاتنظروا الی من قال وانظروا الی ما قال -
مت دیکھو کس نے کہا دیکھو کیا کہا -

فصل اول تعدد ازواج

تمام عیسائی قائل ہین کہ عہد قدیم مین کثرت ازواجی اُس زمانہ کی تہذیب کے اندازہ سے حلال وشروع تھا - بنی اسرائیل نے اس رسم کو اپنے پیشینیون کی تقلید مین جاری رکھا - اُنکے انبیا وصلحا نے اسکو جوازکو تسلیم کیا - مگر عہد جدید مین جو مسیح موعود کی بعثت سے شروع ہوا - اور جسنے بنی آدم کی ترقی تہذیب کا نیا سنہ جاری کیا وہ رسم جو طلاق کے ساتھ ہمیشہ توام رہی ہے اُٹھہ گئی - اُسکے اور اُسکے جواز کی سچی فلسفی کو خداوند مسیح نے ایک ہی جگہ اسطرح بیان کردیا کہ اب کثرت ازواجی کے حرام ونا مشروع ہونے مین کسی عیسائی کو شک کی گنجایش نہین رہ سکتی -

---

موسٰے نے تمہارے سخت دلی کے سبب سے تمہین اپنی جورُون کو طلاق دینے کی اجازت دی ہے پر شروع سے ایسا نہ تھا - (متی ۱۹/۱۸)

یہان سے مرد وعورت کے تعلقات کی بنا ابتدائی منشاء خالق بتلایا گیا شروع مین ایک مرد تھا ایک عورت - انکی مصنوعی جدائی کی جسکو طلاق سے تعبیر کرتے ہین کوئی رعایت فطرت نے نہین رکھی - انسانی سخت دلی نے جورُون کی تعداد وبڑہائی اور عقلانے اسکی برائیون کو طلاق سے کم کیا - کثرت ازواجی کو اٹہادو طلاق جو اس کا لازم ملزوم ہے اُٹھہ جاتی دین عیسائی کی حقیقی منشا کے کثرت ازواجی اسقدر خلاف ہے کہ پرانے خیالات سے لدے ہوے علماء یہودی بھی اسکو مسیح کی تعلیم کی منہ سمجھتے ہین جسکا نتیجہ یہ ہوا آپ تسلیم کرتے ہین کہ ممالک عیسائی یعنے یورپ کے لوگ تعدد ازواج کو فی نفسہ ایک فعل قبیح سمجھتے ہین اور اسکو صرف

قانوناً ناجائز نہین جانتے بلکہ عیاشی وفسق وفجور کا نتیجہ سمجھتے ہین" ص ۲۱۲
اور حق بھی یہی ہے - کیونکہ عیاشی وفسق وفجور سب صریح سخت دلی کے
ثمرے ہین - پس روئی زمین پر بجز عیسایون کے کوئی ملت نہین جو
اس رسم کے خلاف شرعاً وقانوناً تاکید کرے - عیسائی دین ہی نے انسانی
اخلاق کی حقیقی اصلاح کا ذمہ لیکر سوسایٹی کی اس "قبح عظیم" کی بیخ کنی
کی ہے برخلاف اسکے اسلام نے کثرت ازدواجی کو - جو غیر مہذب یا نیم
مہذب وسخت دل قومون کے درمیان سوسایٹی کی ضروریات سے متصور
ہو چکی تھی - اور جسکا فایدہ اہل مقدرت اپنی عیاشی کے وسایل کی وسعت
کے موافق بآسانی اوٹھاتے تھے - نہ صرف بے عیب ٹھہراکر روا ہی رکھا
بلکہ شارع اسلام اور اوسکے اصحاب اولاً تو ہین بالذات نے اپنے عمل [illegible]
سے اسکی تقلیس کردی - مگر پھر بھی انسانیت واصول شائستگی وفلاح
قومی وخاندانی کے اسقدر یہ رسم خلاف ہے کہ تہذیب کی ترقی اسکو
خود مسدود کرتی جاتی ہے - اور وہی لوگ جنکی شرع نے اسکو جائز
اور جنکے نبی نے اسکو مقدس قرار دیا ہے باوجود حصول تمام وسایل کے
اوس سے فایدہ اوٹھانے کو راضی نہین اور فی نفسہٖ اسکو اپنے آرام و
آسایش کے ایسا خلاف دیکھتے ہین کہ عملی طور سے اوس سے بیزار و دست
بردار ہوکر اپنی بیبیوں کو اوسکے معاشی [illegible] کی بڑی بڑی کا[illegible]
کرتے ہین - اور وہ لوگ جنکے ذہن "نئی روشنی" سے منور ہوگئے ہین -
باوجود حمایت اسلام کے اس محدود رسم کو نہ صرف ایک "قبح عظیم" جانتے
ہین بلکہ [illegible] "زناکاری" کا تعلق" کہہ رہے ہین -
خدا جانے [illegible] عیسویت نے اس مادہ مین کیا اثر [illegible]
معلوم ہو سکتا ہے کہ مسلمانان ہند نے [illegible]

کے ساتھ عاطفت مین طرح بطرح اس رسم کو انسانی ترقی کی ضد قرار دیا ہے۔ اور وہ ان اسلامی ممالک کے مسلمانون سے کس درجہ ممتاز ہو گئے ہین۔ جن پر اس تعلیم کا اثر نہین .... پڑنے پایا اور جو سراسر انہین "علماء اسلام" کی رہبری قبول کئے ہوئے ہین جنکو "خیالات کہنہ" کے بار سے سبکدوش ہونے کا موقع بالکل نہین ملا ابھی ہرگز۔ روم۔ عرب۔ ایران۔ افغانستان جو خالص اسلام کو لئے ہوئے ہین۔ اپنے ہندی مسلمانون کی نیک تعلیم کو سینے کے لائق نہین۔ اردو جوان قصہ مبتلا (محصنات) حافظ نذیر احمد صاحب سے درس لے چکے ہین۔ اور کثرت ازواجی کی خرابیون کو دیکھ چکے ہین۔ اور اگر کوئی صاحب خود محمد صاحب کی ازواج کے حالات مین دوسری محصنات قلمبند کرین تو وہ سب سے زیادہ عبرت بخش ہو

مگر ہمارے مخاطب سید امیر علی صاحب بہت درست فرماتے ہین اور جو کچھ فرماتے ہین عین دین عیسوی کی تعلیم کی فلسفی کے مطابق ہے کہ "ابتدائی حالت انسان مین یعنی تمدن کی ابتدائی زمانہ مین جبکہ اس قوت ماسکہ کی تکمیل نہین ہوئی تھی جو ترقی عقل و تہذیب نفس کے زمانہ مین نظام تمدنی کی اجزا کو یکجا رکھتی ہے اور متفرق نہین ہونے دیتی اس زمانہ کے لئے تعدد ازواج ایک اصل الاصول تحفظ نفس کا تھا جسکو اس ترقی و تہذیب کے زمانہ مین ایک قبح عظیم تصور کرنا چاہیے "صفحہ ۱۹۰" اور کہ رسم تعدد ازواج "آخر زمانہ مین جو عقل و اخلاق مین ترقی ہوئی اسکے سراسر خلاف ہے" "صفحہ ۲۱" حاشیہ۔ عیسایون نے اپنی قوانین مین اس تعدد ازواج کو صرف ایک "قبح عظیم" نہین بلکہ صاف صاف زنا ٹھہرایا ہے اور ہمارے سید صاحب کو بھی اس رائے پر صاد کر دینے مین ذرہ تامل نہین۔ چنانچہ وہ اپنی انگریزی کتاب مین اس مضمون کے آخر فرماتے ہین کہ مین افسوس کرتا ہون کہ مسٹر اُن واقعات کی فلسفیانہ تنقید کو

جو زمانہ سلف مین کثرت ازدواج کے ممد ہوے پادری جی ڈی ہٹس صاحب الہ ابادی نے
اپنی کتاب کلیمس آف اسمعیل مین یہ اقتباس کیا ہے کہ گویا مین کثرت ازدواج کی حمایت
کرتا ہون مین کثرت ازدواج کو اس زمانہ مین ایک حرامکاری کا تعلق اور منشاء اسلام
کے خلاف سمجھتا ہون جس راے مین ایک جماعت کثیر اہل اسلام کی میرے
شریک ہے الخ ۲۶۵ کہ فہمیدہ اذہان نے اسلامی تعلیم کثرت ازدواج اور طلاق پر کیا فتوی
کفر لگا دیا ہے اور اس فتوی کا کیا کچھ اثر ظہور مین آچکا ہے مولوی محمد حسین کی اس تگ
بے ہنگام سے روشن ہے۔ ہم ان اعتراضات کی کچھ پرواہ نکرتے اور نہ انکے جوابات کے درپئے ہوتے اگر یہ
اعتراضات ہمارے نوجوان اسلامی اخوان انگریزی خوانون پر ساحرانہ تاثیر کر جاتے اور
انکی تاثیر سے متردد و متوحش ہو کر اصل اسلام مین مذبذب نہو جاتے " مسائل نکاح ۱۳۶
مولویو تمہارے جوابات کی پرواہ کون کرتا ہے کہین موج دریا تمہارے روکنے رک سکی ہے
کہین یہ " اسلامی اخوان " تمہارے قابو مین آسکتے ہین ہے سنو مولف کا یہ قول آب زر سے
لکھنے کے قابل ہے۔ کہ " ایسا فتوے جب ہی دیا جاویگا کہ جب علماء اسلام
علالات کلفہ کے بار سے سبکدوش ہون اور واقعات کو اچھی طرح سمجھ لین اور رسول اللہ
کے احکام کو کما حقہ سمجھ سکین اب اس نئی روشنی سے آنحضرت کے احکام دیکھے جاتے ہین
لہذا امید ہے کہ تعدد ازدواج کا رسم بالکل موقوف ہو جاویگا صفحہ ۳۲۹ حاشیہ ۲ یا دوسرے
الفاظ مین یون کہین کہ رسول اللہ کے احکام کو علماء اسلام کما حقہ تبہین سمجھ سکے جبتک
کہ انگریزی یونیورسٹی مین تعلیم نہ پاوین اور یورپ کی سیر نکرین اور انکی آنکہین نئی
روشنی سے منور نہون۔ یا عام فہم اور مختصر طور پر ہم کہہ دین کہ رسول اللہ کے احکام
کو کما حقہ " سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ مولوی صاحبان نیچری بن جاوین
اصطلاح مین اوسکو ہم یون ظاہر کرین کہ سنی مذہب کو ہر ان میں
پھر حق یہ ہے کہ اسلام کی بنا پر کثرت ازدواج کو مردود
ٹہرایا جاتا ہے۔ اور اخلاق کی غلط بنیاد ڈالی جاتی ہے جسکی کوشش ہے کہ ہمارے

شادات گا اخلاق و تہذیب و تقاضاء نئی روشنی کو تو خوبی سمجھو مگر اسلام کو نہیں سمجھو وہ
بھول چوک کی عیب ہوتے ہیں کہا امید کیجاتی ہے کہ اب اندازہ مسلمان خالص اسلام کے پیرو اپنے
نبی کی سنت موکدہ سے دست بردار ہوجاوینگے - اور کیا وہ یہ روغنی حملہ کہکر کہ " اس
ترقی و تہذیب کے زمانہ میں کثرت ازواجی کو ایک قبح عظیم تصور کرنا چاہئے " جو اس
آخری زمانہ میں جو عقل و اخلاق میں ترقی ہوئی اسکے سراسر خلاف ہے " یہ ان لوگو کہ
اُنکے نبی کو اپنے زمانہ میں جب روح الامین انپر وحی لیکر نازل ہوا کرتے تھے
اور جنکو شب معراج خدا سے اُمنا سامنا ہوا تھا - اسقدر بھی " ترقی و تہذیب
عقل و اخلاق " میسر نہ تھی جتنا آج کسی نئی روشنی والے کو حاصل ہے کہ اُنکو کثرت
ازدواجی سے روک سکیں - اور آپ یاد رکھیں کہ آپکے یہ چکنی چپڑی تہذیب کے الفاظ سنت نبی پر
فدا ہونے والون کے دل پر کتنا اثر پیدا کرینگے - جبکہ آپ خود تسلیم کر رہے ہین - کہ
جب بادشاہ وقت اس رسم (تعدد ازدواج) کو عمل مین لاتا تھا اور بادشاہ ہر
ملک مین ظل اللہ سمجھا جاتا تھا تو رعایا بھی اس رسم کو مقدس سمجھتی تھی " فعل اکثر
اثر مین قول سے زیادہ ہوتا ہے لھذا جب بادشاہ ہون کی متعدد محلات ہو تو
رعایا اُنکی تقلید سے کب چوکتی تھی " - شاید آپ بھول گئے کہ نبی اور اُنکی اُمتی کے
تعلقات بادشاہ اور اُسکی رعایا سے کئی درجہ بڑھکر ہوتے ہیں ع حسنت جمیع خصالہ حضرت کی شان
مین کیا بے فکر لکھ گیا ہے -

فصل دویم سنت نبی

مگر نہیں - ابھی ہم ہی بھولے ہوئے ہین آپ کچھ اور فرمایا چاہتے ہین
سب سے بڑی خطا اور سب سے زیادہ لائق الزام قصور مورخین عیسائی نے یہ کیا ہے
کہ یہ فرض کر لیا ہے کہ شارع اسلام نے تعدد ازدواجی کو اختیار کیا یا جائز کر دیا
ہے .... یہ قول کہ آنحضرت نے اس رسم کو اختیار کیا اور اوسکو شروع کر دیا
اکثر عوام کالانعام مین بلکہ بعض خبرت نصاریٰ کے ....

نزدیک بھی اب تک مسلم و معتبر ہے اس سے کاذب تر کوئی قول نہین ہے"
ہم اس کے جواب مین بجز اسکے اور کچھ نہین کہہ سکتے "اس سے کاذب تر کوئی قول
نہین" کیا ہم سے یہ کہا جاتا ہے کہ شارع اسلام نے اپنی ذات کے لئے
تعدد ازواج کو جایز نہین رکھا۔ پھر آگے چلکر ہمکو حضرت کی متعدد ازواج
کا حال آپ کیا سناتے ہین۔ جب اُنہون نے اس رسم کو اختیار ہی نہین
کیا پھر اسکے لئے اسوجہ سے آپکی معذرت کیا معنے رکھتی ہے۔ حضرت نے ضرور
اس رسم کو اختیار کیا کوئی شخص جسکو اپنی صداقت کا لحاظ ہو انکار نہین کر سکتا۔
چنانچہ روضۃ الاحباب والا کہتا ہے کہ حضرت کی ۱۱ عورتون سے کسی اہل تحقیق
کو انکار نہین ہوا صـ۹۹ مگر وہ آپ سے قبل گذرا ہے اور مدارج النبوۃ مین
مرقوم ہے "متفق علیہ یعنی سب متفق ہین اسات پر بے خلاف کہ رسول خدا
کی گیارہ بیبیان ہین چھ قریش سے (اونکے نام) چار عربیہ ہین غیر قریش سے (انکے
نام) اور ایک غیر عربیہ ہے بنی اسرائیل سے" جلد ۲ صـ۴۷۰ "یہ گیارہ مستورات
تہین کہ حضرت نے انکی خواستگاری کی ہے۔ اور اُن سے زفاف فرمایا ہے
اور ایک جماعت نساء اور ہین بیس یا زیادہ (روضۃ الاحباب والا کہتا ہے
"سی زن دیگر بودند" صـ۹۹) کہ بعض کے تئین حضرت نے تزویج فرمایا
زفاف نہین کیا اور پیش از دخول مفارقت کی ہے اور بعض کے تئین خطبہ
کیا ہے اور خواستگاری کی ہے لیکن تزویج نہین کیا اور بعض کے تئین النبی تزویج
کیا تخییر کیوقت جسوقت آیت نازل ہوئی حبالہ نکاح سے اس جناب کے باہر گئیں
صـ[illegible] اور حضرت کی چار لونڈیون کے نام بھی بتلائے ہین جنکا شمار اُن گیارہ عورات کے سوا ہے صـ۴۸۲ اور
[illegible] الکہتا ہے کہ "رسول اللہ کا نکاح ۱۵ بیبیون سے ہوا تھا۔ اور [illegible]
سے صحبت کی اور باقی دو سے نہین کی" صـ۳۶۸ اور حیات القلوب والا
جلد ۲ صـ۵۶۵ مین حضرت کی ازواج کا شمار [illegible] ابن بابویہ [illegible]

معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول پانزدہ زن تزویج کردو بہ سیزدہ نفر از ایشان مقاربت نمود" اور دوسری روایت سے کل شمار اُن بیویون کا جنسے حضرت نے تزویج کی اکیس ۲۱ بیان کرتا ہے مگر ان میں وہ بھی داخل ہین جنکی ساتھ صحبت کرنا محمد صاحب کا لوگون مین مشہور نہین ہے "موافق این روایت انجناب بست و یک زن تزویج کردہ" مگر سید امیر علی کس بے باکی سے فرماتے ہین - اور حاشا اس بے باکی کی مدنئی روشنی" جوابدہ نہین ہے - کہ یہ قول کہ انحضرت نے اس رسم کو اختیار کیا اور اسکو مشروع کر دیا - اکثر عوام کالانعام من ملک بعض اہل حضرت نصارے کے نزدیک مسلم و معتبر ہے - اس امر کا درکوئی قول صحیح ہے"

فصل سوم قران تعدد ازواج

دفعہ اول ایک نئی تاویل قرانی حکم کثرت مناکحت کی سید صاحب سناتے ہین اور وہ تاویل "نئی روشنی" کا حصّہ ہے علماء اسلام اسکی داد نہین دے سکتے ہین - سورہ نساء میں ہے "نکاح کرو جو تمکو خوش آوین عورتین دو دو تین تین چار چار پھر اگر ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہی یا جو اپنے ہاتھ کا مال ہے" اور پھر ع ہین ہے "تم ہرگز نہ رکھ سکو گے عورتون کو برابر اگرچہ اسکا شوق کرو سو نرے پھر ہی نہ جاؤ کہ ڈال رکھو ایک کو جیسے ادھر مین لٹکتی"

سید صاحب فرماتے ہین کہ شارع اسلام نے ازواج کی ایک تحداد مقرر کر دی اور ازواج کے مواجب حقوق انکے شوہرون پر معین کر دئے

اور شوہر پر فرض عین کردیا کہ سب ازواج سے من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ
رکھے .... تعدد ازدواج مین ایک قید ایسی لگادی ہے جس سے یہ فعل
صرف محدود ہی نہین ہو گیا ہے۔ بلکہ جس آیت سے اون مفہوم ہوتا ہے۔
اس آیت کے معنی یہ ہوتے ہین کہ کوئی شخص ایک سی زیادہ زوجہ نکرے
اگر وہ چارون ازواج کے ساتھ برابر اور منصفانہ برتاؤ نکرسکے جیسا مولوی
سید احمد خان صاحب نے فرمایا ہے کہ تعدد ازدواج مین بہت سی شدید قیود لگادی
گئے ہیں۔ اور بہت سی سخت قواعد مقرر کردیے گئے ہیں جیسا چارون ازواج
کے مواجب وحقوق مین مساوات کلی رکھنا اور چارون سے برابر الفت
اور محبت رکھنا وغیرہ وغیرہ ...... پس بہرکیف حکم تعدد ازدواج کو از قبیل
نواہی سمجھنا چاہیے۔ نہ از قبیل اوامر" صـ ۲۴ و ۲۰۵ اب یہ ظاہر ہے کہ قرآن
چار عورتون کو بشرط عدل جائز بتاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ "تم ہرگز
عدل نکرسکوگے عورتون مین اگرچہ اسکا شوق کرو" پس یا تو یہان بقول
سید صاحب بمفاد اذا فات الشرط فات مشروط " تعدد ازدواج حرام ہوا
اور تعدد ازدواج کو از قبیل نواہی سمجھنا چاہیے کیونکہ عدل ناممکن ہے۔
جیسا قرآن کہتا ہے اور سید صاحب خود تسلیم کرتے ہین کہ "ایسا عدل کرنا
انسان کے امکان سے باہر ہے" حاشیہ صـ ۲۱۹ تو ماننا پڑا کہ یا تو
پیغمبر اسلام صاحب سی لیکر امام حسن اور صلحا سیکڑون ہزارون تک جن نے
کبھی تعدد ازدواج ہی کو [illegible] جائز رکھا موافق شریعت اسلام حرامکاری
اور نواہی کا مرتکب ہوا۔ یا یہ قول کہ "تم ہرگز عدل نکرسکوگے عورتون
مین" باطل ہے۔ اور اگر یہ دونون قول درست ہین تو معلوم ہوا کہ یہان [illegible]
سے مراد کچھ اور ہی ہے جسکا کرنا دشوار نہیں اور تعدد ازدواج کے لیے
سب ازواج سے من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ [illegible] مواجب وحقوق

ہین مساوات کلّی رکھنا اور چارون سے برابر الفت ومحبت رکھنا وغیرہ وغیرہ" ہرگز فرض نہیں۔ اور ہم یہ بھی دکھلا دین گے کہ ان شرطون کو نہ تو خود محمد صاحب نے کبھی پورا کیا اور نہ اپنے اوپر اُنکا پورا کرنا واجب جانا اور نہ کسی ایماندار مسلمان نے ایسا سمجھا اور یہ کیونکر ممکن تھا کہ جو فعل خود محمد صاحب کی ذات کے لئے ناممکن تھا کسی مومن اُمتی کے لئے ممکن ہو سکتا۔

قران نے حکم دیا تھا کہ بشرط عدل چار بیوئین رکھ سکتے ہو مگر فوراً کہہ دیا کہ "تم ہرگز عدل نکر سکوگے عورتون مین اگرچہ تم اسکا شوق کرو" چاہے کتنا ہی چاہو عدل کرنا ناممکن ہے تو یہ صاف صاف کہہ دیا گیا کہ عدل کا لحاظ رکھنا انسانی قدرت سے باہر ہے" ص۳۴۹ انگریزی اور محمد صاحب کو ذاتی تجربہ ہے وہ زیادہ عورتین رکھہ کے دیکھ چکے پس وہاب عدل کو کوئی شرط مقرر نہین کرتے بلکہ بجائے عدل کے جو ناممکن تھا ایک منفی حکم ہلکا سا دیتے ہین۔ جو کسی کے لئے محال کیا مشکل بھی نہین اور وہ شرط صرف یہ ہے "سو نرے پھر بھی نہ جاؤ تو ڈال رکھو ایک کو ادھر مین لٹکتی" صرف یہی ایک شرط ہے۔ جب ایک سے زیادہ عورتین کرلو تو انہین سے کسی ایک کو بالکل رانڈ کی طرح ڈال نہ رکھو نہ یہ ضرور ہے کہ "من جمیع الوجوہ برابر برتاؤ کرے" معنہ ازواج کے مواجب اور حقوق مین مساوات رکھے" اور نہ "چارون سے الفت اور محبت رکھے۔ اور محض اس ایک طرح سے اگلے اور پچھلے مسلمانون کی کثرت ازواجی شریعت اسلام کے مطابق ہو سکتی ہے ورنہ سب حرام کرتے رہے جسکا حاصل یہ ہوا کہ جناب بجائے کثرت ازواجی کے شرط عدل کو "از قبیل نواہی سمجھے نہ از قبیل اوامر"

چنانچہ محمد حسین بٹالوی نے بہی اسلامی مذاق کے موافق "اسولٹ کے
دونون آنرایبل ریفارمرون" کی رائے شرط عدل کا بڑے زور شور
سے ابطال کیا ہے اور اسکو گویا بہت جورون کے شوہر پر ظلم سمجہا ہے۔
دیکہو انکار رسالہ صفحہ ۱۵۱-۱۵۷

دفعہ دوم شرط عدل وسنت نبوی

محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ عدل کو (جو فی الحقیقت ظلم ہے) قائم
رکہنے کے لئے شریعت اسلام نے چار سے زیادہ جورون کی اجازت
نہین دی یعنی ہر ایک پر یہ ظن تو عموماً ہو سکتا ہے۔ کہ کثرت ازواج
کیحالت مین وہ عورتون کی حق تلفی کرے گا۔ اور ان مین عدل نکر سکیگا
اور آنحضرت صلعم چونکہ ان ظنون اور برے گمانون سے پاک اور بری
تہے اور اپنا حال وہ یقیناً جانتے تہے۔ اور بے اعتدالی کے خوف سے
مطمئن تہے۔ لہذا آپ کے لئے وہ تحدید (جو صرف مظنہ پر مبنی تہی)
ضروری نہ تہی" اس لئے آپ کو چار سے زاید جورون کی رخصت
خدا نے دی پہر فرماتے ہین "مگر یہ جواب انہی لوگون کے لئے
طمانیت بخش ہے جو آنحضرت صلعم کو نبی برحق مانتے اور ان ظنون
سے بری جانتے ہین۔ آنحضرت صلعم کے مخالف اور دین اسلام سے
منکر اس جواب کو تسلیم نہ کرین گے" صفحہ ۱۶۷ و ۱۶۸

مین دکہلاتے دیتا ہون کہ اس فرضی عدل والے قانون کو حضرت نے
خود کیسے برتا۔ اور آپ کسدرجہ اور کس حصے مین "بے اعتدالی
کے خوف سے مطمئن تہے" تاکہ مخالف و موالف دونون کی آنکہین کہل
جاوین۔ سورۃ احزاب رکوع [illegible] مین [illegible] جسکو چاہو

اُن مین اور جگہ دے اپنے پاس جسکو چاہے اور جسکو جی چاہے تیرا اُن مین سے جو کنارے کر دی تہین تو کچھ گناہ نہین تجھپر" اسکی صحیح تفسیر مین حسینی لکھتا ہے "در وسیط اورده که وجوب قسم بدین آیت از حضرت صلعم ساقط شده" تو حضرت کے اوپر کسی قسم کا عدل و انصاف اس آیت سے واجب نہ رہا۔ عام طور سے سمجھا تا ہے کہ مسلمانون پر واجب ہے کہ درمیان عورات کے کسی قسم کی مساوات رکھو وہ مساوات وہ ہرگز نہین جسکے سید احمد یا سید امیر علی مدعی ہین) کی رعایات رکھین مگر محمد صاحب آزاد کر دیے گئے چاہے کسی عورت سے ملین چاہے نہ ملین چاہے چھوڑ رکھین چاہے چھوڑی ہوئی کو پھر بغل مین بلالین۔ اور چاہین تو ڈال رکھین۔ کسی ایک کو ادہڑ مین لٹکتی" جیسا سودہ کے بیان مین ہم دکھلا دین گے۔ چنانچہ حضرت کی عورات نا انصافی وظلم سے نالان ہوئی تہین۔ "در روایت دیگر زینب گفت تو عدل نمی کنی میان ما باآنکہ پیغمبر خدائی" حیات القلوب صفحہ ۵۴۳ مگر حضرت پہ انصاف ہی فرض نہین شاید اسوقت ہمارے سید صاحب کو وہ سچا سخن یاد نہ ہوگا۔ کہ "فعل کا اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے۔ لھذا جب بادشاہون کے متعدد محلات ہوئی تب رعایا اُنکی تقلید سے کب چوکتی تھی۔" سو اب تو محمد صاحب کا قول بھی موجود ہے اور فعل بھی موجود ہے" اور فعل کا اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے کون ہے جو مسلمانون کو انکے نبی کی سنت موکدہ کے اثر سے محروم کر سکتا ہے۔ کیا کسی نئی روشنی والے کا قول؟

دفعہ سوم۔ حد تعدد نہ آیتی نہ حقیقی۔

سید صاحب کا قول کہ "شارع اسلام نے ازدواج کی ایک تعداد مقرر

کر دی" غلط ہے۔ اتنا تو سچ ہے کہ کوئی مسلمان ایک ساتھ چار سے
زیادہ **منکوحہ** عورتین نہین رکھ سکتا مگر آگے اسی آیت مین
ہے "جو اپنے ہاتھ کا مال ہے" اور سورہ احزاب ع۶ مین ہے۔
ہمکو معلوم ہے۔ جو ٹھہرا دیا ہمنے اُن پر اُنکی عورتون مین اور اُنکے ہاتھ
کے مال مین" اور سورہ مومنون ع۱ "اور جو اپنی شہوت کی جگہ تھامتے
ہین مگر اپنی عورتون پر یا اپنے ہاتھ کے مال پر سو انپر نہین الاھنا"
یہ "ہاتھ کا مال" جنپر شہوت رانی مباح ہے لونڈیان ہین انکی کوئی حد
نہین اگر کسی مسلمان کے ہاتھ ہزار لونڈیان لگ جاوین تو وہ انکو اپنی
مدخولہ بنا کر اور اپنی چار جورون پر اضافہ کرکے شریعت اسلام سے باہر
نہین جاتا۔ پس لونڈیون کی کوئی تعداد نہین۔ مگر لونڈ نہین جو منکوحہ
نہون اور بے نکاح تصرف مین آوین عورتین ضرور ہین۔ پس یہ کہنا عین
حق ہے۔ کہ اسلام کے رو سے مرد کو اختیار رہے چاہے جسقدر عورتین
اپنے حظ نفس کے لیئے جمع کرے۔ اُن مین عدل وغیرہ کسی قسم کی
قید نہین اور حضرت کے پاس بھی باوجود ایک درجن سے زیادہ منکوحہ
عورتون کے چار لونڈیان بھی تھین جن مین سے ماریہ قبطیہ اور ریحانہ
بہت مشہور ہین۔

دفعہ چہارم لونڈی حلال ہے۔ مگر ہمارے مخاطب نے غضب
ڈھایا ہے۔ وہ انکار کرنے پر آگئے ہین۔ اور ہر حقیقت اور واقع کا جواب
اُنکے پاس انکار محض ہے۔ ہم ابھی قرآن کی آیات پیش کر چکے کہ لونڈیان
مسلمانون کو حلال ہین اور اُنکی کوئی تعداد محدود نہین۔ سید صاحب فرماتے
ہین نے یہ بھی کہا ہے کہ آنحضرت نے اپنی اُمت کو علاوہ چار نکاح کے
اجازت دی ہے۔ کہ جتنی لونڈیان چاہو کرو۔ . . . . . یہ قول بیچ احکام

شرع سے کسقدر خلاف ہے۔ اس بات مین حکم شرع یہ ہی جو شخص
تم مین سے اتنا مقدور نہ رکھتا ہو کہ ایک آزاد مسلمہ سے عقد کر سکے
تو اسکو چاہیئے کہ اُن لونڈیون سے نکاح کرے جنکو جہاد مین گرفتار
کیا ہو اسکی اجازت اس شخص کو دی جاتی ہے۔ جو ارتکاب معصیت
کا اندیشہ رکھتا ہو لیکن اگر تم پرہیز کرو تو تمہارے حق مین بہتر ہوگا"
صفحہ ۲۱۵ ہمارے دوست نہ سمجھے کہ یہان اسکی اجازت ہے کہ اگر کسی شخص
کے پاس لونڈی نہو اور آزاد عورت نکاح مین لانے کا مقدور بھی نہو
اور جورو چاہتا ہو تو اور کسی شخص کی لونڈی سے آسان شرائط پر نکاح
کرلے سورہ نساء دیکھئے یہان بے مقدور شخص کا ذکر ہے۔ اور ہم آپسے
اُس شخص کے بارہ مین بحث کرتے ہین جسکو علاوہ چار جورون کی لونڈیان
رکھنے کا مقدور ہے۔ افسوس آپ اتنا بھی نہ سمجھے کہ کیا دارالاسلام کی
لاکھون لونڈیان صرف بے مقدور لوگون کے نکاح کے واسطے ہو سکتی
ہین افسوس آپ مومنین کی حق تلفی کرتے ہین پہلے تو اُنکے چار
جورو ئین رکھنے کے حق سے منکر ہوئے جاتے تھے۔ اب اُنکی لونڈیین
بھی خلاف شرع دین محمدی اُنسے جدا کرنے کا قصد کرتے ہین اور سنت
نبوی کا مطلق خیال نہین کرتے۔ آپکو کوئی منصب نہین کہ آپ زبان
درازی سے "علماء اسلام" کو جو قران اور سنت پر اس امر مین چل رہے
ہین "خیالات کہنہ کے پرستار" الزام دین اور اُلٹا کہین کہ "وہ رسول اللہ
کے احکام کو کما حقہ نہین سمجھ سکتے" یہ الزام آپ پر عاید ہوتا ہے۔ مگر
تعجب ہے کہ آپ قران کی نص کا خیال نہ کرکے بلا تامل فرماتے ہین
کہ "ہمارے فقہا نے لونڈیان رکھنے کو جایز قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ
فعل آنحضرت کے اصل منشا کے خلاف ہے" صفحہ ۲۱۸ افسوس اس

نشا کی کیسی خرابی کی ہے اگر اصل نشا یہی تھا تو محمد صاحب نے اپنے اوپر لونڈیاں کیسے حلال کر ہین اور امام نسائی جنکی کتاب صحاح ستہ مین داخل ہے چار جوروؤن کے ساتھ بہتیری لونڈیان صحبت مین کیون رکھتا تھا؟ امی حضرت "علماء اسلام" جن خیالات کہنہ کے بارے لدے ہوئے ہین وہ بار انکو مثل حدیث متصل و صحیح کے حضرت سے پہونچا ہے۔ حضرت محمد صاحب اس "نئی روشنی" کے اسلام سے واقف نہ تھے۔

دفعہ پنجم متعہ النسا —— ہم دکھلا چکے کہ اسلام مین نہ صرف چار جوروئین نکاحی حلال کی گئی ہین۔ بلکہ لاتعداد لونڈئین بھی جنکی حد صرف عیاشی وزر کی قدرتی انتہا ہے مباح ٹھری ہین۔ نہین بلکہ اُن سے بھی بڑھکر عام رنڈی بازی جسکو شرعی اصطلاح مین متعہ کہتے ہین حلال ومشروع ہے جسکے تمام شیعہ قایل ہین۔ سنیون نے اس مسئلہ سے بغایت ضعف دوسواسی شہادت کی بنا پر انکار کیا ہے۔ اور وجہ اُس انکار کی بجنسہ وہی ہے جس سے فی زمانہ نئی روشنی والے مہذب مسلمان اسلام مین زبردستی کثرت ازدواجی کو حرام ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہین۔ فصل دہم مین ہم اس ناپاک مسئلہ کا شریعت اسلام کے ساتھ تعلق ثابت کرینگے۔

فصل چہارم تنزیہ المطاعن

اب مصنف صاحب حضرت پر سے اس طعن کے دفع کرنے کی کوشش کرتے ہین کہ "آنحضرت نے متعدد ازدواج کرکے اپنی نفس سے دور عایت کی جسکے مستحق آپ شریعت مطہر کے بموجب نہ تھے

صلا۲۱ غرض تو یون ہے کہ عورتون کے بارہ مین حضرت نے نہ حکم
خدا کا لحاظ کیا نہ قانون قدرت کا نہ قران کا نہ اسلام کا نہ رسم و رواج
شرفا عرب کا بہر اصول حیا و شرم و اخلاق و تہذیب کا خون کیا ہے۔
مصنف صاحب نے اُن مطاعن کے تذکرہ مین کوتاہی کی ہے ہم
پہلے انکی تفصیل بیان کرتے ہین تاکہ بعد مین دیکھین اُن مین سے
کن کن کا جواب ہمکو ملتا ہے۔

طعن اول۔ جو تعداد قران یعنی شریعت اسلام نے ازواج
کی مقرر کی حضرت نے اُس سے بدرجہا انتہا تجاوز فرمایا۔ کوئی مسلمان
ایک ساتھ چار سے زیادہ نکاح نہین کرسکتا حضرت نے چہار چند
چہار پر بھی اکتفا نہ کی۔

طعن دوسرا۔ کوئی مسلمان شریعت اسلام کے مطابق بے مہر
نکاح نہاین کرسکتا حضرت نے بے مہر نکاح کیا یعنی اپنے تئین نکاح
کی حقیقی ذمہ واری سے سبکدوش کردیا۔ اوسکو ہبہ نفس کہتے ہین جو مسلمانون
کے لئے حرام ہے اس ہبہ نفس کا حکم حضرت کی ذات سے مخصوص ہے
چنانچہ قران مین وارد ہوا ”اور جو کوئی عورت مسلمان اگر بخشے اپنی جان
نبی کو اگر نبی چاہے کہ اسکو نکاح مین لے نری تجھے کو سوائے سب
مسلمانون کے تا نہ رہے تجھپر تنگی“ احزاب ع مولوی ڈکوی بڑی
سرد مہری سے کہتے ہین کہ ”مہر کی اگر عورت دعویدار نہو تو صحت
نکاح کے لئے وہ کب مانع ہے“ صـ۳۶ اور نہین سمجھتے کہ مہر کا دعویٰ
نہ کرنا اور بات ہے۔ اور بے مہر عورت کو جورو بنانا اور چنانچہ قران
مین صریح آیا ہے۔ ان تبتغوا باموالکم عورتون کو طلب کرو اپنے
مال کے بدلے نسا ع پس جو مسلمان بلا مہر عورت کو جورو بناوے زانی

سے ہے اسی سے لئے تو بغیر مہر جورو بنانے کے بارہ مین محمد صاحب نے
اپنے حق مین فرما لیا کہ "یہ صرف تیرے لئے خاص حکم ہے اور مومنون
کے سوا" ص۳۶ پس کہو یہ خصوصیت کیسی تھی۔ یہان مہر شروع ہی سے
لد ہے کے سر پر سینگ ہو رہا ہے۔ پس عورت دعویدار کیسے ہو اور اگر
عورت شرعًا اپنا مہر شروع سے چھوڑ سکتی تو پھر اور مومنین اس استحقاق
محروم کیسے رہ گئے۔ نہین حضرت آنحضرت اپنی نفس کی رعایت چاہتے
ہین عورتون کی حقوق اپنی نسبت کوتاہ کر رہے ہین۔ یہان تنگی اور فراخی
کی باتین ہین "تا سر ہے تجھپر تنگی"۔ حضرت کی ان ایسی باتون نے حامیان
اسلام کو کیسے ضیق مین ڈالا ہے۔

طعن سوم۔ مسلمانون کو بہر حال اپنی متعدد عورتون کے ساتھ کسی
نہ کسی قسم کی مساوات و رعایت فرض ہے مگر محمد صاحب ہر طرح کی رعایات
سے سبکدوش ہین۔ بالکل اُنکی مرضی پر منحصر ہے۔ جیسا چاہین اپنی عورتون
سے سلوک کرین چنانچہ نص قران ہم پیش کر چکے ہین

طعن چہارم۔ ہر مسلمان مطلقہ عورت کو اختیار ہے کہ دوسرے شوہر
سے لے۔ یعنی شوہر اگر بدسلوکی کرے اور وہ اُس سے راضی نہ ہو تو وہ
شوہر سے طلاق حاصل کرے۔ حضرت نے اپنی عورات سے یہ استحقاق
چھین لیا باوجود اسکے کہ اپنے اوپر معمولی مساوات بھی شرعًا فرض نہ رکھی
ادھر تو فرمایا وازواجہ امہاتہم احزاب ع جورو ئین اُسکی مسلمانون کی مائین
ہین اور ماکی حرکت ہمیشہ واجب ہے۔ اور اُدھر یہ لکھا۔ یا تمکو نہین پہونچتا
کہ تکلیف دو اللہ کے رسول کو اور نہ یہ کہ نکاح کرو اُسکی عورتون کو اوسکے
پیچھے البتہ یہ بات تمہاری اللہ کے یہان بڑا گناہ ہے" احزاب ع
پس وہ جھوٹی اور ظالمانہ غیرت جسکو خدا کی شریعت سوا نہین رکھ سکتی

محمد صاحب نے اپنے لیئے روا رکھی - اور مسلمانون کو بھی یہ امر بہت شاق گذرتا تھا کہ وہ دیکھتے تھے کہ ہماری آنکھون کے سامنے محمد صاحب ہماری عورتین لے لیتے ہین - اور اپنی عورتون کو ہماری مان بناکر ہم پر حرام کر دیتے ہین - چنانچہ حیات القلوب صفحہ ۹۰۰ مین ہے کہ یہ سنکر بھی صاحب کی جورو ئین مسلمانون کی مائین ہین " طلحہ بغضب آمد و گفت محمد زنان خود را بر ما حرام میگرداند و خود زنان مارا تزویج می نماید اگر خدا محمد را بمیراند ہر آئینہ ما بکنیم با زنان او انچہ او با زنان ما میکرد " اور طلحہ وغیرہ کی بابت اس قسم کی روایت کا حوالہ اس آیت کی شان نزول مین اکثر تفاسیر مین آیا ہے - دیکھو حسینی احزاب ع اور نیز روضۃ الاحباب صفحہ ۱۴۹ پس یون اپنے او پر وہ روا رکھا جسکا مستحق کوئی شریعت محمدی کا تابع شرعاً نہین ہو سکتا اور اپنی عورتون پر وہ ظلم کیا جس ظلم کی متحمل کوئی عورت مسلمان شرعاً نہین ہو سکتی - ہم نے یہ چار مطاعن چار جورون کی رعایت سے گنائے ہین جنکے جواب مین سید امیر علی صاحب مد واقعات تاریخی کو بلا تعصب و نفسانیت " دکھلا کر یہ ثابت کرنیکا وعدہ کرتے ہین کہ ہمارے مطاعن " صاف باطنی اور ایماندارہی او عیسائی نیک نہادی سے بالکل معرا ہین " صفحہ ۲۰۲ آیا ہمارے مطاعن یا سید صاحب کے جوابات اس صفت سے زیادہ متصف ہونے کے سزاوار ہین - ناظرین تم ہی انصاف کر دینا -

فصل پنجم امہات مومنین

اوّل حالات بی بی خدیجہ " جب آنحضرت کا سن شریف

۲۵ برس کا تھا یعنی عین عنفوان شباب مین جبکہ قوائے عقلی و قوائے
بدنی بالکل صحیح تھے اُسوقت آپنے حضرت خدیجہ سے عقد کیا جو آپ
سے سن مین بہت بڑی تہین ۲۵ برس تک آپ نے خدیجہ کے
ساتھ کمال وفاداری اور راحت سے بسر فرمائی" صفحہ ۲۰ سید صاحب نے
ان واقعات کو کچھ رقت کے ساتھ بیان کیا ہے گویا حضرت محمد صاحب
نے اپنی عمر سے بڑی عورت کے ساتھ شادی کرکے کوئی حقیقی
خودانکاری کی تھی کیونکہ بڑی بےباکی سے اپنی انگریزی کتاب مین
ایک فقرہ یہ بہی اضافہ فرماتے ہین کہ "آنحضرت نے افلاس اور تنگدستی
کی حالت مین ایک بڈھی عورت کی پرورش کے بار کا ذمہ اٹھایا۔
جسمین دراصل وہ ایک خودانکاری برت رہے تھے۔ جو کچھ ہلکی قسم کی
نہ تھی" صفحہ ۳۳ مین بی بی خدیجہ کے کچھ صحیح حالات سناتا ہون:۔

دفعہ اوّل تموّل وحسن وجمال خدیجہ۔ آپ خود تسلیم کرتے ہین
کہ "خدیجہ ایک متموّل بی بی قریش کے قوم سے تہین" صفحہ ۱۵۱ وہ حضرت
خدیجہ خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصیے بن کلاب کی بیٹی ہے
یہ سوداگر بہی عزت والی اور بڑی مالدار قوم قریش مین تھی" ابوالفدا صفحہ ۲
یہ اسکا نسب ہے۔
قصے محمد صاحب کے دادا عبدالمطلب کا پردادا تھا نسب کی طرف سے عورت
اشراف قریش سے تھی "خدیجہ درہر ناحیہ غلامان وحیوانات بےپایان
داشت تاآنکہ بعضے گفتہ اند کہ زیادہ از ہشتاد ہزار شتر داشت کہ متفرق
بودو درہر ناحیہ وہر مکان ملازمان ووکلائے او بتجارت مشغول بودند
مانند مصر وشام وحبش وغیر آن" حیات القلوب صفحہ ۵۹ اب ہم آپکو ایک
متعصب حامی اسلام کی سنائین "سیرت ابن ہشام مین لکھا ہے۔ کہ

خدیجہ ایک عورت تاجرہ اور شریف اور مال والی تہین اوسوقت مین قدیم
نسب کی رُو سے تو اوسط مرتبہ کی تہین اور باعتبار شرافت کے بہت بڑی
تہین اور باعتبار مال کے سب قریش سے زیادہ تھین . . . . ہذا اسوقت
کے لحاظ سے آنحضرت اسنے بڑے امیرون مین ہو گئے تھے کہ قریش
مین دوسرا آپکا مقابل نہ تھا" تلبیسات مولوی محمد علی کانپوری ص ۲۶
اب اُنکے حسن وجمال کی سنئے "اندر مکہ ہیچکس بمال وجمال مثل خدیجہ نبود"
طبری جلد چہارم ص ۲۷۷ اور اس مال وجمال کے ساتھ عقل وفضل کا بھی
اضافہ تھا - اور اس زمانہ مین تو یہ امر النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا تھا" تھی
حضرت خدیجہ عورت فاضلہ عاقلہ حازمہ" منہاج جلد ۲ و ۸۴۸ اور اس سب پر
ایک بات اور تھی کہ یہ بایمان تھی اسکا بھائی ورقہ بن نوفل قریش سے
نکلکر قبل زمانہ اسلام عیسائی ہوگیا تھا - اور کتب مقدسہ کا پڑھنے والا
تھا - خدیجہ اس سے رجوع کیا کرتی تھین (بخاری پارہ اوّل بدو وحی)
اور اپنے بھائی کے دین کی معتقد بھی تہین - پس یہ تو ظاہر ہے کہ یہ عورت
نسب مین شریف مال مین بے عدیل اور حسن وجمال مین آپ اپنی
نظیر تھی - اور ان سب پر عقل وفضل سے ممتاز اور ایمان سے مزیّن
جس عورت مین انہین کی کوئی ایک صفت بھی ہو (چہ جائکہ وہ تمام
صفات سے متصف ہو) امید وار ان شوہری کیون اُسکے گرد پروانہ
وار جمع نہ ہون چنانچہ بخاری ومسلم مین ابوہریرہ سے روایت ہے
کہ حضرت نے فرمایا کہ نکاح کیا جاتا ہے عورت کا چار سبب سے اسکے
مال کے سبب سے اور اسکے حسب ونسب کے سبب سے اور اسکے جمال کے سبب سے
اور اس کے دین کے سبب سے" مشارق الانوار حدیث نمبر ۲۶۳۸
دیکھو خدیجہ مین یہ کل صفات ہین - حضرت بڑے خوش نصیب تھے

دنیا مین جوڑو اگر چراغ لیکر ڈھونڈتے تو خدیجہ سے بڑھکر انھین کون ملتی مالدار ایسی کہ حضرت کو اوسکے غلامون مین شمار ہونا باعث فخر حسب ونسب مین حضرت کی ہمسر۔ جمال ایساکہ دیار امصار مین شہرہ۔ دین ایساکہ حضرت سے کبھی وجارک مثالاً فہدی۔ مگر ہان ایک نقص بتایا جاتا ہے۔ کہ وہ سن مین بہت بڑی تھین "ہم دیکھتے ہین آیا صنادید قریش اور رئیسان عرب کی آنکھونمین بھی یہ کوئی نقص نظر آتا تھا۔ جبکہ اس عورت مین ایسی بڑی بڑی خوبیان موجود تھین جس سے زیادہ کی تمنا حدیث مین بھی نہین کی گئی ہے " خدیجہ زنے بود با عقل وجمال وراسی بزرگان مکہ ہمہ در آرزوی وی بودند واو قبول نمیکرد" طبری ص۲۴۷ " عقیقہ بن ابی معیط وصلت بن ابی شہاب اورا خواستگاری کردند وہریک چہار صد غلام وکنیز داشتند وابوجہل وسفیان نیز اورا خواستگاری کردند وخدیجہ ہمہ را جواب کرد واسنداً حیات القلوب ص۸۸ " حضرت خدیجہ عورت دانشمند عاقلہ عازمہ تھی جاہلیت مین اُسے طاہرہ[*] کہتے تھے۔ نسب اور نسب عالی اور مال وافر رکھتی تھی صنادید قریش اہالہ بعتیق کے بعد چاہتے تھے کہ اُسے تزویج کرین اور اُس نے قبول نکیا تھا " منہاج النبوت جلد ۲ ص۳۳ جس عورت کے خواستگار رئیسان مکہ وصنادید قریش ہون اور جو اِی صفات حسب ونسب مال وجمال عقل وفہم سے متصف ہو تو سِن مین بڑا ہونا جسکا مطلق خیال رئیسان واشراف قریش بھی نہ کرتے تھے اگر محمد صاحب نے کیا بھی تو اسنے نہ کیا تو کیا ہوا اگر کوئی خدیجہ کا ہمسِن بھی اسکا خیال کرکے اس عورت سے محروم رہتا تو ہم کیا تمام عرب معہ

---

[*] اس زمانہ جاہلیت مین بھی وہ حضرت سے صفت نیکی تم کہتے ہو کہ محمد صاحب کو لوگ جاہلیت مین امین کہتے تھے ویسا ہی اسکو اس کی شرم کر طاہرہ کہتے ہین -

ابوطالب کے اسکو دیوانہ اور پاگل کہتے ۔ مگر ڈاکٹر لیٹنر ایک یورپی حامی
اسلام بی بی خدیجہ کیطرف اشارہ کرکے فرماتے ہین کہ عرب کی چہل سالہ
عورت یورپ کی پنجاہ سالہ عورت کے برابر خیال کیجاتی ہے" ترجمہ مکیچ
مترجمہ محمد کرامت علی صـ۱۳ یہ کوئی کلیہ نہین پڑا یا اور جوانی برسون کا شمار
نہین رنج وغم تنگی معاش مین شباب مین بڑھاپے کو بلا لیتے ہیں ۔ اور عیش و
آرام فارغ البال بڈھون کو جوان بناتے دیکھتے ہین خدیجہ نے زندگی بڑی
چین سے کاٹی تھی اور بڑی بے فکری سے بسر کی تھی ۔ سب طرح کی نعمتیں
اسکو میسر تہین عمر کے برسون نے اسکے جسمانی قواپر کوئی اثر نہ پیدا کیا تھا بلکہ
وہ بمصداق انگریزی مثل Fair fat & forty (حسین موٹی
چالیس سال) تھی ۔ اسکے حسن وجمال مین کوئی تغیر نہ آیا تھا ۔ اب بھی
لوگ اسکو دیکھکر گرویدہ ہوتے تھے ۔ صنادید قریش اور رئیسان مکہ اسکے
خواستگار تھے ۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ گو سنہ پیدائش کے حساب
سے اسکا سن چالیس برس کا ہو ۔ مگر ابھی وہ بالکل جوان نظر آتی تھی
اپنی عمر سے کم اور محمد صاحب کے لئے اچھا جوڑ تھا ۔ چنانچہ اس عورت
کی عمر کا اندازہ اور اُسکے قواے جسمانی کی کیفیت اس ایک بات سے عیان
ہے کہ محمد صاحب سے اس عورت کے چار بیٹے پیدا ہوئے اور چار بیٹیان
مسائل نکاح محمد حسین صـ۱۹۱ اور نیز اس بات سے بھی یہ امر روشن ہے جسکو
محمد حسین صاحب بسند بخاری بیان کرتے ہین کہ " آپ کی قوت کا
یہ عالم تھا کہ اس پیرانہ سالی مین ایک ہی ساعت مین رات یا دن کے
سبہی ازواج سے ہمبستر ہوتے آپ کے صحبتی جو آپ کی عادت سے
واقف تھے یہ کہا کرتے تھے کہ آپ مین تیس مرد کی قوت ہے ۔ بعض
کا بیان یہ تھا کہ چالیس کی ہے" صـ۱۹۴ پس جو عورت اپنے پیرانہ سالی

ہین ایسی جوان کی متحمل ہوسکے اوراوس سے آٹھ پچہ بھی جن چکی اسکو بڑھی لکھنا اوراوسپر ترس کھاتا آپ لوگون کا کیسا بے محل ہے۔
مولوی محمد فیروزالدین اپنی تاریخ محمدی حصہ اول صفحہ ۱۵۵ مین کل حالات خدیجہ اور محمد صاحب پر نظر کرکے فرماتے ہین کہ " خدیجہ بنت خویلد ملکہ عرب جو اسوقت بڑی شریف اور نجیب اور باعتبار عزت ومال سب قریش سے بڑھ کر تہین۔ انہون نے حضرت سے نکاح کی خواستگاری کی اور ہر چند قوم قریش کے بڑے بڑے معزز اور نامی سردار اُنکے حسن وجمال اور شرافت کے سبب سے اُنکے نکاح کے خواہان تھے۔ مگر انھون نے اس اُسی یتیم وبیکس کو سب پر ترجیح دی . . . . عمر حضرت خدیجہ کی ۴۰ برس کی تھی۔ مگر وہ بہت صاحب جمال تھین" پھر یہ کیا بیہودہ گوئیان اور ژاژ خائیان ہین جو ہم سنتے ہین کہ محمد صاحب نے ایک بڑی عورت کی پرورش کا بار اٹھایا عورت پر رحم کیا بڑا احسان کیا جو نکاح کرلیا۔

دفعہ دویم افلاس وتنگدستی محمد صاحب۔

یہ کچھ حالات تو ہم نے بی بی خدیجہ کے سنائے اب اُس کے مقابل مین محمد صاحب کی کیفیت یہ ہے کہ بجز اپنے نسب کے جو کسی طرح خدیجہ کے نسب سے افضل نہ تھا۔ آپ کے پاس کچھ نہین مگر تقدیر کے دھنی ہین خدیجہ سی عورت اُنکو مل گئی۔ اور بیڑا پار ہوگیا۔ چنانچہ حیات القلوب والا لکھتا ہے " روزے حضرت رسول بنزد ابو طالب رفت واو دلگیر یافت فرمود کہ اے عم سبب اندوہ شما چیست ابو طالب گفت ای فرزند برادر سببش آنست کہ مالے ندارم وزمانہ بسیار برمن تنگ شدہ است وپیر وتنگدست شدہ ام وفاتم نزدیک شدہ است وآرزو دارم کہ ترا زنے بودہ باشد کہ من آن شاد گردم وضروریات آن میسر نیست"

تنگدستی و فقر و فاقہ سے حضرت اور اُنکے چچا دونون تنگ آئے ہوئے
تھے ابوطالب کو آرزو تھی کہ اپنے بھتیجے کی شادی اپنے جیتے جی کرکی
زندگی مین بہو کو دیکھے مگر سرمایہ شادی کا موجود نہ تھا کوئی عورت
نہ ملتی تھی۔ حتی کہ ایک لڑکی ام ہانی جو ابوطالب کی تھی۔ اور جسکی خواستگاری
حضرت نے اس نوعمری مین کی وہ بھی حضرت کو نہین ملی ابوطالب
نے اور شخص سے اسکا نکاح کردیا باوجودیکہ حضرت نے بڑے الحاح
سے اُسکو طلب کیا اور مابعد اپنی نامیدی اور یاس بطور شکایت کے
ابوطالب پر ظاہر کی۔ (اس کا ذکر آگے آوے گا) پس نورالدین
صاحب کا یہ فرمانا کہ اگر حضرت چاہتے تو "جوانی مین کئی بیاہ کرلیتے"
فصل الخطاب ص۲۹ کتنا لغو ہے۔ ایسا ہی محمد حسین صاحب فرماتے ہین
"آپ اپنی قوم مین صاحب حسب ونسب تھے اور مکارم اخلاق مین مشہور
دستاویز۔۔۔ اگر آپ نفسانی اغراض رکھتے اور ان اغراض سے عیش چاہتے
تو عالم شباب مین رسم و رواج قوم کے مطابق بہت سی عورتین نکاح
مین لاسکتے تھے سو بھی جوان و باکرہ جو نفسانی اغراض کا اصلی محل ہین
اگر مخالفین یہ اعتراض کرین کہ جوانی کے وقت آپ تنگدست تھے
اس لیئے اسوقت اور نکاح نہین کرسکتے تو اسکا جواب یہ ہے ایک
دو جوان عورتون کے نکاح پر کونسا مال کثیر صرف ہوتا تھا جس کے
آپ متحمل نہ تھے اور اگر آپ ایسے ہی ہوتے تو یتیم و رانڈ عورتون
کی پرورش کرنے سے انکے مربی و کفیل کیونکر کہلاتے" ص۱۷ و ۲۱ الجواب
بندہ اسکا جواب یہ ہے کہ اسوقت نسب وحسب کو شہد لگاکر چاٹنے والا
کوئی نہ تھا خود آنحضرت کے چچا اسکے قدردان نہ ہوئے اور شادی کے معاملہ
مین وہ غیرون کو آپ پر ترجیح دیتے تھے اور حضرت اس تنگدستی

سے اسدرجہ عاری تھے کہ ایک گھڑے کی مہلی یعنی چچا کی بیٹی بھی آپ
کے ہاتھ سے پھسل گئی اور آپ روتے رہ گئے - یہ زمانہ وہ تھا کہ حضرت
کو اپنا پیٹ پالنا دشوار تھا - ایک دو جوان عورتون کا ذکر کیا - اور یتیم اور
رانڈون کی پرورش کرنا یہ اس زمانہ کے خواب نہین ہین - اُسکا وقت
وہ تھا جب کہ ایک رانڈ کا مال حضرت کے ہاتھ لگا - پس حق یہی ہے -
کہ اگر حضرت چاہتے تو ایک بیاہ بھی نکر سکتے اور چاہا - اور نہ کر سکے افلاس
ایسا تھا زینت عشق ٹین ٹین اسی کو کہتے ہین - چنانچہ جس زمانہ مین
خدیجہ سے شادی ہوئی اس زمانہ مین بھی آپکی یہی کیفیت تھی "نفیسہ گوید
نزد آنحضرت رفتم وگفتم یا محمد چہ چیز مانع میشود ترا از نکہ خدائی در جواب
فرمود اُہبت (یعنی سازوسامان) ندارم" اور جب اُس نے خدیجہ کا نام
لیا حضرت کی باچھین کھل گئین فرمایا "چون کنم تا او ور آید درین امر
گفتم بعہدہ من کہ اورا درین مہم راغب گردانم" روضۃ الاحباب ص۱۰۰
پس ایسی بے سرمائیگی اور تنگدستی مین یہ لوگ خدیجہ ہی کے دست نگر تھے
چاہتے تھے کہ اُسکے خادمون اور چاکرون مین ملکر کچھ نفع دنیا کا حاصل
کرین چنانچہ ملا باقر مجلسی آگے لکھتے ہین "ابو طالب فرمود اے فرزند
برادر خدیجہ دختر خویلد مال بسیار دارد و اکثر اہل مکہ از مال او منتفع شدہ اند آیا
راضی ہستی کہ از برائے تو مالے بگیرم کہ بہ تجارت بروی شاید خدا نفع کرامت
فرماید کہ مطالب و آرزوہائے من بآن میسر گردد و حضرت فرمود کہ بسیار
خوب است" ص۴۵ یون حضرت نے اس مالدار عورت کی ملازمت مین
کچھ وجہ کفاف حاصل کیا اور رفتہ رفتہ بقول شخصے ع شاہان چہ عجب گر بنوازند
گدارا - خدیجہ نے محمد صاحب کی خدمات کیقدر کی اچھا کارندہ پایا ہون
ہار جوان "صورت مین شکیل اور اطوار مین رسیلا" (تاریخ محمدی

فیروز الدین حصہ اول صفحہ) جی کو بہا گیا پس ع دراہ عشق فرق غنی وفقیر نیست طرفۃ العین مین بکری چرانے والے کمبل اوڑھنے والے فاقہ مست خادم کو آستے بڑے امیرون مین کردیا کہ قریش مین دوسرا جسکا مقابل نہ تہا" چنانچہ بعد مین حضرت اکثر عائیشہ سے کہا کرتے تہے "دیا خدیجہ نے مجہے اپنا مال اس ہنگام مین کہ محروم گردانا مجہے لوگون نے" منہاج صفحہ ۴۹ عباس وابو طالب تو خدیجہ کے ساتھہ محمد صاحب کے نکاح کی تجویز سنکر بے اندازہ خوش ہوئے اور تقریب شادی کے بعد یہ ملار گانے ہوئے اپنے قبلے مین آئے ؎

ہم کسی زلف پریشان کی طرح اے تقدیر
خوب بگڑے تہے مگر خوب سنوارا ہمکو

مگر خدیجہ کا باپ خویلد اسمین ضرور تامل کرتا تہا کیونکہ نفع صرف محمد صاحب کیطرف تہا حیات القلوب صفحہ ۹۵ پس خدیجہ کا محمد صاحب کے ساتھہ شادی کر لینا کچھہ اُسی قسم کا تہا۔ جیسا رضیہ بیگم کا اپنے ایک غلام کی طرف توجہ کرنا۔ مولوی محمد حسین صاحب دوسرے اسلامی مناظرین سے اس خاص امر کو زیادہ سمجہہ سکتے ہین مگر افسوس ہمارا مخاطب صفحۂ تاریخ کو بدلتا ہے اور نہایت بے باکی سے کہتا ہے کہ "آنحضرت نے اس بڑی عورت کی پرورش کی بار کا ذمہ اُٹھایا جس سے دراصل وہ ایک خودداری برت رہی تھے جو کچھہ ہلکے قسم کی نہ تہی" خودداری برتنے والی خدیجہ تہی جس نے ایک مفلس قلاش کی پرورش وپرداخت کا ذمہ اٹہایا

× بخاری مین ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت نے بیان کیا تہا کہ مین نے ہی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی مزدوری پر چرائی نہین" مشارق الانوار حدیث نمبر ۹۸ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خدیجہ کے نکاح سے پہلے افلاس کے کس درجہ تک اُتر چکے تہے۔

تھا۔ آپ کیا اندھیر کرتے ہین کیا ابھی آپ خود نہین فرماتے تھے
کہ "اس عقد سے انحضرت کی وقعت اپنے اہل وطن مین زیادہ ہوگئی"
صاٰ اور صرف اسکی بدولت جب "آپنے افکار دنیا سے نجات پائی تو
مراقبہ اور یاد الہی مین مصروف ہوگئے" صاٰ ورنہ آپ ع پراگندہ روزی
پراگندہ دل رہتے۔ مگر محمد صاحب کے حامیون نے تو قسم کھائی ہے کہ
وہ سچ نہ بولین گے اور جھوٹھ بولنے مین ایک پر ایک سبقت لے جاوین
گے سید امیر علی صاحب تو وہ ہانک رہے ہین۔ مگر ڈاکٹر لیٹنر صاحب جنکو
اپنی قران دانی اور علوم اسلامیہ پر حاوی ہونے کا ناز ہے اور جنکے ہر دعوے
پر اہل اسلام صاد کرنے کو تیار رہین اندھیر مچاتے ہین "خدیجہ سے عقد آپ
نے اس خیال سے کیا کہ وہ بی بی آپکی محسنہ تھین اور آپکی نبوت پر
ایمان لاچکی تھین" لکچر مترجم صاٰ ڈاکٹر صاحب کی معلومات کی داد مولوی
صاحبان دین ہم آپ کو بتاتے ہین محمد صاحب نے خدیجہ سے نکاح پہلے
کیا تھا اور نکاح کے پندرہ برس بعد ان میان نے اپنی نبوت کا دعوی
کیا۔ اور پھر وہ بی بی آپکی نبوت پر ایمان لائی" پس ایمان خدیجہ باعث نکاح
نہوا بلکہ نکاح باعث ایمان ہوا۔ مگر ہم کو تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ انحضرت
خدیجہ پر ایمان لاے اور عالمگیر اول کے قول کی عملی تردید فرمائی جانان
جان دادہ ام ایمان نداده۔

دفعہ سوم۔ کیون خدیجہ کے عہد مین حضرت نے دوسری
جورو نہین کی۔ پھر آپ فرماتے ہین "آپکے مخالفین اسکا انکار نہین
کرسکتے بلکہ طوعاً و کرہاً اسکو تسلیم کرتے ہین کہ اس تمام عرصہ دراز مین
آپ کے اطوار و عادات مین ایک بھی اخلاقی عیب نہین دکھائی دیا
جبتک حضرت خدیجہ زندہ رہین آپنے دوسرا عقد نہین کیا حالانکہ اگر

آپ ایساکرتے تو اُنکی قوم کے نزدیک ایساکرنا جایز و مباح تھا عجب
رنگی ہوئی بات ہے۔ غالباً یہ تو ہمارے مصنف نہین مانتے ہون گے
کہ کسی شوہر کا اپنی ایک بی بی کے ساتھہ ۲ برس تک خوش گزران کرنا
متعذر ہے کیونکہ اسوقت بھی آپ فرماتے ہین کہ "ممالک مغربی و شمالی
ہین تعدد ازدواج مسلمانون ہین النادر کالمعدوم کا حکم رکھتا ہے" صـ۳۲ـ
اور غالباً ان ایک جورو والے شوہرون کے اخلاق پر آپ داغ بھی
لگانا نہین چاہتے۔ جب یہ لوگ ایک ہی عورت کے ساتھہ تمام عمر
کاٹ ڈالتے ہین۔ اگر محمد صاحب نے ایساکیا اور نیک اخلاقی کے ساتھہ
خدیجہ کے ساتھہ بسر کی تو کوئی رستم کا کام تو نہین کیا۔ خصوصاً جبکہ ہم
دیکھتے ہین کہ خدیجہ اُنکی محسنہ تہی محمد صاحب اُسکے مکان ہین مثل ایک
ادنے چاکر کے بار یاب ہوئے تھے۔ اُسکی دولت سے اُنکی اور اُنکے بزرگوں
کی فاقہ کشی مٹی تہی "بی بی خدیجہ ہی کے مال سے آنحضرت غنی ہوگئے
تھے اور ایسے بڑے امیرون ہین ہوگئے تھے۔ کہ قریش مین دوسرا
آپکا مقابل نہ تھا" تابیسات صـ۲۶ـ اور پہر اُسکی بدولت" اُنے افکار دنیا
سے نجات پائی اور مراقبہ اور یاد الہی ہین ہمہ تن مصروف ہوئے" اگر
کوئی خراب سا خراب آدمی بھی جسکو خواری و ذلت کیحالت ہین کسی
دولتمند عورت نے اپنا شوہر بنا کر خاک سے اُٹھا تخت پر بٹھا دیا
ہو اپنی سرپرست محسنہ کے ساتھہ یہ بدسلوکی کرتا کہ اُسکے مال سے موٹا ہوکر
پہر ایک سوت لاتا اور اوسکی آنکھون کے سامنے اُس سے ملاقہ پیدا کرتا
تو دنیا اسکو کیا محسن کش و نا ہنجار البیس نہ کہتی ؟ ہمارے خیالات محمد
صاحب کی نسبت ایسے بر تہے تو نہین کہ ہم ایسا خیال کر سکین کہ وہ ایسی
محسن کشی کرنے کی جراءت علانیہ کرتے یا خدیجہ پر سوت بٹہاتے ہین کامیاب

ہوجاتے۔ اگر وہ ایسا کرنے کی کوشش بھی کرتے تو بھی سخت ناکام رہتے۔
سید صاحب آپ ہندوستان کی رسم کو خود بیان کرتے ہین کہ "جس عورت
سے نکاح کرنا منظور ہوتا ہے اُس کے اعزا یہ تدبیر نہایت موثر کرتے ہین
کہ دولہا سے پہلے ہی یہ عہد لے لیتے ہین کہ کسی اور عورت سے کبھی
عقد نکریگا اور درصورت عہد شکنی کے وہ ایسا مبلغ خطیر دینے کا اقرار
کرتا ہے جو اُسکے مقدور سے باہر ہوتا ہے۔ پس اسوجہ سے وہ دوسری
بی بی نہین کرسکتا" صفحہ ۲۳۱ اور یہ شریعت و قانون اسلام مین رائج
ہے عورت کو حق ہے کہ قبل نکاح کے اس قسم کا شرطیہ عہد لے کہ
وہ اُسکے حین حیات کبھی دوسری زوجہ نکریگا۔ پس کیا گمان کیا جاتا ہے
کہ ایک مفلس قلاش کے ساتھ ایک قریشی شاہزادی نکاح کرتے وقت
اپنی حرمت و رشک کا اسقدر بھی پاس نکرتی کہ شوہر سے کوئی عہد زبانی یا اور
قسم کا اس امر کا لیتی کہ وہ کبھی اس پر سوت نہ بٹھلائے خصوصًا خدیجہ سی
زنِ باعقل و مال و رائے "کیا وہ ایسی معمولی دوراندیشی بھی نکرسکتی تھی
جبکہ خویلد و ورقہ سے پیران طریقت اُسکے اعزا مین سے تھے جو ممالک مغربی و
شمالی کی معمولی عورات اور اُنکے اعزا کیا کرتے ہین۔ اور اگر ایسا کوئی عہد
نہ بھی ہوتا تو مجال کسکو تھی کہ خدیجہ کا مقابلہ کرتا۔ اُسکے ایک سخن نے محمد
صاحب کی قومی اور مالی حیثیت سے عدم کو وجود دکھلایا تھا اسکا ایک سخن
الٹ کر تہ و بالا کردیتا۔ اگر وہ سوت کے نام پر صرف یہ سا دیتی جو کبھی وقت
حضرت سعدی نے عورت کے منہ سے سنا تھا تو آن نیستی کہ پدرم بعد
دینار ستر از فلیر قرنگ رہا کرد اور بقول جناب اسر ہطرنہ کو کچھ عورتین
ہی خوب جانتی ہین" صفحہ ۲۰۹ کس کی مجال تھی کہ ایک دم کو اپنی حیثیت
بھول جاتا اور دوسری عورت کا خیال خدیجہ کے حین حیات کرسکتا پر

ع عصمت بی بی ست از بے چادری -

ہان ہم یہ بھی بتائے دیتے ہین کہ ورقہ عیسائی تھا- اور خدیجہ کی بہن تھی عرب کی جہالت اور اُسکی رسمین اُنکے مکان مین جگہ کم پاتی تھین ضرور خدیجہ و ورقہ دونون عیسائی قواعد ایک زوجہ کے ماننے والے تھے وہ عرب کے بت پرستون کی تقلید کرنے والے نہ تھے - اور نہ اسلام کی شریعت ابھی صفحہ روزگار پر آئی تھی - ابھی حضرت محمد صاحب ورقہ اور خدیجہ کے مکتب مین طالب علم تھے - شادی ایسی حالت مین ہوئی اور ضرور خدیجہ کے حین حیات محمد صاحب کے خیالات بھی اسی قسم کے تھے جو آپکے ہین خدیجہ کا اثر اُنکے شہوانی خیالات کو عمل مین آنے کا پوری طرح مانع تھا - خدیجہ کوئی معمولی عورت نہ تھی حضرت ابتدا سے اُسکے چاکر اور اب اُسکے احسانات کے حلقہ بگوش تھے - ؎

زاہد نداشت تاب وصال پری رخان
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

دفعہ چہارم - حضرت بالطبع عیاش مزاج تھے -

ذرہ صبر کرو اور یہ اثر موت کو اٹھانے دو اور ہم دکھلا دینگے کہ حضرت کیسے کھل کھیلتے ہین - ابھی خدیجہ کو مرے ہوئے دو ماہ نہین گذرین گے کہ حضرت عورت کے اوپر عورت رانڈی پر لونڈی کرکے ہوا نفس کا سلسلہ جاری کرکے گل ہین کتنے ضیا بنجا وین گے - اور پھر حضرت عایشہ کا یہ سخن یاد آوے گا جو کبھی انہون نے ہنسی مین بطور طعنہ کے محمد صاحب کو سنایا تہا کہ اگر آج مین مرجاتی تو مجھکو دفن کفن کرکے "گھر مین اکر اپنی بھول جاتے اور کسی بیوی سے دل لگا لیتے اور مجھے یاد نہ رکھتا" الہ المنبرا صلے ۳۶ پس آپکا یہ فرمانا بالکل بے محل ہے

کہ "آپکے مخالفین اسکا انکار نہین کر سکتے کہ اس تمام عرصہ درازمین
آپکے اطوار وعادات مین ایک بھی اخلاقی عیب نہین دکھلائی دیتا" اول
تو یہ زمانہ اسلام کے قبل کا ہے اسوقت کا کوئی شخص ہمکو حضرت کی
صحیح تواریخ سنانے والا موجود نہین کہ حضرت کیا کچھ کرتے رہے -
سب عدم مین پوشیدہ ہے چنانچہ محمد فیروز الدین کی تاریخ محمدی حصہ
اول صفحہ ۵ مین مرقوم ہے کہ نکاح خدیجہ کے وقت سے دعوے نبوت
تک "اس نبی کے پندرہ برس کے حالات بالکل معلوم نہین ہوئی"
پہر جہان سے صحیح حالات معلوم ہونے لگتے ہین سو ان آپ دیکھین اور
شرماوین کہ کیا وہ شخص جو عین دعوے نبوت کے عروج مین حفصہ
سی "آتش مزاج" صفحہ ۲۰ عورت کی آنکھ بچا کر عین اُسکے مکان مین اسکے
بستر پر اور اسکی باری مین ماریہ لونڈی سے ایک دم مین صحبت کرنے
لگا اور جو اپنے فرزند متبنیٰ کی جورو کو برہنہ دیکھتے ہی عنان صبر و
قرار ہاتھ سے دے بیٹھا اور پردہ ننگ و ناموس ایکدم مین چاک
کر ڈالتا تہا کیا وہ شخص ایسے وقت مین جبکہ اُسکے حالات کے نگران تو
نہ تھے - خدیجہ سی نیک مزاج عورت کو دہوکے دیکر عورتون یا لونڈیون
سے شہوت رانی کرنے سے باز رہ سکتا تھا؟ مگر ہم کچھ نہین کہتے
آپکی خاطر قبول کئے لیتے ہین کہ حضرت نے خدیجہ کے عہد مین ان
اسباب کی وجہ سے جنکا ذکر ہم نے اوپر کیا یا خالص محبت و وفاداری
ہی کی وجہ سے جو محمد صاحب پر بلحاظ اسکے کہ خدیجہ انکی محسنہ
سرپرست و مربیہ تہی فرض تھی "کیسے کیسے مصائب و آلام مین
صرف ایک خدیجہ نے آپ کا ساتھ دیا تھا" صفحہ ۲۳ محمد صاحب
نے خدیجہ کے عہد مین کوئی اور تعلق پیدا نہین کیا - تو اس سے کیا یہی نتیجہ

کہ محمد صاحب شریف آدمی تھے۔ دہوکہا فریب محسن کُشی اور بے وفائی
خدیجہ کی جہت سے کبھی نہین کرتے تھے اور یہ تو وہی کام ہین جو آپ
بھی نہین کرتے اور ممالک مغربی و شمالی کے وہ ہزارون مسلمان بھی
جو شو مین پہچانو سے ایک ہی زوجہ پر حصر کرتے ہین" ص۲۲ اپنی شرافت
و تہذیب کے خلاف سمجھتے ہین۔ ہم نے یہ مان لیا کہ محمد صاحب طوعاً و کرہاً ایک
شریف آدمی تھے۔ جبتک خدیجہ کے ہاتھ مین رہے پر اگر کوئی نہ مانے
تو آپ اسکی شکایت بھی نہ کرین۔ کیونکہ قرینہ اور تاریخی واقعات حضرت
کی پاکدامنی کے ہر زمانہ مین خلاف ہین۔ ہمکو معلوم ہے کہ اُس
نوعمری کی حالت مین بھی جب وہ ابھی خدیجہ سے نکاح کرنے نہین
چلے تھے آپنے عشق بازی شروع کردی تھی اور اپنے گھر ہی مین طبع
آزمائیان کرنے لگے تھے۔ گو اُس ابتدائی زمانے کے حالات ہم تک
نہین پہونچے اور خدیجہ نے انکی اُٹھتی ہوئی اُمنگین اپنے زور آور ہاتھ
سے توڑ دین یا اور طرف پھیر دین یا کچھ زمانے کے لئے معطل کردی
ہین اور ما بعد یا اس سے قبل کیا کیا گذرتا رہا لوگونکے کان تک نہین
پہونچا یا پہونچا بھی ہو تو اس طوفان بدتمیزی مین اوسکا خیال لوگون
نے نہین کیا۔ نہ ہم تک پہونچا پس اوس ابتدائی زمانہ کا ایک حال
اور وہ بھی اسوجہ سے کہ اسکا ظہور حضرت کے عروج کے وقت پھر ہوا تھا
مورخون نے ہم تک پہونچا دیا ہے جس سے حضرت کی طبیعت کا رخ معلوم
ہوتا ہے کہ اس فاقہ مستی مین بھی حضرت کو دور کی سوجھی تھی اور کہ
وہ کون سند بات تھا جو خدیجہ کی موت کے بعد اس زور شور سے
پھوٹا تھا۔ ابی طالب حضرت کے چچا کی ایک بیٹی تھی۔ انہانی جسکو
فاختہ کہتے تھے "عہد جاہلیت مین حضرت نے خواستگاری کی اُنکی

اور ہبیرہ بن وہب مخزومی نے پس تزویج کیا ابو طالب نے اُسکے تئیں ہبیرہ سے پس فرمایا حضرت نے ابی طالب سے اے چچا میری تو نے بیٹی اپنی ہبیرہ کو دی اور مجھے نہ دی" فتح مکہ مین یہ عورت مسلمان ہوگئی۔اور شوہر سے جدائی واقع ہوئی" پس خطبہ کیا رسول خدا نے اس کو پس کہا امہانی نے واللہ کہ مین دوست رکھتی تھی۔ تمکو جاہلیت مین پس کیون دوست نہ رکھون تمکو اسلام مین" جس سے معلوم ہوا کہ گو ابو طالب نے مصلحتاً اُس عورت اور محمد صاحب مین جدائی ڈالی تھی۔ مگر دونون جوانی کے زمانہ مین عشق کا تجربہ کرچکے تھے عورت نے اسکا اظہار اسوقت بھی کیا مگر محمد صاحب نے اُسی وقت اپنے چچا سے اپنی پرورش کی شکایت مین ظاہر کردیا تھا۔ لطف بچپن کے کھو دیا ہے شباب ساتھ کھیلے ہوئے بچھڑتے ہین۔ اس عورت نے اسوقت ابا کیا کاح منظور نکیا شاید اسوجہ سے کہ اپنو حضرت سات سکھی کے بی بنے ہوئے تھے۔ جوانی کے عشق کا اس جگھٹ مین نباہ کیسے ہوتا۔ مگر اس نے یہ بہانا کیا یا۔

ع ایک ادا یہ بھی تھی الفت آزمانے کے لئے +تین ایک عورت ہون کہ یتیم لڑکے کئی رکھتی ہون ڈرتے ہون کہ اگر مین رعایت حال مین انکے مشغول ہوؤن حق خدمت آپ کا بجا نہ لا سکون شرم رکھتی ہون کہ اگر آپ میرے بستر پر آوین اور کسی طفل کو دیکھیں لیٹا ہوا اور دوسرا دودھ پیتا ہو" منہاج النبوۃ ۱۸۰ و ۱۸۱ حضرت نے اسکا عذر قبول کیا یہ نہین کہا کہ کچھ مضائقہ نہین اپنو تمہاری خبرگیری اور تمہارے بچون کی بہبود زیادہ واجب ہے۔ تمہارے بچے ہمارے بچے ہین ہم یتیمون کی پرورش کرین گے۔ انہین بھی کیا خبر تھی کہ چودھوین صدی مین کوئی سید صاحب انکی حرم سرا کو بیوہ خانہ یا یتیم خانہ ثابت کرین گے غرض کہ سنکر چپ

الزام دیا ہو کہ انہون نے اپنی بیوی خدیجہ کی وفات کے بعد سودہ سے نکاح کیا - اعتراضات اور اور باتون پر ہین - مگر یہان اعتراض آپکے سخن پر ہے آپ گویا ہے یہ کہنا چاہتے ہین - کہ حضرت نے سودہ سے اُن اغراض کے لئے نکاح نہین کیا - جنکے لئے مرد طبعًا عورت کا خواستگار ہوتا ہے - بلکہ نکاح اس لئے کیا کہ سودہ بے آسرے وارث ہو گئی تھی کہین اسکا ٹھکانا نہ تہا - (حالانکہ یہ بالکل غلط ہے کیونکہ اسکی قرابتداری بنی عبدشمس مین تھی اور اسکا بہائی عبد بن زمعہ موجود تہا - مسایل نکاح صلا) حضرت نے اُسکے شوہر کی روح پر احسان کرنے کو اُس سے نکاح کیا کہ اُسکو کوئی جائے امن دنیا مین ملجاوے - گویا کسی رانڈ بیوہ کو جائے امن دینے کے لئے اُسکو جورُو بنا لینا بہی مزوریات سے ہے یہ دستگیری ہم نے کبہی نہین سنی -

آپ یہ لکہتے ہوئے کیون شرماتے ہین - کہ اصلی غرض محمد صاحب کی نکاح کرنا تھا - اور نکاح کی اغراض سے مستفید ہونا - یہ ہرگز کوئی عیب کا کام نہ تہا - اگر کوئی اس لئے اُنکو الزام دے تو برا کرتا ہے - گو ایک امر ضرور کھٹکتا ہے کہ ابہی خدیجہ کو جنکی - بقول جناب - محمد صاحب " عاشق زار تھے " صلا اور جنکے ساتھ ۲۵ برس گذارے تھے - جس نے اُنکو " افکار دنیا سے نجات دی تھی - اور کیسے کیسے مصائب و آلام مین صرف اسی نے آپکا ساتھ دیا تہا " ابہی اس محسنہ کو مرے ہوئے سہ ماہی بہی نہ بیتی تھی - ہان ابہی اسکا کفن بہی میلا نہوا تہا - کہ حضرت جامہ زیب تن کرکے دولہا بننے کو چلے - گویا خدیجہ کی موت پر اپنے افلاس مین ادہار کہائے بیٹہے تھے اب خدیجہ کو مرے ۲ ماہ گذر چکے تھے - کہ حضرت کو زوجہ کی اشد ضرورت تھی - کہر طرے گہاٹ عورت کا لینا تو آسان نہ تھا - خصوصًا اسحال مین

ہو رہے ہے۔ شاید یہ حال اُنکو پہلے سے معلوم نہ تھا جاناکہ عشق میں فرق
آئیگا اور غرض فوت ہو گی بقول شاعر معشوق بچہ کش سے یار و خدا بچائے
کیا انتشار ہوتا ہے کابل کو دیکھکر کے یہاں سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے
کہ حضرت کس قسم کی عورات کے طلبگار رہا کرتے تھے۔ اور اس کی
تشریح آگے بھی آوے گی۔
ہم حضرت کے ابتدائی اُس عشق سے حضرت پر حرف نہیں لاتے
ہین ۔بلکہ صرف یہ کہا چاہتے ہین کہ حضرت شروع سے رسیا رہے ہیں
اسکا پورا پورا اندازہ مابعد ہوا۔ اور ڈاکٹر اسٹینز تو اپنی نادانی ظاہر کرتے
ہین جب آپ فرماتے ہین۔ آپ نے ۲۵ برس کی عمر تک کسی عورت
کو آنکھ اٹھا کر نہ دیکھا" لکچر مترجم صلا آپکو معلوم نہیں کہ یہ اماہانی کون
تھی ۔جسپر حضرت اپنا دیدہ و دل نثار کرچکے تھے۔
دویم حالات بی بی سعیدہ یعنی سودہ کا - حضرت خدیجہ کے انتقال
کے چند مہینے بعد جب آپ طایف سے سکس دنا چار اور مظلوم مدینہ
پھرے تو آپنے سعیدہ سے عقد کیا جو ایک شخص سقران نامے کی رانڈ بیوہ
تھی جس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اور مشرکین کے ظلم و ستم سے ملک حبش
مین چلا گیا تھا سقران غریب الوطن ہوا تھا۔ اور اُسکی زوجہ بے والی وارث
ہوگئی تھی گو اُسکے دو تین عزیز زندہ تھے پس ہر ایک اصول فیاضی و مروت
کا مقتضے یہی تھا کہ آپ اس نیک بخت سے عقد کرلین کوئی اخلاقی قاعدہ
یا قانون اس عقد سے مانع نہ تھا اور اس بیچاری بیوہ کا کوئی گھر بار نہیں
تھا۔ جہان وہ بیٹھ رہی جاتی اور خود آنحضرت کا یہ حال تھا کہ نان شبینہ
کے محتاج تھے۔ اس عالم مین آپنے سعیدہ سے عقد کیا ..... یاد
نہیں کہ کبھی کسی عیسائی یا غیر عیسائی مورخ نے حضرت کو اس بارہ میں

کہ آپ "نان شبینہ کو محتاج تھے" اس عجلت میں عورت کے
کہانے ؟ قریش میں نوشتہ وعہد وپیمان ہوچکا تہا۔ کہ کوئی اپنی بیٹی مسلمانوں
کو نہ دے۔ ابو الفدا صفحہ ۲۵۲ مسلمان کم تھے اور عورتین اکثر وہ
تہین جو اپنے شوہرون کے ساتھ مسلمان ہوگئین تہین اور عورتوں
کی قلت بھی ایسی کہ ہجرت تک ۸۳ مردون کے درمیان ۱۸ عورتیں
تہین ابو الفدا صفحہ ۲۶۲ انہین کوئی فالتو عورت نہین پس محمد صاحب کو
ایسی ہی عورت کا ملجانا ممکن تھا۔ جو کسی مسلمان کی بیوہ ہو اور حضرت
کی حیلی بھی "نقل است کہ خولہ بنت حکیم نزد آنحضرت آمد بعد از وفات خدیجہ
وگفت چرا زن نمی خواہی فرمود کہ از زن کنم خولہ گفت اگر بکر میخواہی بکر است
واگر ثیب میخواہی ہست بکر عائشہ دختر دوست تو و ثیب سودہ بنت زمعہ
کہ ایمان بتو آوردہ حضرت فرمود کہ ہر دو را بجہت من خواستگاری نما
روضۃ الاحباب صفحہ ۱۱۵ پس اس بے صبری وعجلت کی حالت میں سوائے
ایسی عورت سودہ ہی ہوسکتی تھی فوراً اس سے نکاح کر لیا بقول شخصے
تجھی اور نہین مجھے ٹھور نہین۔ حضرت ۵۱ برس کے رنڈوے تھے اور
یہ رانڈ آپسے سن میں چھوٹی اچھا خاصہ جوڑا تہا مولوی صاحبان ناحق
کو غم کرتے ہین۔

مگر کوئی کلام نہین حضرت نے اُس سے اپنی ضرورت نفسی مین نکاح
کیا تھا کچھ سودا کو پناہ دینے کا آپ کو سودا نہوا تھا۔ یہ عورت حضرت
کے ساتھ سٹہ بھری اپنی پورے گیارہ برس تک رہی اب حضرت
کے پاس ایک حرم سرا تھا جو رووں لونڈیوں کی کمی نہ تھی۔ بلکہ ضرورت
سے زیادہ افراط۔ اور حضرت کو عورتین اور خوشبو از حد مرغوب تھی
چنانچہ سودا کو جب کبر سن نے پایا یعنی بڈھی ہوئی سال سنہ

ین ہجرت سے اُسے طلاق دی" کوئی قصور اس عورت کا نہین تہا
ضرت کرس کو پہونچی تہی خط نفس بمقابلہ ساکنان حرم سے اس کو حاصل
نہ تہا۔ مگر اگر وقت نکاح یہ لاوارث تہی اور کہین اسکا ٹہکانا نہ تہا۔ اب
نبا ۵ برس بعد اسپر اور تاکید ہونا چاہیئے۔ مگر نہین حضرت کو اس کے
ٹہکانا یا بے ٹہکانا ہونے سے غرض نہ تہی وہ تو اپنا ٹہکانا ڈہونڈ ہتے
تھے۔ سو وہ بڈہی سمجھی جاتی ہے اس لئے طلاق دیا جاتا ہے مصیبت
زدہ عورت کہان جاویگی۔ اب اسکا کوئی ٹہکانا نہین۔ مگر یہ دہ زاری کرتی
ہوئی حضرت پاس آتی ہے۔ امان چاہتی ہے پہر کیا ہو سکتا ہے!
آخر "ایک رات سر راہ پر اس جناب کے سودہ بیٹہی جس وقت عائشہ
صدیقہ کے گہر تشریف فرماتے تھے (یہ تو دیدہ پر روتی پہر سے اور راہ
کی خاک چہاٹے اور حضرت نئی دلہن کے یہان آرام فرما دین سہ
با ان خستہ جگر آہ چہ کردی ظالم — با من خاک بسر آہ چہ کردی ظالم
عرض کی کہ یا رسول اللہ مین تجہسے کچہہ طمع نہین رکھتی آرزو شہوت کی
مجہے نہین رہی لیکن چاہتی ہون کہ قیامت کے روز آپکے ازواج
مین میرا حشر ہو اور نوبت باری اپنی عائشہ صدیقہ کو بخشی پس حضرت
اسکی طلاق کے قصد سے گذرے بارجعت کی" منہاج النبوۃ صـ۱۵۱
ابہی کیا یہ تو حشر مین دامنگیر ہوگی۔ کیون صاحب! کیا "ہر ایک اصول صاحبی
اور مروت کا مقتضیٰ یہی تہا۔" کیا "سفر ان غریب الوطن جس نے اس
نئے دین پر اپنی جان تصدیق کی تہی" اسکی خدمات کا صلہ یہی تہا؟
پس ایسی وقت مین ہمکو سودا کے اس خواب کی تعبیر ملتی ہے جو
اس نے قبل نکاح دیکہنا بیان کیا تہا۔" کہ سودہ جب حبش کو مکہ میں
آئے رات دیکہا کہ پیغمبر اُسکی طرف آئے اور اُسکی گردن پر پیر رکھا

س نے اپنے شوہر کو اس واقعہ سے خبردار کیا۔ اناستوہر نے کہا اگر یہ سچ
کہتی ہے تو عنقریب ہم مروان کا ۔ او پیغمبر تجھ حواشی فرادین گے "منہاج
الدین دیکھو سود اکی گردن پر بہ مقتضائے اصول فیاضی و مروت" یون بہیر
لکھتے ہین فاحتو دیا ادو الا بعار داد کیا آپ ہیچار ہی ہو ۵" کے کفرین سے
ساتھ بہی سلوک روا تہا ؟ یہ شہ صاحب کے لئے آپکی نگاہ مین ہر ایک اصول
فیاضی اور مروت کا مستنفے ہی تہا "

لطیفہ محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ آنحضرت جوان عورتون کے مقابل
مین بڈہی سوتوان کو ترجیح دیتے ہین اس لئے عیاش مزاج نہین
ہوسکتے اور یہ نادرتال حوالہ قلم کرتے ہین یہ "عقلی اور طبعی قاعدہ ہے
کہ جس عورت کا جمال و شباب کسی مرد کا مرغوب و معشوق ہوتا ہے۔ وہ
اوسکے ہوتے دوسری عورت کا جو جمال اور شباب مین اس سے کہتر
ہو ہرگز طالب نہین ہوتا پلاؤ کا طالب پلاؤ کے ہوتے جو کی سوکھی روٹی
کبہی نہین کہاتا" ایضا

اسوقت دو عورتین سودہ اور عائیشہ حضرت کے پاس ہین ایک بڈہی
دوسری صاحب جمال و شباب حضرت نے بڈہی کو بالکل ترک کردیا اور
جوان سے عیش اڑانے لگے پلاؤ اور جو کی روٹی کی بھی مولوی صاحب نے
خوب کہی حضرت نے عائیشہ کو پلاؤ ہی کہا تہا۔ چنانچہ فضل عائیشۃ علے النساء
کفضل الثرید علے سائر الطعام مشہور حدیث ہے یعنی عورتون مین عائیشہ
کو وہ فضلیت ہے جو کہانے مین ترید کو۔ چنانچہ حضرت نے جو کی سوکھی
روٹی بالکل چھوڑدی اور ہمیشہ ترید نوش جان فرماتے رہے۔ اور یہ عائیشہ
کے دوسری جوان عورت ماریہ تھی حضرت اس پر بھی فدا تھے آگے
دکھلادین گے۔ فی الحقیقت جوانون کے مقابلہ حضرت بڈہی عورت کے

بقول سعدی ع اے سیر ترا نان جوین خوش ننماید -
طلبگار کبھی نہین رہے - زبان کا ذائقہ بدلنے کی نوبت ضرور آتی تھی
سوم - عائشہ کا حال " ابوبکر ایک صحابی جان نثار آنحضرت کے تھے
اُنکے ایک چھوٹی سی بیٹی تھین - جنکا نام عائشہ تھا - اور اُنکے والد یا جد کو
ہمیشہ سے یہ آرزو تھی کہ اپنی دختر کو آپکے حبالہ عقد مین دیکر اس رشتہ
محبت کو مضبوط کرین . . . . . اُس لڑکی کا سن کل سات برس کا تھا مگر
اُس ملک کے دستور کے موافق اس عمر کی لڑکی سے شادی کرنا جائز
تھا - ازواج نبی مین پاکیزہ صرف یہی تھین - اس وجہ سے اُنکے والد کی
کنیت ابوبکر تھی "عشرۂ" ہمکو ہمیشہ آرزو رہی کہ ہمارا مخاطب کبھی تو پہلے
سے واقعات تاریخی کو سچے طور سے بیان کرتا - ابوبکر کو کبھی آرزو نہ
تھی کہ وہ اپنی ننھی سی جائی کو اوپسٹر حضرت کی جورو بناتا - اور جیون ہی
اُسکو معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ کو تاڑتے ہین اُس نے اپنی بیٹی کے
بچانے کو ہر طرح کا عذر وحیلہ کیا - چنانچہ پہلا عذر جسمانی وطبی تھا - جب حضرت
نے ابوبکر سے کہا تیری بیٹی کو اللہ نے آسمان پر میری جورو بنا دیا - تو نہین
پر اسکو میری جورو بنا اس نے نہایت لجاجت سے عرض کی انہا صغیرۃ
یعنی حضرت وہ تو بہت چھوٹی ہے - دیکھو کتاب نزہۃ المجالس ومنتخب
النفائس علامہ عبدالرحمن الصفوری الشافعی جلد ۲ صـ۲۷۶ (مصری)
اس عربی کتاب کے باب مناقب امہات المومنین مین حضرت کی
ازواج کا حال مثل روضۃ الاحباب ومدارج النبوۃ کے بڑی شرح وبسط
سے لکھا ہوا ہے حضرت نے یہ عذر ابوبکر کا قبول کیا تب اُس
دوسرا عذر یہی پیش کیا یعنی یہ کہ شرفا اپنی زبان کا [illegible]
[illegible] کہتے ہیں اس کے [illegible] بیٹی کا [illegible] کہتے ہین [illegible]

ساتھ بہن کا برتاؤ کرتے ہین اس طرح ابو بکر نے حضرت سے
کہا کہ عایشہ تو آپکی بھتیجی لگتی ہے آپ پر حرام ہے چنانچہ تحفۃ الاخیار
ترجمہ مشارق الانوار مین حدیث ۲۰۱۹ مین وارد ہوا ہے کہ "بخاری
مین عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ حضرت نے فرمایا کہ تو میرا
بھائی ہے خدا کے دین اور خدا کی کتاب مین اور عائشہ مجھکو حلال ہے
یہ حضرت نے ابو بکر سے فرمایا جبکہ عایشہ کے نکاح کا پیغام دیا ابو بکر
نے کہا یا حضرت مین تو آپکا بھائی ہون" مترجم فایدہ مین بیان کرتا
ہے کہ "ابو بکر صدیق نے حضرت عایشہ کی منگنی کے وقت یہ
عذر کیا کہ حضرت مجھکو بھائی فرمایا کرتے ہین - سو بھائی کی بیٹی سے
نکاح کیونکر درست ہوگا - حضرت نے جواب دیا کہ ہماری اور
تیری دینی برادری ہے اس سے حرمت نہین ثابت ہوتی حرمت
کا سبب تو نسبی برادری ہے" دیکھو ع پھیر سے کہ دم زعشق زندگی
غنیمت است - حضرت عایشہ کو لینے کے لئے کیسی کیسی باتین بناتے
ہین - ابو بکر حیران ہے تیسرا عذر اخلاقی یعنی وعدے کی وفا کا اس کے
پاس اور ہے اور اگر دیکھا جائے تو یہ بہت بڑا عذر تھا مگر حضرت کی
نگاہ مین ہیچ تھا چنانچہ "در خاطر صدیق خدشہ پیدا شد چہ مطعم بن عدی
عایشہ را برائے پسر خود خطبہ نمودہ بود وابو بکر قبول کردہ وبا وے وعدہ
درمیان داشت وہرگز خلف وعدہ نکردہ بود" روضۃ الاحباب صفحہ ۱۵۱
دیکھو یہ سے واقعات ہین جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا یہ سخن کہ ابو بکر
کو آرزو تھی کہ اپنی دختر کو حضرت کے حبالہ عقد مین دے انتہائی درجہ
تک لغو ہے - ابو بکر کو آرزو تھی کہ کسی طرح وہ اپنی چھوکری کو اس
بڈھے کے پنجہ سے رہا کرا دے -

نکاح کے وقت عایشہ کی عمر ۷ سال کی تھی - ابھی تو فتنہ ہین کچھ دن
مین قیامت ہو گی - دو برس بعد ۹ برس کی عمر مین حضرت نے
اُس سے صحبت کی - یہ امر قابل غور ضرور ہے - کہ حضرت نے دو
برس اپنے عزم بالجزم کو ملتوی کرکے کیونکر صبر کیا - اُن واقعات پر
نظر ڈالنے سے صحیح قیاس صرف یہی پیدا ہوتا ہے کہ ابو بکر نے یہ گوارا
نہ کیا اور اسبات پر مصر ہوا کہ کم سے کم دو برس حضرت عائیشہ کو معاف
کرین اور انہون نے اس وعدہ پر فوراً نکاح چاہا اور عجلت کی وجہ شاید
یہ تھی - کہ حضرت کو خوف تھا مبادا ابو بکر کی رائے پھر جاوے یا کوئی اور امر
مانع ہو -

کم عمر نوخیز باکرہ صرف حضرت کو ہی نظر پڑتی تھی ابو بکر ہزار بچتا تھا -
حضرت ایک نہ مانتے تھے - قہر درویش بر جان درویش ابو بکر کو مجبور
ہونا پڑا حضرت کی عمر ۵۳ برس کی تھی جب ۹ برس کی لڑکی سے صحبت
کرنے چلے تھے - بی بی خدیجہ کی عمر حضرت سے کوئی ۱۵ برس بڑی تھی
اور حضرت کا اُنکے ساتھ بیاہ کرنا مصنف کی آنکھون مین کچھ غیر معمولی سا نظر
آیا حالانکہ ایسی مثالین ہزارون موجود ہین - خود زید ابو اسامہ نے ام ایمن
سے نکاح کیا تھا - جو اُسکی عمر کے لحاظ سے دو چند سے زیادہ عمر والی
تھی - مگر ۵۳ برس کے بڈھے کا ۹ برس کی لونڈیا بیاہنا کوئی عام سمجھدار
بھی جایز نہ رکھے گا - مگر ہان بنگال کے کلین برہمنون کی بات دوسری
ہے ہندوستان مین حال کے قانون کے موافق بارہ برس سے
کم عورت کے ساتھ مقاربت کرنا جرم قرار پایا ہے - عرب ہند
سے کچھ بہت مختلف نہین پس یہ غلط محض ہے کہ تپش ملک
کے دستور کے موافق اس عمر کی لڑکی سے شادی کرنا چاہیے تھا

اگر جایز ہوتا تو ابو بکر کم سنی کا عذر کیوں کرتا شرفاء عرب میں اس قسم کی کوئی اور نظیر ہیں آپ ہکو بتائیں تو۔

مگر یہاں اصل اعتراض شادی کرنے پر نہیں ہے بلکہ صحبت کرنے پر ہے۔ قران میں سن بلوغ کا بھی جس میں نکاح کرنا چاہیئے ذکر ہے سورہ نساء جلالین میں اسکی تفسیر میں سن بلوغ موافق امام شافعی کے ۱۵ برس ہے بیضاوی نے بھی ۱۵ برس کو ایک حدیث کی بنا پر سن بلوغ تجویز کیا ہے مگر امام ابو حنیفہ ۱۸ برس کو سن بلوغ تجویز فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت نے اپنی صاحبزادی فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتھ اسی دستور کی رعایت سے ۱۸ برس کی عمر میں کیا تھا۔ روضتہ الاحباب صفحہ ۲۱۲ ۵۲ برس کے بڈہے کا ۹ برس کی چھوکری سے صحبت کرنا ہم اس تعلق کو بجز عیاشی کے اور کچھ نہیں کہہ سکتے چنانچہ فیروز ڈسکوی فرماتے ہیں کہ شہوت پرست لوگ کنواری کے ساتھ نکاح کرنا افضل و اعلے خیال کرتے ہیں" دفع طعن صفحہ دراصل ایسی کم سن سے مباشرت کرنا شہوت پرستوں کی خصوصیات سے مشہور ہے۔ اے فارس عرب اور ہند کے مسلمانوں کون تم میں سے ۹ برس کی لڑکی کو صحبت کیلئے ۵۲ برس کے بڈہے کو سپرد کرکے حضرت کے فعل کی حمایت کرے گا؟ ہم کو ابو بکر پر تو افسوس آتا ہے اور حضرت کی چلن پر لعن طعن کرنے کے لئے ہمارے پاس کافی الفاظ نہیں ہیں۔ ہم اور کچھ نہ کہیں گے بجز اسکے کہ حقیقت میں خدیجہ کی وفات کے بعد محمد صاحب کا چلن عورتوں کے بارہ میں ایسا گندہ ہو گیا تھا۔ اور بہت کچھ وہ ... محروم ... شہوت ...

جوان میگردو کے مصداق ہوگئے تھے کچھ عجب نہین کہ ایسے ایسے
حالات دیکھکر یہود محمد صاحب سے متنفر و بیزار ہوکر صاف کہتے تھے
کہ "تہمت این مرد ہمہ امر نکاح مصروف است ہموارہ بازواج و
استمتاع بازنان مشغوف" حسینی تفسیر رعد ع اور اس کے جواب
مین ہر کہ "سنگ آمد بجنگ آمد حضرت کے ہاتھ مین سواے تلوار
کے کچھ نہ تہا -

عائیشہ - پر الزام زنا - ہم بی بی عائیشہ کی صرف اسیقدر حالات
پہ اکتفا کردیتے مگر بعض کوتاہ اندیش مسلمانون نے بڑی بڑی منہ
زوریان کی ہین - کبھی عائیشہ کو مقدسہ مریم کے مقابلہ مین پیش
کیا ہے اور نہ دیکھا سع چہ نسبت خاک را با عالم پاک - کبھی عائیشہ کے
الزام زنا پر مقدسہ کو متہم ٹھرایا ہے اور اس اتہام سے مسیحیون کو
الزام دیا ہے - حکیم نورالدین صاحب خواہ مخواہ ہمکو چہیڑکر کچھ سننا چاہتے
ہین وہ فرماتے ہین "عائیشہ کا اتہام صرف اتہام ہے - جسکا کوئی
ثبوت نہین - اپنے گھر مین دیکھئے ایک کنواری کے رحم مین سے
لڑکا پیدا ہوا ایک متہم ہوئی اور اتہام لگانے والے وجہ اتہام کے
بیان سے عاجز آئے اور دوسرے متہم ہوئے انکو دارے پن
مین بقول مسیحیون کے لڑکا جن چکی پہر اس عیب سے بچ گئی اور روح
القدس سے حاملہ کہلائی" فصل الخطاب اول ص ۱۹۳ اسکے جواب مین
مختصراً یہ گذارش ہے کہ

سورہ نور مین وارد ہوا ہے - اِنَّ الذین جاءو بالافک عصبۃ
منکم ع جو لوگ لائے ہین یہ طوفان تمہین مین ایک جماعت ہین
جس سے اظہر ہے کہ عائیشہ پر الزام لگانے والے ہوئے مسلمین مین ہی

جماعت ہین" یعنی مسلمان بڑے بڑے ریش مقطع والے ایمانداروں
خلفاء راشدین کے رشتہ دار۔ امہات مومنین کے سگے حال کے
ملانون کے بڑے حضرت کے صحابیون مین طبقہ اول والے
اور وہ بھی ایک دو نہین بلکہ ایک جماعت کی جماعت تفسیر
حسینی والا اُن مین سے پانچ کے نام بھی بتاتا ہے "عبداللہ بن
ابی کہ پیشواے منافقان است" اچھا صاحب ہم اسکو چھوڑے دیتے
ہین یہ منافق ہے - زید بن رفاعہ۔ وحسان بن ثابت شاعر
ومسطح بن اثاثہ پسر خالہ ابو بکر صدیق حمنہ بنت جحش خواہر ام المومنین
زینب" یہ کون لوگ ہین ہم آگے بتائین گے۔
قصہ اسکا حسینی و مدارج مین یون لکھا ہے کہ غزوہ مریسیع مین عائشہ
حضرت کے ساتھ تھین جب غزوہ سے فارغ ہو کر لوٹے ایک منزل
پر عائشہ قضاء حاجت کے لیے گئین۔ لوٹین تو معلوم ہوا کہ ایک ہار
انکا گم ہوگیا۔ پس وہ اسکے ڈھونڈھنے کو پھر ین اس اثنا مین لشکر
حضرت کا کوچ کر گیا عائشہ کے ہودج کو لوگون نے شتر پر رکھا اور
خیال تھا کہ عائشہ اسمین بیٹھی ہین مگر عائشہ بالکل تنہا رہ گئین۔ لہذا
اسی منزل پر رات بسر کی دوسرے روز ایک سپاہی لشکری نوجوان
صفوان بن معطل کے ہمراہ لشکر محمد صاحب مین پہونچین۔ رات
بھر حضرت کی محبوبہ عائشہ کا گم رہنا اور ایک نوجوان کے ساتھ صبح
کے وقت لشکر کے عقب مین پہونچنا۔ اور قضاء حاجت اور گم شدگی
عقد کی ڈہونڈہنے لشکر سے چھٹ جانا۔ اور کسی کو خبر نہونا۔ اونکہ لوگون
کی ادہر ہودج مین بخیر کرنا حضرت کی کبرسنی۔ اور عائشہ کا
نوجوان کی عمر کا ہونا۔ بہ سبب اپنے قرینے تھے۔ کہ لوگون کو تو ہم ہوا

کے حالات ۔ اُنکی طبیعت اور مزاج سے ابتدا سے واقف تھے ۔ باوجود حسن ظن ہ خیال کرنا پڑا کہ عائیشہ صفوان بن معطل کے ساتھ مرتکب زنا ہوئی مسلمانون کی ایک جماعت کی جماعت کا عائشہ کی نسبت اسطرح کا خیال ہونا تمام قرینے اس قسم کے تھے کہ خود حضرت بھی باوجود اسکے کہ اُنکے کل اغراض اخفای راز کے تھے ۔ انتہا درجہ اپنی پیاری بیوی سے بدظن ہوئے اور کامل ایک ماہ تک بول چال بند کرکے فکر طلاق عایشہ مین رہے ۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس معامل مین اُنکے صلاح کار رہتے تھے چنانچہ عایشہ خود بیان کرتی ہین ۔ "جب مین مدینہ مین پہونچی بیمار ہوئی اور ایک مہینہ تک بیمار رہی لیکن مزاج حضرت کا اپنی اس بیماری مین اپنی طرف متغیر پاتی تھی وہ لطف وعنایت نہ دیکھتی تھی جو اور بیماریون مین دیکھتی تھی اتنا تھا کہ گھر مین تشریف لاتے تھے اور پوچھتے تھے کہ کس طرح ہے وہ ذنک . . . . اور پھر جاتے اور میرے نزدیک نہ آتے اور نہ بیٹھتے میرے پاس یہان تک کہ بیماری میری نقاہت یعنی ناتوانی کو پہونچی طلب فرمایا اُس جناب نے علی بن ابوطالب اور اسامہ بن زید کو کہ مشورت کرین اُنہون نے علی ابن ابوطالب نے کہا یا رسول اللہ تنگ نہین کیا ہے حق تعالے نے واسطے تیرے عورتون کو اور سوای عایشہ کے بہت عورتین ہین" منہاج صفحہ ۳۴۱-۳۴۳

حضرت علی نے ضمناً حضرت کو یہی صلاح دی کہ آپ پر عورتین تنگ نہین ہین سیکڑون عورتین ہین آپ عایشہ کو طلاق دیجئے اور اسکی جگہ اور نکاح کیجئے چنانچہ تحفۃ الاخیار والا بعنی حدیث نمبری ۵۰۲ ۔ قصہ افک مین عایشہ سے روایت منقول کرتا ہے کہ حضرت نے علی اور اسامہ

کو بلایا اور میرے چھوڑ دے میں صلاح و مشورہ پوچھا" تب علی نے وہ جواب دیا۔

اب زنا کا عیب لگانے والون کی حیثیت پر عبد الحق صاحب فرماتے ہین تعجب یہ ہے کہ اہل اسلام سے بھی کئی شخص اہل افک کے ساتھ شریک ہوئے مثلاً حسان بن ثابت اور مسطح بن اثاثہ جو ابوبکر صدیق کی خالا کی بیٹی کا بیٹا تہا حمنہ بنت جحش زینب بنت جحش کی ہمشیرہ اور بعض اور لوگ بھی جنکی نام مذکور نہین" ۳۳ دیکھئے یہ سب مسلمان ہین۔ حسان بن ثابت محمد صاحب کا ہم زلف انکی پیاری ماریہ رشک عائشہ کی بہن شیرین کا شوہر ۲۹۴ بڑے جید صحابہ مین ہے۔ اسلام کا شاعر جس نے منافقین اور کفار کی ہجو مین بڑے بڑے قصیدے کہے حتی کہ محمد صاحب نے اسکی بابت فرمایا تھا۔ کہ ان اللہ یوید حسان بروح القدس خدا حسان کی تائید کرتا ہے روح القدس سے ۳۴

مسطح ابوبکر کی خالہ کی بیٹی کا بیٹا تھا۔ یعنی رشتہ مین عائشہ کا پھوپھی زاد بھائی۔ یہ شخص مہاجرین سے بھی تہا اور اہل بدر سے بھی جنکے اعمال سے کسی مسلمان کو انکار نہین اور عائشہ کا بھائی اور اس کے باپ ابوبکر کا اپنا۔

حمنہ بنت جحش حضرت محمد صاحب کی سگی سالی تھی انکی بیوی کی بہن جنکا نکاح آسمان پر حضرت جبرئیل نے پڑھا۔

حضرت علی جنھون نے سکوت سخن شناس کیا اور عائشہ کی طلاق کی صلاح دی۔

پھر وہ تمام حالات بھی ایسے قرینہ کے تھے۔ کہ حضرت کو بجز سچ ماننے کے

کوئی چارہ نہ تھا چنانچہ انہون نے اسکو ایک ماہ تک سچ مانا اور ایک
ماہ کامل بیماری اور ناتوانائی کی حالت میں بھی وہ عایشہ سے نہ بولے
بلکہ اُسکو چھوڑ دینے کی مشورت علی کے ساتھ کرتے رہے اور علی نے
اُنکے گمان کی تائید کی اور عایشہ کی صفائی مین خود زبان نہ ہلائی
اور حضرت کو اس الزام کا یقین بھی ایسا پکا ہوگیا تھا کہ اُنہون نے عائشہ
کو مخاطب کرکے یون کہا "اگر تو اُتری ہوئی ہے طرف گناہ کے اور
صادر ہوا ہے گناہ تجھسے تو طلب آمرزش کر خدا سے اور توبہ کر اور رجوع
کر طرف خدا کے" منہاج صفحہ ۳۴۴ اور عایشہ بھی اسکے معنے خوب سمجھی چنانچہ
اُس نے سکو یہی جواب دیا کہ "مجھکو معلوم ہے کہ آپ کو اس بات کی
خبر پہونچی ہے اور آپکی دل مین جم گئی ہے۔ سو اگر مین یون
کہون کہ مین اس عیب سے پاک ہون تو حضرت یقین کا ہیکو کرین
گے اور اگر ناکردہ گناہ کا اقرار کرون تو حضرت اُسے سچ مانین گے"
تحفۃ الاخبار فایدہ حدیث نمبری ۱۰۲۵۔ دیکھنا چاہیے کہ محمد صاحب۔ باوجود
صحبت۔ واقعات پر نظر ڈال کر کسی قرینہ حقیقی سے اپنی جورو کی تصدیق
نہین کرسکے۔ اور نہ جورو کے پاس کوئی صفائی ہے کہ جسکی بنا پر وہ
اپنے تئین شوہر کے سامنے بری کرسکے۔ اور حضرت علی اصل کل
معاملہ کو ناگفتہ بہ سمجھکر طلاق کی صلاح دے رہے ہین اور الزام زنا کی
تصدیق فرماتے۔ جسکی وجہ سے عایشہ کو علی کے ساتھ دشمنی ہوئی تھی
کہ بعد وفات حضرت وہ علی سے لڑنے کو نکلین۔

اب اس ثبوت کے مقابل یار لوگ صفائی مین یہ فرماتے ہین
ایک صاحب عمر خطاب حضرت کو سمجھاتے ہین "یا رسول اللہ یہی
اچھے بدن مبارک پر نہین بیٹھتی اسواسطے کہ نجاست پر بیٹھتی ہے

اور پاؤں اسکے آلودہ اُس سے ہوتے ہین حق تعالیٰ آپ کے مطہر
بدن کو اس سے بری رکھتا ہے اور جو شخص کہ بدترین چیزون سے
آلودہ ہو کس طرح اس سے نگاہ نہ رکھے"۔ یعنی آلودہ کھی تو آپکے
جسم مبارک پر بیٹھتی نہین پس عائشہ کیونکر بدی کر سکتی ہے؟ آمنا و
صدقنا۔ دوسرے صاحب "عثمان بن عفان نے یہ کہا یا رسول اللہ
آپ کی پرچھائین زمین پر نہین پڑتی کہ مبادا نجس زمین پر پڑے
پس کسطرح ناشایستگی سے آپکے حرم محترم کو نہ بچاوے گا" ۳۴۳ھ
یہ صفائی کی دلیلین خلفاء راشدین ہی کا حصہ تہین۔ اور اُنسے اطمینان
کرنا حضرت محمد صاحب کا کام تھا۔ مگر افسوس ایک ماہ تک یہ دلائل حضرت
کے ذہن نشین نہ ہوئے آخر آپ آلودہ کھی اور پرچھائین کی شہادت
سے مطمئن ہو گئے۔ بلکہ آپ کہا نقل کفر کفر نباشد خدا کو بھی اطمینان
اس کے بعد ہوا بقول چندین مدت خدائی کردی۔ جھٹ آسمان سے
آیت نازل کی کہ عائشہ پاک ہے۔ اور مسلمان جھوٹے۔ خیر ہم بھی اس
فیصلے مین کلام نہین کرتے کیونکہ یہ صحابہ کرام کے اخلاق ہین۔ پر اگر انکو شکایت
ہو تو اُنکو سمجھائے دیتے ہین کہ حضرت بھی مجبور تھے ایسے واقعات پر اسی
طرح خاک ڈالی جاتی ہے۔ زلیخا مرتکب خطا ہوئی حضرت یوسف بے
گناہ تھے شہر مین غوغہ اُٹھا کہ عورت عزیز کی خواہش کرتی ہے اپنے غلام
سے فریفتہ ہو گئی ہے اسکی محبت مین "عزیز کی آبرو ریزی ہوئی ہے سو
اُس واقعہ کو چھپاتا ہے اور باوجودیکہ عورت کی بدکاری اور یوسف کی بے
گناہی جانتا ہے اپنی جورو کو پاکدامن ثابت کرنے کے واسطے یوسف کو
قید مین ڈالتا ہے۔ دیکھو سورہ یوسف ع ۳۔ مگر ہم حکیم صاحب کی داد
دیتے ہین۔ جب وہ فرماتے ہین۔ کہ "اتہام کا کوئی ثبوت نہین۔ اتہام لگا

والے وجوہ الزام کے بیان سے عاجز آئے" اتہام کا ایسا ثبوت تھا
اور وجوہ الزام کا بیان ایسا مسکت کہ ایک ماہ تک حضرت کے لب پر مہر
لگی رہی اور علی نے سکوت کیا اور محمد صاحب عائشہ سے توبہ کے مدعی تھے
اس سے بڑھکر ثبوت ہم آپ کو کیا دین۔

افسوس اس ناپاک قصہ کے بعد مثل بقرہ مریم کا تذکرہ کرکے جو
آپنے اپنا اسلام روشن کیا ہے اور مقدسہ مریم بتولہ کے اتہام کی تائید
فرمائی ہے اور کنوارے پن مین لڑکا جننے پر ٹھٹھا اڑایا ہے۔ اور ہمین
ہمکو ہمارا گھر دکھایا ہے اسکی داد تو آپکے ہم ایمان دین گے۔ اور اگر آپ در
اصل قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔ تو اسکا جواب آپکو عرصہ محشر مین ملیگا۔ اگر
آپ نے نہ دونر تو یہ نکرلی۔ مگر ہم آپکو یہان بھی سنا دیتے ہین
کہ مقدسہ مریم وہ ہین کہ جو کہتے ہین۔ لم یمسسنی بشر ولم اک بغیا۔
"مجھے نہین چھوا مجھکو آدمی نے اور مین کبھی بدکار نہ تھی" تو فرشتے بھی سر تسلیم
خم کرتے ہین سورہ مریم ع اور آپکو معلوم ہے تو اہم علی مریم بہتانا
عظیما مریم پر بڑا طوفان باندھنے پر متہم کرنے والون کا کیا حال ہوا تھا
ع آپ کیا بکتے ہین اور کسکی نسبت فرشتون سے تو خداوند کیا
مدحت کرتے ہین اذ قالت الملئکة یمریم ان اللہ اصطفک وطہرک و
اصطفک علی نساء العلمین جب فرشتے بولے اے مریم اللہ نے تجھکو پسند
کیا اور ستھرا بنایا اور پسند کیا تجھکو سب جہان کی عورتون سے آل عمران
ع آپ کی زبان بند نہین ہوگئی جب آپ اس مقدسہ کی نسبت وہ
کہہ رہے تھے۔ جو کہا تھا وہ بھی بقول عیسائیان نہین تھا۔ بلکہ یہ [illegible]
[illegible] وہ ہمارا گھر نہ تھا۔ جسکو آپ بار سے تھے وہ آپکا [illegible]
[illegible] آپ نے اپنا گھر نہ دیکھا تھا۔ یعنی آپکا حشر بھی [illegible]

آتا ہے آیا ابتدائی مسلمان جو حضرت کی صحبت سے مستفیض ہو چکے خلفاء راشدین۔ ایسے ہی اخلاق والے تھے۔ کہ اپنی بیٹیوں کو لوگوں کے گلے مڑتے پھرتے اور اگر کوئی انکار کرے تو مارنے مرنے کو مستعد ہوتے حتی کہ "باہمی جنگ وجدل کا اندیشہ ہوتا" اور "ضبط فرو کرنے کے لیے" حضرت کو طوعاً وکرہاً کسی باپ کا داماد بننا پڑتا۔ کیا اسلامی نکاح اسی اصول سے ہونا چاہیئے ہے۔ سید صاحب نے ایک عیب چھپانے کے لئے دس عیب اور لگائے اور کئی آدمیوں کے پردے فاش کئے۔ ادہر تو حضرت عمر کی منزلی انکو کوئی بے جہت مجنون بنایا۔ اُدہر حضرت حفصہ کو لعنۃ اللہ ابین دی شمریو ثابت کرنا چاہا۔ کہ جس سے عقد کرنے کی جرات کسی عرب دلاور کو بھی نہو سکتی تھی اور حضرت محمد صاحب کو پڑوشو بنایا۔ یہ تو کچھ شیعہ کا اثر سا معلوم ہوتا ہے۔ اب صحیح حالات سنئے۔ عثمان حضرت محمد صاحب کے داماد تھے۔ ابھی انکی عورت کا انتقال ہو چکا تھا۔ محمد صاحب کی ایک اور بیٹی تھی ام کلثوم۔ عثمان اسکے امیدوار تھے۔ بھلا وہ حفصہ کے ساتھ یہ کیسے نکاح کر لیتے جب خود رسول کی بیٹی سے نکاح کرنے والے تھے۔ اور یہ ممکن نہ تھا کہ دونو کو نکاح میں لاوین کیونکہ حضرت نے یہ کبھی ایک دم کو بھی گوارا نہیں کیا کہ اُن کی اپنی بیٹی پر سوت آوے۔ چنانچہ اپنے پیارے داماد کو نہایت سخت الفاظ میں فاطمہ پر سوت بٹھانے سے روکا تھا اور کہا تھا کہ اگر وہ دوسرا نکاح کرے تو فاطمہ کو طلاق دے۔ حدیث بخاری اور مسلم مشارق الانوار حدیث نمبری ۹۰۔ ۴۰ اسی وجہ سے عثمان نے بعد تامل حفصہ سے نکاح کرنے سے انکار کیا اور ام کلثوم دختر رسول سے نکاح کر لیا۔ منہاج صلے وہ کچھ حفصہ کی آتش مزاجی سے خائف نہ تھے۔ وہ خود کیا کم آتش مزاج تھے جنہوں نے قرآن کو جلوا دیا تھا۔ اور نہ حفصہ ہی ایسی آتش مزاج تھی۔ کیونکہ آخر ایک

اور شوہر سے بھی تو نکاح کر چکی تھی - اب ہم بتاتین کہ ابو بکر نے کیون
حفصہ سے نکاح منظور نکیا - آتش مزاجی اسکا باعث نہ تہا - وہ حفصہ سے بدل
نکاح کر لیتے مگر محمد صاحب حفصہ کو پہلے سے تاڑ چکے تھے - کیونکہ یہ عورت
جو ہ برس قبل دعوے نبوت پیدا ہوئی تھی - (روضۃ الاحباب صفحہ ۱۳۵) آج
۱۷ برس کی جوان تھی - اور ابو بکر کو معلوم تھا - کہ محمد صاحب اس سے شادی
کرنا چاہتے ہین - پس بپاس ادب اُس نے اپنے بتی اور داماد کا رقیب
بننا چاہا - چنانچہ جب محمد صاحب نے مین اس ایام مین حفصہ سے نکاح
کی تجویز کر لی ابو بکر نے عمر سے معذرت کی چنانچہ عمر کہتے ہین " ملاقات
کی ابو بکر نے مجہسے اور کہا شاید تو خشمگین ہوا مجھپر جسوقت عرض کیا تو نے حفصہ
کو مجہپر اور جواب ندیا مین نے کہا مین نے ہان خشمگین ہوا مین کہا
صدیق نے منع نکیا میرے تئین جواب سے تیرے اُس چیز میں
جو کچھ ظاہر کیا تو نے مجہپر مگر اسبات نے کہ جانتا تہا مین کہ رسول خدا
نے یاد کیا تہا اُسکے تئین (معلوم ہوتا ہے کہ محاشیہ مین یارون سے
درمیان جوان عورتون کے تذکرے چھڑ رہا کرتے تھے) یعنی حفصہ
کو اور فاش نکیا مین نے رسول خدا کے ستر کو اور اگر قبول کیا ہو رسول خدا
نے اسکو تو قبول کرتا ہون مین " منہاج صفحہ ۲۶۵

پنجم ہند ملقب بہ ام سلمہ - ام حلیبہ - اور زینب ملقب بہ ام المساکین
ان تین ازواج کے جو بیوہ تہین آپ نے اسوجہ سے نکاح کیا
تھا کہ مشرکین کی عداوت سے انکا کوئی والی وارث نہ باقی رہا تھا - اور
انکے اعزا انکا تکفل نہ کرسکتے تھے " صفحہ ۲۰۰ - طریقہ واقعی محمد صاحب کا بہا
ہے (اگر یہ صحیح ہو) کہ حضرت عورتون سے صرف اس غرض سے نکاح کرتے
تھے کہ انکی پرورش کرین - کیونکہ دنیا مین کوئی اور بہتر طریقہ پرورش کرنے

کا موجود نہین ا - یہ بالکل غلط ہے کہ ان عورتون کا کوئی والی وارث باقی نہ رہا تھا - اور اُسکے اعزا اُنکا تکفل نہ کرسکتے تھے" ان مین ایک عورت تو ام حبیبہ ہے - جو ابوسفیان سردار مکہ کی بیٹی ہے جو بیسون بیوا ونکے پال سکنے کی مقدرت رکھتا تھا - کیا وہ اپنی بیٹی کی پرورش نہ کرسکتا - مگر نہین ام حبیبہ حبش مین تھی - اور حضرت نے بڑے اہتمام سے اسکو حبش سے لا کر عین اُسوقت جبکہ اُسکا باپ آپ سے جنگ کررہا تھا - اُس سے نکاح کیا مہاجر ہے - اور ایک غرض اُس سے شاید یہ بھی تھی کہ ابوسفیان کو نیچا دکھلا دین اور یہ کہنے کو ہو کہ تیری بیٹی کو ہمنے جورو بنالیا یہ ایک شادی کچھ مصلحت کی پر بھی مبنی تھی - حضرت اسوقت ۶۰ برس کے تھے - ام حبیبہ عمر مین ایسے نصف یعنی ۳۰ برس سے کچھ زیادہ روضۃ الاحباب صفحہ ۹۹ ہم تو خیر ادہم تو اب بھا - مگر محمد حسین اسکو "بوڑھیا عورتون" مین شمار کرتے ہیں صفحہ ۱۷۷ اور نہین خیال کرتے کہ ادہر عورات کی تعداد بھی بڑھتی تھی اُدہر ایک دشمن نیچا بھی دیکھتا ہے اور یہ بھی امید ہوگی کہ اب وہ مجھے اپنا داماد سمجھکر شاید دشمنی ترک کر دے پس حضرت نے ام حبیبہ کیا پائی گویا نعمت غیر مترقبہ کیونکہ نجاشی نے اسکے ساتھ چار ہزار درہم بھی عنایت کیے تھے جیسا محمد حسین صاحب تحریر کرتے ہین - صفحہ ۱۷۱

ششم دوسری عورت ام سلمہ کا بھی ایسا ہی حال ہے وہ بھی ... والی وارث "رکھتی نکاح اُسکا سنہ ۴ ہجری مین ہوا سنہ ۱۱ ہجری مین وہ ۸۴ برس کی ہوکر مری (روضۃ الاحباب صفحہ ۹۹) یعنی اسوقت اُسکی عمر ۲۹ سال تھی - اور اُسکا "تکفل" کرنے والے بہت موجود تھے - کچھ ضرور نہ تھا کہ حضرت ہی اس سے نکاح کرکے داخل جناب ہوتے ... کہ چون ... دے منقضی شد ... از آنحضرت ... رضی اللہ عنہا

راخواستگاری نمود ونہ خطبہ ہیچکدام راقبول نہ نمود" روضۃ الاحباب ص۵۸۵
مولوی محمد حسین صاحب فرماتے ہین کہ "ام سلمہ کو یہ خیال پیدا ہوا
کہ اب مجھے ایسا خاوند کہان ملیگا جو میرے پہلے خاوند سے بہتر ہوگا شاید
اسی خیال سے انہون نے حضرت ابو بکر کے پیام نکاح کو قبول نکیا" ص۱۷۷
حیرت ہے کہ یہ عورت خاوند متوفی کو شیخین سے افضل سمجھتی رہی - اسکی انکھون
مین فضیلت شیخین خاک بھی نہ تھی - ہم کو اپنا خیال زیادہ درست معلوم ہوتا
ہے کہ حضرت یارون سے کچھ کم نہ تھے - غالبًا اسکو پہلے سے بیجا نہ دے
چکے تھے - صدیق اور فاروق پیچھے ہی رہ گئے حضرت نے فیصلہ کردیا
نہ تراشد نہ مرا - مگر ام سلمہ کے حالات کے متعلق حضرت کی دعا سے حکا
ذکر ہم ترک نہین کرسکتے محمد حسین صاحب بھی اسکا مذکرہ کرتے ہین ص۱۷۴
چنانچہ مدارج والا لکھتا ہے - کہ جب حضرت نے اس عورت سے نکاح کی تجویز
پیش کی تو انہون نے ایک نہایت سچا عذر کہا کہ "مین غیرت رکھتی ہوں اور
تم عورتین جمع کرتے ہو" معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے حالات کو تعدد
دیکھتی رہی تھی اور اسنے سچا نتیجہ اخذ کیا تھا - یہ عورت کے دل سے نکلی
ہوئی تھی چنانچہ دل کی بات کہدی "مین غیرت رکھتی ہون اور تم عورتین
جمع کرتے ہو کیسے بیاہ ہوگا - حضرت بھی ایسا جواب دیتے ہین کہ بس انہین
کے حصہ کا ہے آپ فرماتے ہین "یہ جو کہا کہ مین غیرت بہت رکھتی ہون
مین دعا کرونگا کہ حق تعالی اس بات کو تجھ سے دور کرے" ص۱۶۳ ہم کو امید
رکھنا چاہئے کہ اس شوقین بڈھے عورتین جمع کرنیوالے ہی کی دعا منظور
ہوگئی - اور ام سلمہ کی غیرت دور ہوگئی! شرم ہے مگر زیادہ شرم اس
پر ہے کہ ایک تعلیم یافتہ نئی روشنی کا پروانہ ان افعال زشت و زبون
کی حمایت مین کاغذ سیاہ کررہا ہے - کیا انکے سلئے بھی دعا مانگی گئی

ہے کہ غیرت دور ہو جاوے؟

ہفتم۔ ام المساکین۔ اس عورت کا حال صرف اسقدر ہے کہ یہ حضرت کے ساتھ ۳ یا ۴ ماہ رہکر مرگئی اسکی نسبت مشہور ہے کہ اس نے اپنا نفس حضرت کو یون ہی فی سبیل اللہ بخش دیا تھا۔ اور پھر حضرت نے اس سے نکاح کر لیا تھا تفسیر حسینی آیت ہبہ نفس احزاب ... اسکے ساتھ حضرت کو کوئی موقعہ سلوک کرنیکا نہ ملا بجز اس کے کہ اسکو اپنی جورو بنانے کا شرف حاصل کراکے جنت مین پہونچا دیا۔

ع حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا۔

ہشتم زینب بنت جحش۔

ابو محمد عبد الحق دہلوی صاحب تفسیر حقانی نے فرمایا ہے کہ شہوت ایک ... ہے۔ خدا کی پناہ جب یہ خبیث کسی کے سر چڑھتا ہے تو پھر حیا و شرم ننگ و ناموس کیا۔ اسکی پاک زندگی پر بڑے بڑے دہبے لگا دیتا ہے جنسے دنیا مین رسوائی اور آخرت مین عذاب الیم کا مستحق بنتا ہے ... نشاط کے بعد دنیا ہی مین جو کڑوے اور ... پھل کمانے مین آتے ہین انکا مزہ بھی تا زیست نہین بھولتا"۔ تقریر ...

اس فصل مین ہم جو حالات آنحضرت کے لکھینگے ... وہ اس مقولہ کی ایک زندہ و عبرت بخش نظیر ہین۔

سید صاحب فرماتے ہین کہ "آنحضرت نے اپنے ... اور عتیق زید کا عقد ایک نہایت عالیخاندان عورت زینب کے ساتھ کر دیا تھا"۔ ہم بتاتے ہین کہ زید کون تھا۔

دفعہ اول۔ زید بن محمد۔ "زید بن حارثہ بن شراحیل بن ... الو اسامہ اور نسب انکا ... بن ... بن ... بن ...

تک منتہی ہوتا ہے اور ہاں انکی سعدی بن ثعلبہ بنی معن بن طی میں سے تھین" منہاج جلد ۲ صـ۹۰ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشراف قبائل عرب سے تھی ۔" ایک روز انکی ماں اپنی قوم کو دیکھنے کے لئے باہر نکلتی تھین ۔ ...... ایک گروہ نے ایک قوم کو لوٹ لیا تھا ...... اس گروہ کا گذر بنی معن کے گھرون پر ہوا جو زید کی ماں کی قوم تھی اور زید کو اٹھا لے گئی ۔" ایضاً ۔ اس طرح یہ شریف قوم والا بدقسمی سے غلامی مین مبتلا ہو گیا یہ شخص پڑھا لکھا تھا ۔ کیونکہ "آنحضرت کے واسطے چھہ لکھا کرتا تھا" صـ۹۱ ہوتے ہوتے یہ خدیجہ کے ہاتھہ آیا انہوں نے یہ غلام محمد صاحب کو دیا جب انکی خبر انکی قوم کو پہنچی تو باپ انکے حارثہ اور چچا انکے کعب حاضر ہوئے اور انکا فدیہ لیے آئے تاکہ انکو خالص کرائین" زید نے خدیجہ کے مکان سے جانا پسند نہ کیا اور رہ گئے ۔ محمد صاحب انکو پیار کرتے تھے انہوں نے برسم عرب کعبہ مین جاکر حجر اسود کے پاس باضابطہ زید کو اپنا بیٹا بنا لیا ۔ اور حقوق فرزندی انکے قایم کئے ۔ ایسا میور صاحب جلد ۲ صـ۶۲ مین ثابت کیا ہے ۔ عرب لوگ مثل ہندون کے تبنیت کرتے تھے ۔ اور فرزند متبنے کے کل حقوق مثل حقیقی بیٹے کے ہو جاتے تھے دیکھو فصل الخطاب اول صـ۱۷۱ اور منہاج صـ۹۲ چنانچہ محمد صاحب نے بھی اس رسم تبنیت کے لحاظ سے ایسا ہی کیا ۔ آنحضرت زید کو باہر لوگون مین لا کر فرمایا کہ اے لوگو گواہ رہو مین نے زید کو اپنا بیٹا بنایا ۔ اور وہ میرا بیٹا ہے اور میرا وارث وہ ہوا اور مین انکا وارث ہوا ۔ اور زید اسلام کے دور سے تک اور قول سبحانہ تعالے کے نزول تک زید بن محمد پکارے جاتے منہاج صـ۹۱ جو لوگ ہندون کی رسم تبنیت سے واقف ہین ۔ وہ محمد کی اس کارروائی تبنیت زید کے معنی خوب سمجھین گے جس زید قریب

برس تک ابن محمد کہلائے۔ کیونکہ نکاح خدیجہ کے بعد ہی تبنیت زید عمل مین آئی جب محمد صاحب کی عمر ۲۰ برس کی تھی۔ اور زینب زوجہ زید کا نکاح حضرت سے ۵ھ مین ہوا۔ یہ اُنکے وارث تھے۔ اور وہ اُنکے وارث اور تمام لوگ گواہ ہین حجر اسود پر قسما قسمی ہوئی۔ مگر مولویون کا دروغ بے فروغ بھی جسکا جواب ہم ساتھ ساتھ دیتے ہین قابل داد ہے فیروز ٹوسکی رفع طعن نکاح زینب مین فرماتے ہین صفحہ ۵۵ " زید حضرت کا لیپالک نہین تہا۔ یعنی حضرت خدیجہ نے اُنہین گود مین لیکر نہین پالا تھا دگو یا جورو کا گود مین لیکر پالنا بھی شرط تبنیت تھی۔ جان کی اور جورو کے مرجانے پر کیا تبنیت نہین ہوئی ؟ وہ خدیجہ کے متبنٰی نہ تھے۔ بلکہ محمد صاحب کے بیٹے تھے) آنحضرت صلعم کا ازاد کیا ہوا غلام تھا جسے صرف شفقت اور اخلاق کی راہ سے ابن کہکر پکارتے تھے۔ (یہ بات ہی اور ہے اگر یہ تھا تو پھر بالعد ابن کہکر پکارنے کی ممانعت کیون ہوگئی) نہ کہ لیپالک ٹہراکر متبنّٰی مثل ابن کے وارث سمجھا جاتا ہے۔" الآن حبت بالحق۔ یہی تو بات ہے۔ عبدالحق کہتے ہین۔ کہ محمد صاحب نے خلق اللہ کو گواہ کرکے کہا "زید میرا بیٹا ہے میرا وارث وہ ہوا اور مین اسکا وارث" کہو اب بھی تبنیت مین شک ہے ؟ لیکن اور یہ قول خدا صلعم فرماتے ہین ہم گروہ انبیا ہین نہ ہم کسی کے وارث نہ ہمارا کوئی عبث ہے۔ اوّل تو تبنیت قبل دعوے نبوت کے عمل مین آئی جبکہ جسم کی ہوس نے گروہ انبیا مین آنے کا خواب بھی نہ دیکھا تہا۔ اس لیے وقت ہر قول وجود مین نہ تھا۔ دویم یہ قول موضوع ہے۔ شیعون سے منہ بنوا لینے تک اسکو زبان پر لائے۔ سیوم اگر نہ مانیے تو یاد رکھیے۔ جب [illegible] ابن محمد کہلایا حضرت یہ کلمہ زبان پہ نہین لائے جب زید کے نکاح زینب تبنیت سے خارج کر دیا۔ اور نہ بعد اسکے محمد [illegible]

حضرت فرماوین) لوگون نے زید کو آن حضرت کا متبنےٰ سمہا نہ کہ حقیقت
مین آن حضرت کا متبنیٰ تھا۔ داُن کو لوگون نے سمہا۔ جن سے کہا تھا۔
" اسے لوگو گواہ رہو مین نے زید کو اپنا بیٹا بنایا" نہ یہ خود بھی سمہا۔ محمد صاحب
بہی یہی سمجھے۔ حجر اسود بہی یہی سمہا۔ اور اگر حجر اسود کا قیامت مین گواہی
دینا سچ ہو تو زید کی تبنیت پر وہ بہی گواہی دیگا۔ مگر افسوس مولوی
پہر نہین سمجھتے انکی عقل پر پتھر پڑے ہین۔ جہوٹ سے نہین ڈرتے)
اسلام کے اندر متبنیٰ کرنے کا کوئی دستور نہین (جبکہ زید کی جورو چھینی
ورنہ ضرور تھا۔ زید کی تبنیت ثابت ہے) دنیاوی دستور کے مطابق بہی
زید اگر آن حضرت کا متبنیٰ ہوتا تو وارث قرار دیا جاتا (حضرت نے وارث
خود قرار دیا تہا) حالانکہ دنیا مین کوئی شخص زید کو آن حضرت کا وارث
قرار نہین دیتا" (صرف اس خوف سے کہ کہین زینب حضرت کی بہو
نہ کہی جاوے ورنہ خود حضرت نے اسکو اپنا وارث قرار دیا تھا۔ مگر جب
جورو اسکی لے لی تو تبنیت سے شرمائے اور وراثت سے محروم کیا) یہ
کچھہ فیروز ڈسکوی صاحب فرماتے ہین۔ مگر "انکے اُستاد مکرم حضرت مولانا
و سیدنا مولوی الفت حسین صاحب" فرماتے ہین کہ "نہ زید کو آنحضرت
نے کبھی کسی قاعدہ یا رسم و ریت سے متبنیٰ کیا تھا۔" ہ وہ رسم و ریت بھی
ہم دکھلا چکے۔ قاعدہ بھی بتا چکے۔ آپ غلط فرماتے ہین کہ "حکم عام تھا
کہ غلامون کو عبد نہ کہو پسر یعنی ابن کہو" اسکو تبنیت نہین کہتے ہین "نہ انکے
لئے کعبہ کو جاتے ہین۔ نہ حجر اسود پر ہاتھہ رکھتے ہین۔ نہ وارث ٹہراتے ہین
نہ لوگون کو گواہ کرتے ہین۔ نہ وہ غلام مالک کا ابن مشہور ہوتا ہے"
اگر یہی بات ہوتی تو پھر زید کو ابن محمد نہ کہنے پر مابعد قران مین زور
کیون دیا۔ آپکی عقل کہان ہے؟ تبنیت اور بات ہے اور شفقتہً بیٹا کہنا

اور بات اور ہم زید کی تبنیت ثابت کر رہے ہین پس آپکا یہ فرمانا کہ اللہ تعالے سورہ احزاب مین فرماتا ہے محمد صاحب تمہارے مردون مین سے کسی کا باپ نہین" مٹ آپکی جہالت پر دال ہے یہ آیت اسوقت سنائی گئی۔ جب زید کی جورو حضرت ہمین پکے تھے تبنیت ۳۳ برس قبل عمل مین آئی۔ اور ایسا ہی آپکا یہ قول بھی ہے کہ "قران مین اللہ تعالے صاف فرماتا ہے۔ وحلایل انبیاءکم الذین من اصلابکم تمہارے بیٹون کی بیویان تمپر حرام ہین جو تمہارے صلبی یعنی نطفہ سے ہون" مٹ فقرہ الذین من اصلابکم جو تمہارے نطفہ سے ہون نکاح زینب کے بعد ملحق کیا گیا ہے۔ چنانچہ حسینی مین ہے "چون حضرت رسالت پناہ زینب رابعد ازان کہ زید بن حارث کہ پسر خواندۂ آن حضرت بود طلاق داد وحضرت بعقد نکاح درآورد مشرکان عرب آغاز سرزنش کردند کہ زن پسر خود را خواستہ این آیت فرود آمد" پس جسوقت تک یہ فقرہ نہین آیا ضرور زن پسر خواندہ حرام تھی۔ اور متبنٰی پر لفظ ابن کا حقیقی معنے مین آتا تھا۔ حضرت نے اس آیت کے قبل تبنیت کی اور اس کے قبل زینب کو لے لیا پس رسم عرب اور اپنی شریعت کے موافق بھی وہ ملزم ٹھہرتے ہین پس " زید کو انحضرت کا بیٹا (نہ) کہنا اور نکاح کو بہو سے نکاح کرینے پر محمول (نہ) کرنا سراسر ضد وتعصب کی وجہ سے ہے" طعن ہے مٹ لادیب محمد صاحب نے اپنی بہو کے نکاح بٹھلا لیا گو شرم چھپانے کو بعد مین زید کے باپ بننے سے منکر ہوئے۔

دفعہ دویم زید وزینب کی ناچاقی۔ پھر آپ فرماتے ہین کہ "بی بی نجیب الطرفین تہین اور اپنی عالی خاندانی وحسن وجمال کا خیال کرکے انکو اسبات کا بڑا رنج تھا۔ کہ میری شادی ایک آزاد کردہ غلام کے

ساتھ کردی الغرض دونون مین باہم ملال اتنا بڑھا کہ ایکو دوسرے
سے نفرت ہوگئی" یہ غلط ہے کیونکہ جو کچھ تامل زینب کو تھا۔ تجویز نکاح کے وقت
تھا جب کل پہلو اس کے دکھلائے گئے اور اُسکو یہ بھی معلوم ہوا کہ زید بن
محمد ہے۔ محمد کا وارث۔ مین اب محمد کی بہو ہونگی تو اس سب عزت و توقیر
کا لحاظ کرکے یقیناً اُس جاہلانہ نفرت کا خیال اُس کے دل سے محو ہوگیا۔ اور
کس حسن عقیدت و خوشی کے ساتھ مابعد زینب نے زید کو قبول کیا چودھری
مولا بخش اپنی مراسلات مذہبی حصہ دویم ص۱۴۰ مین لکھتے ہین "حسب حکم خدا
تعالےٰ کا زینب نے سُنا تو حضرت سے آکر کہا کہ مجھے انکار اسی وقت تھا جب
تک کہ آپ مشورتاً یہ بات فرماتے تھے۔ اور جب خدائی تعالےٰ کی ایسی رضی
مرضی ہے تو مجھے انکار نہین غرض زید کا نکاح زینب سے ہوگیا" فیروز
ڈسکوی بھی یہی فرماتے ہین۔ ص۵ پس کتنی بے انصافی ہے کہ زینب
کو باوجود اس فرمانبرداری رسول کے یہ مسلمان باغی بتائین حضرت نے
اُس سے کہا زید کو شوہر بنا وُہ راضی ہے۔ حضرت اس سے کہتے ہین۔
ہماری جورو بنو وہ راضی ہے۔ ایسا ہی زینب کا بھائی بھی راضی تھا چنانچہ
شاہ عبدالحق لکھتے ہین "زینب نے اور اُس کے بھائی نے دونون نے کہا
راضی ہوئے ہم" منہاج ۲ ص۶۴۲ "ایک سال یا زیادہ زینب زید کے ساتھ
تھی" ایضاً۔ اور مدت کوئی ملال درمیان واقع ہوا نہ کوئی نفرت کی بات نہ کشیدگی
تا وقتیکہ ان حضرت کی آنکھ زینب سے لڑی اور اب درمیان کی کشیدگی لازمی
تھی۔ حکیم صاحب فرماتے ہین بعد نکاح زید و زینب کے "کچھ مدت تو جیون تیون
کرکے بسر ہوئے آخر زید نے اُس کے تعلّی طنز و تعریض سے تنگ آکر اُسے
چھوڑ دینے کا ارادہ ظاہر کیا" فصل الخطاب ص۱۹۶ ناحق زینب کو مطعون کرتے
ہو جھوٹھ لگاتے ہو۔ زینب نے زید کو ہرگز دق سمجھا تم زید سے تو پوچھو

اور سید امیر علی صاحب لکھتے ہین کہ "زید نے آنحضرت کیخدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا - کہ مین زینب کو طلاق دینا چاہتا ہون آپنے فرمایا کیون اس سے کیا قصور ہوا زید نے عرض کی یا رسول اللہ اُس سے کوئی قصور تو نہین ہوا - مگر اب میرا نباہ اُس سے نہوگا - " ص۲۰۹ زید خود کہہ رہا ہے - زینب سے کوئی قصور نہین ہوا" اور در اصل اُس سے کوئی قصور نہین ہوا تھا - جو قصور تھا - وہ حضرت کا تھا - اُس سے عشق لگا یا تھا - اسکو چاہتے تھے - زید زینب کو حضرت کی مقبول نظر سمجھکر اس کو اپنی ماں کی برابر جاننے لگا - اور چاہا کہ اُسے اُنکی نذر کر دے " زید گمان کرو کہ حضرت این سخن را برلے این گفت کہ حسن زینب حضرت را خوش آمدہ " آپ ناحق زینب کو الزام لگاتے ہین آپ مرد مسلمان ہین زینب آپکی ماں ہین - ماں کا خیال کرنا چاہیئے " اُس سے کوئی قصور نہین ہوا " نہ یہ صرف یہی کہتا ہے کہ " اب میرا نباہ اس سے نہوگا " اور یہ سچ ہے اب نباہ ہوتا کیسے " زوجہ اپکی تو آپکے باپ (ابھی تک یہ لقب بحال ہے) کے دل مین بسی ہوئی تھی -

سید صاحب فرماتے ہین " شاید زید کی نفرت کا باعث زیادہ تر یہ ہوا تھا کہ زینب نے چند کلمات کو جو آنحضرت کی زبان مبارک پر اُس وقت جاری ہوئے تھے جب آپکی نظر اُسپر اتفاقاً پڑ گئی تھی ایسے طرز سے مکرر و متواتر کہا کہ اس طرز کو کچھ عورتین ہی خوب جانتی ہین - تفصیل اسکی یہ ہے کہ ایکمرتبہ آنحضرت کسی ضرورت سے زید کے مکان پر تشریف لے گئے تھے - اور زینب کے چہرہ کو بے نقاب دیکھکر وہ کلمات فرمائے تھے - جو فی زمانہ ہر ایک مسلمان کسی خوبصورت تصویر یا لعبت کو دیکھکر بے اختیار کہنے لگتا ہے تبارک اللہ احسن الخالقین آنحضرت سے تو یہ کلمات صرف تعریف کی راہ سے فرمائے تھے - مگر زینب کو غرور ایسا دامنگیر ہوا کہ اس آیت کو انھون نے متواتر اپنے شوہر کے سامنے پڑھا تاکہ معلوم ہو کہ ہم ایسے حسین ہین کہ خود پیغمبر نے ہماری تعریف کی ہے اس سے زید

کو خواہ مخواہ اور زیادہ ملال ہوا آخرالامر زید نے اپنے دل مین ٹھان لیا کہ اب اس عورت کے ساتھ ہرگز نہ رہون گا" ۲۰۹ھ اگر یہ سچ ہے تو زید غضب کا نادان واحمق بلکہ ابن ہبنقہ تھا۔ کوئی شوہر نہین جو اپنی زوجہ کے حسین ہونیکی وجہ سے۔ یا اسوجہ سے کہ اُسکی زوجہ اپنے حسن سے آگاہ ہے۔ یا اس وجہ سے کہ کوئی بڑا بوڑھا یا باپ اپنی بہو کے حسین ہونیکا مدعی ہے۔ اور زوجہ اُس کی اُس سے کہی کہ میرے آبا یا سُسر مجھکو بڑا حسین جانتے ہین۔ اپنے دلمین ملال کرے اور زوجہ کو چھوڑ دینے کا قصد ایک لمحہ کے لئے کرے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ جو شخص اِس قسم کے واقعہ کا مدعی ہوے ہم اسکو بہت ہی احمق کہین گے۔

ہمین ایک بھید ملا ہے جو صاحب نے وہ سخن اس طرز سے کہا تھا۔ کہ زینب کو پورا یقین ہو گیا تھا۔ کہ حضرت مجھپر فریفتہ ہو گئے ہین۔ اور زید کو بھی پوری طرح معلوم ہو گیا تھا کہ اصل واقعہ یہ ہے۔ اس لئے اس نے اپنی جورو کو طلاق دیدیا۔ کہ محمد صاحب کا دل ٹھنڈا ہو۔ اور زینب کو ازواج رسول اللہ مین داخل ہونیکا شرف حاصل ہو۔ حتیٰ کہ وہ ام المومنین ہو کر زید کی بھی ماں بنجاوین نہ حضرت کی "نظر زینب پر اتفاقاً پڑ گئی تھی" اور نہ حضرت نے کوئی ایسے بے لاگ کلمات زبان سے نکالے تھے۔ جو فی زمانہ "ہر ایک مسلمان بے اختیار کہنے لگتا ہے" حضو صاحب ہر ایک مسلمان دیکھ چکا کہ ان کلمات نے ایک گھر بگاڑ دیا۔ زوجہ شوہر مین نفاق پیدا کیا اور محمد صاحب کی نبوت پر داغ لگایا جو دُھل نہین سکتا۔

دفعہ سیوم حضرت وعشق زینب "ابن بابویہ و دیگران بسندہای معتبر از حضرت امام رضا روایت کردہ اند کہ حضرت رسول روزے برائے کارے بخانہ زید بن حارثہ رفت و چون داخل خانہ زید شد زینب زن او را دید کہ غسل میکند پس حضرت فرمود کہ سبحان اللہ الذی خلقک ۔ ۔ ۔ ۔ چون زید بخانہ برگشت

زنش خبر داد کہ رسول خدا آمد وچنین سخن گفت وگفت زید گمان کرد کہ حضرت
این سخن را برائے این گفتہ است کہ حسن او حضرت راخوش آمدہ" حیات
القلوب ص۴۷۳ پس حضرت نے زینب کو غسل کرتے ہوئے تنہائی مین
برہنہ دیکھا تہا۔ اور وہ کچھ بے اختیار زبان سے نکل گیا۔ بقول حالی سے تمکو
ہزار شرم سہی مجکو لاکھ ضبط۔ الفت وہ راز ہے۔ کہ چھپایا نہ جائیگا۔ اور ہمارے
هیرو زید اسکا مطلب آپسے کہین زیادہ سمجھ وہ جان گئے کہ جورو اُنکی
رسول مقبول کی مقبول نظر ہوگئی۔ اور اس لئے یہ کلمات حضرت کی زبان پر
جاری ہوئے۔ آپ زید سے بہتر اس معاملہ مین سمجھ نہین رکھتے وہ اہل زبان
ہین اور حضرت کے صحابی اشارون کنایون سے ماہر پس حکیم نورالدین صاحب
کا یہ فرمانا کہ "معترضین نے عشق کا کوئی ثبوت نہین دیا" ص۱۷۱ محض حیلہ
ہے۔ ہم حضرت کو مجنون یا فرہاد نہین بتاتے۔ عشق ستر سے نہین ہوتا ہم
صرف یہ کہتے ہین کہ زینب حضرت کے دلمین بس گئی آنکھ لڑ گئی۔ اور زینب
بھی سمجھ گئی۔ اور زید بھی۔ مگر فیروزپوری کی تسکین نہین ہوتی وہ فرماتے ہین
کہ آنحضرت صلعم کسی دن زید کے گھر گئے۔ اور بیوی زینب کو دیکھ اُن کے
حسن جمال پر فریفتہ ہوگئے۔ اور بے اختیار ہو کر پڑھا فتبارک اللہ احسن الخالقین
وہ یہ خیال نہین کرتے کہ بی زینب کوئی اجنبی عورت نہ تھین۔ جنکا حسن و جمال
حضرت نے پیشتر کبھی نہ دیکھا ہو" ص۳ محمد حسین بھی یہی فرماتے ص۱۹۳ زینب
کا نہایت خوبصورت وخوش جمال" ہونا تو ڈسکوی صاحب کو بھی تسلیم ہے ص۲۵۴
وہ حضرت امام رضا کا قول بھول جاتے ہین کہ آج حضرت "چون داخل خانہ
زید شد زینب زن اورا دید کہ غسل میکند" غسل کرتے ہوئے۔ تنہائی کی حالت مین
حضرت نے اُس ماہ پارہ کو کبھی نہ دیکھا تھا۔ اور اُس کے حسن وجمال نے اِس سے
قبل اُنکو کبھی ایسا گھایل نکیا تھا۔ ایسی حالت مین محمد صاحب کا زینب کو لے ستر

دیکھنا کیا کچھ اثر پیدا کر گیا اس کلمہ تعجب وتحسین سے عیان ہے جو انکی منہ سے اس وقت بے اختیار نکل گیا۔ بتاؤ تو کیا کبھی پہلے بھی حضرت نے زینب کو غسل کرتے ہوئے تنہا دیکھا تھا؟ اور دیکھکر یہ کلمات نکالے تھے۔؟ آخر پیشتر بھی تو اسکو دیکھا تھا پس آج اس خاص تحسین وآفرین کا کیا سبب ہے؟ اس نئی بے اختیاری کا کوئی نیا سبب ہے ہان وہی جو ہم بتاتے ہین سع رموز عاشقان عاشق داند۔ زینب حضرت کے چہرہ کی رنگت آنکھون کی جنبش لبون کی حرکت اور آواز کی لوچ سے فوراً پہچان گئی کہ بروئش زد۔ اس گفت وشنید کا تذکرہ شوہر سے کیا وہ بھی سمجھ گیا" کہ حضرت این سخن را برائے آن گفتہ است کہ حسن او حضرت راخوش آمدہ" یہ مولوی نہین سمجھتے یا سمجھتے ہین پر ناسمجھی کرتے ہین۔

یہ قصہ جو ہم نے ابھی سنایا۔ بلکہ ہم نے نہین امام رضا نے۔ سید صاحب بھی اسکی تصدیق کرتے ہین۔ اور مولوی ڈسکوی کو بھی مجال انکار نہین۔ علاوہ اسکے مفسرین نے بھی بڑی تفصیل وتشریح سے اسکو بیان کیا ہے۔ ور محمد حسین درد سے فرماتے ہین "افسوس ان مفسرین نے ان باتون کو ... اور اس قصہ کو تفاسیر مین نقل کرکے مخالفین اسلام کو آنحضرت پر حسن پرستی اور تعشق کا الزام و اتہام قائم کرنیکا موقع دیدیا" ۱۹۴! افسوس یہ لوگ مولوی صاحب کی مزولیت مناظرہ کو نہ سوچے۔ اب ان پر تہمت یہ آپڑنے سے کیا ہو سکتا ہے۔ مولوی صاحب فرماتے ہین۔ "جو عامہ تفاسیر مین لکھا ہے۔ کہ آنحضرت کی ایکدن اتفاقیہ زینب پر نگاہ پڑی تو آپ کو اسکی شکل پسند آگئی اور آپکے منہ سے اسکی تعریف نکل گئی۔ زید کو خبر ہوئی تو اس نے بپاس خاطر آنحضرت اسکو طلاق دینی چاہئے۔ جسپر آنحضرت نے اسکو زبان سے تو طلاق دینے سے روکا مگر دل مین آپکے خیال تھا کہ پھر طلاق دے تو آپ اسکو نکاح مین لاوین یہ محض واہی قصہ ہے" ...

کچھ دن بعد تو آپ زینب کے وجود سے بھی انکار کر جائینگے کہ جیسے نورالدین

مادیہ کے وجود سے انکار کیا حضرت پہ قصہ عیسائیون نے نہین گڑھا ہے۔ اہل بیت
سے امام رضا اس کے راوی ہین۔ اور آپ سے زیادہ حامی اسلام سید امیر علی
بھی اس سے انکار نہین کر سکتے۔ کہین واہی کہدینے سے کوئی واقعہ تاریخ
واہی ہو سکتا ہے۔ واضح ہو کہ اس واقعہ کے قبل زوجہ شوہر مین خوب بنی
ہوئی تھی۔ چنانچہ "ایکسال یا زیادہ زینب زید کے ساتھ تھی اور بعد اس
کے حق تعالے نے اعلام فرمایا کہ ہمارے علم قدیم مین ایسا جاری ہوا
ہے کہ زینب رسول خدا کی ازواج مین داخل ہو پس درمیان زید و زینب کے
ناسازگاری پیدا ہوئی" منہاج صفحہ ۲۹۷ جب خدا نے محمد صاحب کو بتا دیا کہ زینب
تمہاری جورو ازل مین ہو چکی۔ مگر درمیان مین زید کی جورو کس ازلی غلطی سے
ہو گئی کہ حضرت پر داغ لگ گیا۔ اور زینب کو برہنہ حضرت دیکھکر وہ کلمات
اضطراب دل کے نکال چکے اور زینب کو معلوم ہوا کہ کیا معنی حضرت کے ہین
اور زید کو بھی یقین ہو گیا۔ تب زید کی طلاق کی ٹھانی پہلی نہین
اور اب زید ہر طرح مجبور تھا۔ بغیر جورو سے ہاتھ دہوئے گذارا نہ تھا۔ ورنہ سچے
اسلام یعنی محمدیت مین فرق آتا تھا۔ اے ہندی مولویو۔ ڈسکیویو۔ کانپوریو۔ اور
بجھیردیو۔ بٹالویو۔ علامہ عبد الرحمن الصفوری الشافعی کے نزہت المجالس جز ثانی
صفحہ مناقب امہات مومنین تذکرہ زینب پڑھو۔ اس مین لکھا ہے۔ کانت
بیضاء جمیلۃ سمینۃ فابصرہا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد حین عند زید فاعجبتہ فقال
سبحان اللہ مقلب القلوب وکان من خصائصہ صلے اللہ علیہ وسلم اذا رای امراۃ
واعجبتہ حرمت علی زوجہا وحرم علی زوجہا امساکہا وکانت نائمۃ فسمعت التسبیح فاخبرت
زوجہا زیدا بذالک فقال یا رسول اللہ ائذن لی فی طلاقہا فقال امسک علیک زوجک
واتق اللہ الخ یعنی زینب رنگ کی گوری حسین وجسیم تھی۔ پس اس کو نبی
علیہ نے دیکھا یا کچھ دنون بعد زید کے گھر مین پس حضرت کو وہ بھلی لگی

پس کہا سبحان اللہ مقلب القلوب اور یہ امر آنحضرت صلعم کے خصایص سے تھا کہ جب کسی عورت کو دیکھ پاتے اور وہ آپ کو بھلی لگ جاتی تو وہ حرام ہوجاتی اپنے شوہر پر اسطرح ہوجاتا شوہر پر اس عورت کا رکھنا زینب سوتی تھی اور اس نے تسبیح سن پائی پس اپنے شوہر کو خبر دی اس بات کی پس اس نے کہا یا رسول اللہ مجھکو اجازت دو تو میں عورت کو طلاق دوں حضرت نے فرمایا اپنی عورت کو اپنے پاس رکھ اور ڈر اللہ سے الخ ناظرین اس خصایص نبوی پر خوب غور کرو جس شخص کی عورت حضرت کو بھا جاتی وہ شوہر کو حرام ہوجاتی تھی۔ حضرت سے کلمات تحسین زبان سے نکالے عورت سمجھی کہ میں حضرت کو بھاگئی۔ مومنہ تھی۔ شوہر کو خبر کردی۔ شوہر بھی مومن تھا دونوں سمجھے کہ اب علاقہ زن و شوہری کا قایم نہیں رہ سکتا۔ اس وجہ سے طلاق ہوا۔ نہ زوجہ کا قصور ہے نہ شوہر کا۔ قصور اس خصایص نبوی کا ہے اگر حسنت جمیع خصالہ کہنے والے بھی مان لیں۔

دفعہ چہارم ۔ اخفائے عشق معہ آخر الامر زید نے اپنے دل میں ٹھان لیا کہ اب میں اس عورت کے ساتھ نہ رہونگا۔ اور انھوں نے آنحضرت کیخدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ میں زینب کو طلاق دینا چاہتا ہوں آپنے فرمایا "کیوں اس سے کیا قصور ہوا" زید نے عرض کیا "یا رسول اللہ اُس سے کوئی قصور تو نہیں ہوا۔ مگر اب میرا نباہ اُس سے نہ ہوگا" آنحضرت نے تب تاکید فرمایا کہ "جا اور اپنی زوجہ کی حفاظت کر اور اُس سے اچھی طرح پیش آ"۔ ... مگر زید اپنے ارادہ طلاق سے نہ باز آیا اور باوجودیکہ آنحضرت نے ایسا حکم دیا تھا لیکن اُس نے زینب کو طلاق دیدیا۔ آنحضرت کو زید کے اس فعل سے خاصکر اور زیادہ رنج ہوا" صفحہ ۳۰۹ و ۳۱۰
آپنے زید کو بہت روکا اور تلخی معاشرت پر صبر کرنے کو بہت نصیحت و ہدایت کی اور سخت الحاح و اصرار کیا" صفحہ ۱۹۹ فصل الخطاب حضرت کے عشق نے زوجہ و شوہر

کو الگ کیا محض اسوجہ سے زید زینب کو طلاق دینا چاہتا تھا۔ اور حضرت محض زبان سے کہتے کہ طلاق مت دے حالانکہ دلسے چاہتے تھے۔ کہ طلاق ہوجاوے اور طلاق سے بڑے خوش تھے۔ یہ قران کی نص سے بھی ثابت ہے "جب تو کہنے لگا۔ اُس شخص کو جسپر اللہ نے احسان کیا اور تو نے احسان کیا رہنے دے اپنے پاس اپنی جورو کو اور ڈر اللہ سے اور تو چھپاتا تھا اپنے دل مین ایک چیز اللہ اسکو کھولا چاہتا ہے۔ اور ڈرتا تھا لوگون سے" احزاب ع مفسرین نے اس آخری فقرہ وتخفی فی نفسک اللہ مبدیہ کے معنی عشق زینب بتائے ہین۔ چنانچہ جلالین مین ہے من محبتہا وان لو فارقہا زید تزوجتہا جس سے اظہر ہے کہ جو حضرت زبان سے کہتے تھے۔ اُس کے عین خلاف دل مین تھا مگر حکیم صاحب عیسائیون کی شوخی و جرات سخت قابل افسوس" بتلاتے ہین۔ جو وہ کہتے ہین کہ آنحضرت نے اوپرے دل سے زید کو منع کیا تھا" صنے ۱

جناب بندہ آپ شاہ عبد الحق محدث دہلوی کی شوخی و جرات کو دیکھیں وہ مدارج النبوۃ مین فرماتے ہین "حضرت نے فرمایا نگاہ رکھ اوپر اپنے اپنی زن کے تئین اور خدا سے ڈر لیکن خاطر انور اُس جناب کی چاہتی تھی۔ کہ زید اُسے طلاق دیوے لیکن شرم رکھتے تھے۔ کہ اُسے امر کرین زینب کی طلاق پر اور اس بات سے بھی اندیشہ فرماتے تھے کہ لوگ کہین کہ اپنے فرزند کی اہلیہ چاہتا ہے اور اہل جاہلیت جس عورت کو اپنے فرزند خواستہ سے منسوب کرتے تھے۔ حرام جانتے تھے جسطرح اپنی صلبی بیٹے کی جورو کو" صہ ۲ روضۃ الاحباب مین بجنسہ یہی ہے۔ دیکھو یہ معنی حضرت کے "بہت لغیت دنا ہیت و سخت الحاج واصرار" کیے ہین نگر ہان "خاطر انور اُسجناب کی چاہتی تھی" کچھ اور۔ اور حضرت نے زبان جاہلیت کے رسم کے موافق زید کی تبنیت کی تھی۔ اُسکو اپنا وارث ٹھہرا کر لوگون کو گواہ ٹھہرایا تھا۔ اور زید کا نام ابن محمد کا دیا تھا کیونکہ عرب

مین ہندؤن کیطرح منہ بولا بیٹا صلبی بیٹے کی مانند سمجھا جاتا تھا" فصل الخطاب
اول صفحہ ۱ حضرت نے بھی رسم ادا کی تھی۔ پس حکیم صاحب کا یہ فرمانا کہ "اگر لیپالک
کی جورو سے شادی منع ہے تو اسکا ثبوت توریت یا انجیل یا شرع محمدی (قرآن)
سے یا دلایل عقلیہ سے دیا ہوتا" صفحہ ۱۶۸ بالکل باطل ہے۔ کیونکہ دراصل شرع محمدی
نے شرع عرب تبنیت کو تسلیم کرکے زید کو محمد کا بیٹا بنا دیا تھا۔ اور کل حقوق
اُس کو وراثت وغیرہ کے حسب قواعد ملک عرب دلائے تھے۔ اس قاعدہ
کی روسے۔ اُس شریعت کی روسے۔ جسمین حضرت نے کبھی کوئی مضرت
ملکی یا اخلاقی نہین دیکھی تھی۔ بلکہ جسکے حسن کے قایل ہوکر خود اسکو بخوشی برتا
تھا۔ اُسی شریعت کی روسے زینب محمد صاحب پر حرام تھی۔ اب آج زینب
سے عشق کرکے حضرت اسی شرع محمدی کو اپنے فایدہ اور حظ نفس کے واسطے
منسوخ کرکے فرماتے ہین مین کسی کا باپ نہین اور تبنیت ناجایز ہے یہ مسموع
نہین اسوجہ سے حضرت خدا کی چوری کرتے تھے۔ زبان سے جھوٹھ بولتے تھے
کیونکہ لوگون سے ڈرتے تھے۔ بدنام ہونے کا خوف تھا۔ بدنامی کو یون مٹایا
کہ آسمان سے آیت بلائی۔

دفعہ پنجم۔ جب طلاق زینب کو زید نے دے دیا۔ ہمارے مُصنّف فرماتے
ہین "اُس واقعہ کے چند مدت بعد زینب نے آن حضرت سے کہلا بھیجا کہ زید نے
تو مجھکو طلاق دے دیا ہے اب میری پرورش آپ ہی پر موقوف ہے۔ پس
اسوجہ سے آنحضرت نے اُس سے عقد کرلیا" یہ بھی صریح خلاف واقعہ ہے۔
یارون کی من گھڑت جسکے لئے مصنف کوئی سند نہین دے سکتا۔ اصل یون ہی
کہ جب عدت زینب کی تمام ہوئی حضرت نے زید کو فرمایا جا زینب کو
واسطے میرے خواستگاری کر اور حکمت تخمیص کیتے ہین زید کے واسطے اسکام
کے یہ کہتے ہین کہ لوگ گمان نکرین۔ ٹھہراہ سے واقع ہوا ہے بدون رضامندی

زید کے" ص۹۵ سچ تو یہ ہے کہ یہ غیرت و یہ اطاعت کسی صحابی رضی اللہ عنہ
ہی کے دلمین ہوسکتی تھی - کہ زید ہی کی جورو لے جاوے - اور زید ہی سے
کہا جاوے کہ جاؤ بیٹا زینب کو ہمارا پیغام دے آؤ - صد آفرین آے زید
تمہارے دلپر - تم جہالت سے اپنے حقوق فرزندانہ ہی سمجھے تھے - غلامی نے اور
بدصحبت نے تمہارے آدمیت کو کھو دیا تھا - ڈسکوی صاحب نے ایک اور حیلہ
تجویز کیا ہے - آپ فرماتے ہین - کہ "آن حضرت کو فاصکر یہ فکر تھی کہ اگر زید
نے زینب کو چھوڑ ہی دیا تو مین اُسکی تلافی اور زینب کے لواحق کو جو اس معاملہ
کے سرانجام ہونے سے ایک گونہ صدمہ لاحق ہوگیا تھا اُسکی تلافی کے خیال
سے آن حضرت کا ارادہ ہوا کہ زینب سے خود نکاح کرلین" ص۹۵ دیکھو
قاضی جی شہر کے اندیشہ سے دبلے ہین کوئی اپنی جورو کو طلاق دے آپ
کو فکر دامنگیر ہے کہ اس سے نکاح کون کریگا حالانکہ زینب کے حق مین ایسی
فکر بھی بے سود تھی وہ حسینہ ماہ رو پری وش جسپر خود حضرت سو جان سے قربان
ہوگئے تھے - اس کو شوہرون کی کیا کمی تھی - اور اگر بقول آپکے اُس معاملہ کی
سرانجام ہونے سے ایک گونہ صدمہ "زینب اور اُس کے لواحق کو لاحق ہوگیا تھا
تو اسکی جوابدہی بھی حضرت کے سر پر نہ تھی اگر آپ کا یہ سخن درست ہے کہ
"حضرت زینب کو جب اپنے حسن وجمال اور شریف القوم ہونے کا خیال
آتا - تو اُس سے صبر نہو سکتا آخر زید اسکی آنکھون مین بہت حقیر لگتا رنجش شروع
ہوتے ہوتے لڑائی تک نوبت پہونچی اور زید بہت تنگ ہوجاتا" ص کہو
ایسی عورت جو اپنے شوہر کا دم ناک مین کرتی تھی - اور شوہر کو مثل کتے کے
حقیر جانتی تھی - اور لڑنے اور مارنے کو مستعد رہتی تھی - وہ کس رعایت کی
مستحق ہوسکتی تھی ؟ - کیا انھین بداطواریون کی شاباشی مین حضرت نے زینب
کو اُس کے مظلوم شوہر زید کی مان بنا کر اپنی جورو بنایا تھا ؟ مولویو! تمہاری عقل

کہان ہے ؟ پس اگر شوہر مین اور اُس مین بوجہ اُسکی اپنی بد اخلاقی و بد اطواری کے جدائی ہو گئی تھی تو کون شخص حضرت کو اس جدائی کا الزام دے سکتا؟ جدائی عشق ناجائز نے کرائی مولویو ایسے حیلون سے کیا ہوتا ہے حق بات صرف یہ ہے کہ زینب حضرت کے دل مین بس گئی تھی - وہ اُسکو کسی نہ کسی بہانہ سے لینا چاہتے تھے بلی اللہ کے نام پر چوہے نہیں مارتی ہے -

"القصہ زید بموجب فرمان از سر صدق و اخلاص روان ہوا" "زید کہتا ہے کہ جب زینب کے گھر آیا مین میری آنکھون مین ایسی بزرگ معلوم ہوئی کہ مین اُس کی طرف نگاہ نکر سکا" منہاج النبوۃ - آفرین ہے تیرے ادب پر! ابھی تک زید "ابن محمد" کہلاتا ہے - یہ ہمیشہ محمد صاحب کو اپنا باپ سمجھتا تھا - اب بھی سمجھتا ہے - زید اُسکی جورو اب محمد کی جورو ہونے والی ہے - لاشک اُسکی آنکھ مین "ایسی بزرگ معلوم ہوئی" کیونکہ مان تھی - حتی کہ اس کیطرف نگاہ نکر سکا" اے کاش زینب محمد صاحب کو ایسی خورد معلوم ہوئی ہوتی - جیسی بزرگ اب وہ زید کی آنکھون مین تھی - کہ وہ اسکی طرف نگاہ نہ کر سکتے - پس نہ زینب نے پرورش کی درخواست کی نہ پیغام نکاح مین سبقت کی نہ زید سے طلاق پانے پر اُسے یا اُس کے لواحق کو صدمہ پہونچا اور نہ یہ ہوا اور نہ وہ ہوا - یہ سب بے صبری تھی - حضرت کی جوان سے عشق نے انسے کرائی - زینب کو کوئی ضرورت پرورش کی نہ تھی - نہ اُسکو نکاح کی عجلت تھی - وہ حضرت کی بے صبری اور اضطرابی سے واقف تھی - چنانچہ لکھا ہے کہ محمد صاحب نے زینب سے نکاح بھی نکیا نہ کوئی شاہد ہوا - زینب کو معلوم بھی نہ تھا کہ یکایک اُس کے گھر مین آ گھسے اور اُس سے مقاربت کر لی جس سے اسکو از حد تعجب ہوا - چنانچہ "مروی ہے کہ حضرت زینب کے گھر تشریف لیگئے -

درحالیکہ وہ سر برہنہ تھی عرض کی بے گواہ یارسول اللہ فرمایا اللہ الزوج و جبرئیل شاہد" ص۹۶ اللہ اور جبرئیل سے بھی نہ شرمائے -
ایک امر یہان گوشگذار کرنا منظور ہے کہ زینب نے جو کہا "بے گواہ یارسول اللہ" تو یہ عین شریعت اسلام تھی - اور محمد صاحب نے زینب سے بے گواہ صحبت کرکے شریعت سے قطعی انحراف کیا - کیونکہ جامع ترمذی کتاب النکاح مین ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زنا کرنے والی ہین وہ عورتین کہ نکاح کرتی ہین اپنا بغیر شاہدون کے" چنانچہ اس صریحی زنا کاری سے بچنے کے لئے اس نے حضرت سے کہا - (اور وہ خود حضرت کی شریعت کے مطابق تہا) کہ "بے گواہ یارسول اللہ" مگر حضرت جوش مین تھے - اور نہ شرمائے فرمایا اللہ وجبرئیل گواہ ہے - اور اللہ تو گواہ ہے - اور جبرائیل بھی کون چیز ان آنکھون سے پوشیدہ ہے - مگر روز حساب اُنکی شہادت کا حال کھلیگا پس حضرت نے بلا نکاح وبے گواہ زینب سے صحبت کی اور اس قسم کی صحبت شرع اسلام کے مطابق زنا ہے - جسکی تاریخی نظیر صرف مسلیمہ وسجاح کا ازدواج بے وقوع نکاح ہوسکتا ہے - مگر اسمین معصیت کم تھی - پادری مولوی ڈاکٹر عماد الدین صاحب نے اس آسمانی نکاح کے جواز پر عمدہ ریمارک کیا ہے - جسکو ڈسکوہی صاحب اڑا گئے "مین کہتا ہون کہ آسمان پر ہی جاکر جورو خصم کھلاؤ - دنیا مین جو خلاف دستور کام ہے - جورو خصم نہین کھلا سکتے - بلکہ گناہ کا میل ہے" تاریخ محمدی ص۲۳ لیس ڈسکوہی صاحب کا خصم کے مقابلہ مین یہ فرمانا کہ جس امر کی شارع کو خود اللہ تعالے نے خبر دیدی اسمین چون وچرا کرنے والا کون" ص۲۴ ہمکو تعجب مین لاتا ہے - اے حضرت اسی الہام ووحی پر تو ہم کو اعتراض ہے - آپ اسکو سند اً پیش کرتے ہین - ہم تو یہی کہتے ہین کہ محمد صاحب نے خدا پر بہتان باندھا زنا کیا اور اسکو حکم خدا بتلایا -

دفعہ ششم زید بن حارثہ۔

روضۃ الاحباب میں لکھا ہے کہ "چون آن سرور زینب را بخواست منافقان مدینہ زبان طعن کشودند و گفتند کہ محمد زن پسر خود را خواست آیت آمد۔ ما کان محمد ابا احد رجالکم (یعنی محمد تم میں سے کسی کا باپ نہیں ہے) و این آیت نیز نازل شد۔ ادعوہم لاباہم ہو اقسط عند اللہ (یعنی پکارو لےپالکون کو اُن کے باپ کا کہکر یہ زیادہ بھلا ہے۔ خدا کے آگے) ص۵۹۹ چنانچہ عینی بھی پہلی آیت کی تفسیر میں یہی تصریح کرتا ہے جلد ۲ ص۲۰۳ اس سورۃ میں جسمین زید و زینب کا ذکر ہے ع حضرت نے اپنی جورُون کو مسلمانون پر حرام ٹھرایا ہے اور قران میں یہ آیت بھی نازل کی گئی ہے۔ ازواجہ امہاتہم احزاب ع محمد کی جورُوئیں مسلمانون کی مائین ہین۔ اور اس سے دلیل حرمت یون آشکارہ ہوئی ہے۔ ازواج او مادران اند و مادر بر فرزند حرام است" عینی۔ دیکھو یہ منطق! اپنی جورُونکو مسلمانون پر حرام کرنے کے لئے مسلمانون کی مائین بناتے ہین اور ابھی تک زید کو اپنا بیٹا بنائے رہے۔ اور آپ اُسکے باپ بنے رہے مگر اب کہتے ہین "محمد باپ نہین کسی کا تمہارے مردون مین"۔ احزاب ع تاکہ ابا کہنے والون کی جورُوئین حرام نہ ہو جاوین۔ مگر محمد کی جورُوئین ایمانداروں کی مائین "بدستور ہین یعنی ازواج حضرت تو ایمانداروں کی امان ہین مگر حضرت اُنکے ابا نہین۔ یہ کیا ایمانداری ہے؟۔

"سید صاحب کا یہ فرمانا بہت بیجا ہے کہ "اس پر مشرکین قریش نے بڑا غل مچایا حالانکہ خود اُنکا یہ حال تھا۔ کہ اپنی ماؤن اور خوشدامنون سے شادی کر لیتے تھے۔" اور ڈاکٹر لیٹنر بھی وہی آواز بازگشت سناتے ہین "عرب کے جاہل بت پرست اپنے متوفی باپ کی عورتون کو بجز اپنی حقیقی مان کے اپنی حرم مین داخل کر لیتے تھے" لکچر ہند ص۱۱۔ یہ بھی جھوٹ ہے۔ اور ہستان شعرا اہل عرب کا مجمع

صاحب پر الزام لگانا ہرگز بیجا نہین کیونکہ دراصل اُنکے اخلاق اس مادہ مین بہت اچھے تھے وہ اپنی ماؤن سے یا بہوؤن سے شادی کو حرام سمجھتے تھے چنانچہ ابوالفدا مین اہل عرب قبل اسلام کے بیان مین مذکور ہے کہ "وہ لوگ مان اور بیٹی سے نکاح نکرتے تھے - اور دو بہنون کو جمع کرنا اُنکے نزدیک بہت بُرا تھا - اور جو شخص اپنی باپ کی جورو کو اپنے گہر مین ڈال لیتا اُسکو بُرا جانتے تھے - اُسکو مادر..... کہتے تھے" صہ۲۳ یہ لوگ ایسے بے حیا نتھے - بہرکیف اس مین شبہہ نہین ہوسکتا کہ زید کو اپنی جورو چھن جانیکا اتنا رنج نہوا ہوگا - جتنا اس خطاب زید بن محمد کے چھن جانیکا - ان پر ستم ہوا افسوس زید لٹ گئے !!! اس تک حضرت اُنکو اپنا بیٹا بنائے رہے - مگر اب نیا سلوک کیا جاتا ہے ٹھیٹھ ہندی مین اسکو چچا بنانا کہتے ہین -

دفعہ ہفتم زید کی وفاداری -

سید امیر علی صاحب نے اپنی انگریزی کتاب کے حاشیہ صہ۴۲۶ مین ایک نئی بات یہ بھی تحریر فرمائی ہے کہ "سب سے بڑی معیار بنی کی پاکبازی کی یہ تھی کہ زید نے اپنے آقا کے ساتھ جانبازی مین کبھی کوتاہی نہ کی" اور حکیم صاحب رقم طراز ہین کہ "اگر اس عقد مین کوئی امر معیوب اور قادح نبوت ہوتا تو یقیناً اول منکر زید ہوتا" فصل الخطاب اول صہ۱۷ ہم کہتے ہین کہ منکر ہو کر کسی قاضی کے پاس فریاد کرتا - اور اگر انکار و بے وفائی نہین کی تو یہ زید کی تعریف کی بات ہے اور محمد صاحب کا جرم اور بدتر ہوتا ہے - پر اگر زید کی جانبازی کا قصہ درست ہو - تو ہم اسکا آپ سے زیادہ قابل اطمینان سبب بتائے دیتے ہین - آخر زید غلام رہچکا تھا غلامی انسان کے دلپر بُرا اثر پیدا کرتی ہے - طبعی آزادی حمیت و غیرت اس سے بالکل دور ہوجاتی ہے - اگر آقا اپنے غلام کی جورو چہین لے یا اس کے بچون کو اس سے جُدا کردے تو وہ صبر کرتا ہے - حالت مجبوری مین بھی

حادثات اس کے دلپر کوئی غیر معمولی اثر نہیں پیدا کرتے - جب زینب باوجود اس واقعہ کے زید کو "ایسی بزرگ معلوم ہوئی" اور اسکو اُسے اپنی مان بنانے ہوئے کوئی ملال نہ ہوا تو زید کو محمد صاحب کی وہ حرکت جو چاہئیے کیسی ہی زشت و زبون کیون تھی - کیون کر بُری معلوم ہو سکتی - جب خود قران مین اسی معاملہ کی بابت وارد ہوا "کام نہین کسی ایماندار مرد کا نہ عورت کا جب ٹھہرا دے - اللہ اور اُسکا رسول کچھ کام کہ اُنکو رہے اختیار اپنے کام کا اور جو کوئی بے حکم چلا اللہ کے اور اُس کے رسول کے سو راہ بھولا صریح چوککر" احزاب ع جہان خدا کے علم قدیم مین یہ ٹھہر چکا تھا - کہ زینب محمد کی جورو ہو گی - وہان یہ بھی ٹھہر چکا تھا - کہ بچارے زید کی جورو محمد لیلینگے - اب اللہ نے محمد صاحب کا نکاح زینب سے کر دیا - جبرئیل شاہد ہے - یہ قسمت کی بدی تھی - رضا بالقضا - اسلام کے معنی ہی ہین "گردن نہادن"

دفعہ ہشتم - غیرت صحابہ کرام -

حکیم صاحب تعلی کی لیتے ہین اور فرماتے ہین "بڑے بڑے غیور جری صحابہ جو یقیناً ہمون اور باجگیرون سے بہت بڑھکر وقعت و غیرت مین تھے - جو اسلام کے رکن تھے - بہت جلد ہاں اُسی دم ٹوٹ پھوٹ جاتے اگر محمد صاحب کا یہ فعل معیوب وقادح نبوت ہوتا ص ۱۷۱ و ۱۷۲ اب ہمکو مجبوراً دکھلانا پڑا کہ حضرت محمد صاحب کے صحابہ کے دل مین غیرت کو بہت بڑی گنجایش نہ تھی - چنانچہ مدینہ مین جو عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن الربیع مین حضرت نے برادری قایم کی تھی - ایک دن سعد نے عبد الرحمن سے کہا "اے بھائی میرے پاس دولت بہت ہے - مین ایک حصہ مین تیرے ساتھ شریک ہونگا - اور دیکھ میری دو جورو ئین ہین - انمین سے جسکو تو چاہتے پسند کر لے اور مین اسکو طلاق دیدونگا کہ تو اُسے جورو بنا لے - چنانچہ سعد نے طلاق دیدی اور اُن کے بھائی عبد الرحمن نے

اس سے نکاح کر لیا اور سعد کیساتھ رہا کئے۔ (اسکو میور صاحب نے بحوالہ کاتب الواقدی اپنی جلد ۲ صفحہ ۲۷۳ مین لکھا ہے) اور مفسر ابو السعود اپنی تفسیر جلد ہفتم صفحہ ۸۴ مین انصار اور مہاجرین کی رسم جورو بدلول کے صدر الاسلام مین جواز کا ذکر کرتا ہے اور اسکو حضرت داؤد کی سنت قرار دیتا ہے۔ ہمارے زمانہ کے مولوی صاحبان زیادہ باغیرت ہین وہ اس قسم کی برادری مثل صحابہ کرام کے نباہنے کے لئے راضی نہ ہونگے۔ اسی طرح روضۃ الاحباب جلد اول۔ آخر کے قریب درباب جواز مزاح حق و ظرایف و لطایف صفحہ ۱۷۹ مین مرقوم ہے کہ "مرویست کہ ضحاک ابن سفیان کلابی مردے بود بغایت قبیح الوجہ آمد با پیغمبر صلعم بیعت کرد و عائشہ پیش حضرت نشستہ بود پیش از نزول آیت حجاب اگہ گفت پیش من دو زن ہستند احسن ازین حمیرا یعنی عائشہ یکے را ترک کنم تا تو او را بخواہی" زید کیطرح ضحاک یا سعد سے نہ غیرت مین زیادہ تھے۔ اور نہ وفاداری محمد صاحب مین کم۔ پس ملا باقر مجلسی کا یہ قول بہت درست ہے کہ "زید گمان کرد کہ حسن زینب حضرت را خوش آمدہ است" اور اس نے طلاق دیدیا۔ بلکہ اپنی جورو خود محمد صاحب کو سونپ دی۔ اُس زمانہ مین ایسی باتین ہوا کرتی تہین۔ تعجب نہین۔ اب یہ باتین دیوثی کہی جاتی ہین۔ اس سے مسلمان بھی تامل کرتے ہین ہم نے تو کسی چوہڑے اور بھنگیر کی ایسی بے غیرتی نہین سنی۔ یہ صحابہ کا حصہ تھا۔ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے خطبہ مین حرمت خنزیر کے باب مین فرمایا تہا کہ منجملہ دیگر حیوانات کے ایک یہی بڑا بے غیرت ہے۔ اور حیوانات اپنے مطلوب مادہ پر دوسرے حیوانات کا مقابلہ اور غیرت کرتے ہین اس غیرت سے خالی ہے تو صرف یہی ایک حیوان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ اس جانور کا گوشت کھانیکے عادی ہین۔ انہین وہ غیرت نہین ہوتی ایک کی جورو کو دوسرا ہاتھ مین ہاتھ ڈالکر خلوت مین لیجائے تو وہ غیرت نہیں کرے" صفحہ ۳۲۵ اشاعت السنت نمبر ۱۱ جلد ۱۷۔ مولوی صاحب کے

شاید معلوم نہ تھا - کہ صحابہ کرام ایک دوسرے کو اپنی جورو کا ہاتھ خود پکڑ اکر
خلوت مین بھیجدیتے تھے - شاید حکم حرمت خنزیر کے قبل کا یہ واقعہ ہو -

دفعہ ششم ازالتہ الشکوک -

(۱) مولوی فیروز الدین صاحب فرماتے ہین ؏ رسول خدا پہلے ہی کنوار پنے
مین زینب کو بلا مزاحمت اپنے نکاح مین لا سکتے تھے" اگر حضرت زینب کے
حسن کے خواستگار ہوتے ص۵۵ اسکا جواب ہم اس فصل کی دفعہ سیوم مین
دے چکے ہین - اور یہان پھر یاد دلاتے ہین کہ الزام صرف یہ ہے - کہ حضرت
شہوت پرستی کے لحاظ سے اپنی نفس پر قادر نہ تھے - جسوقت کوئی عورت
اُنکے دل مین بس گئی فوراً چاہے کچھ ہی کیون نہ ہو اس سے مل بیٹھتے زینب
اگر اسوقت اُنکے دل مین بس جاتی تو آج یہ نوبت نہ آتی اسوقت اُنکے دل مین
اپنے واسطے اُسکے لئے جگہہ نہ تھی شفقت پدرانہ سے اپنے عزیز فرزند زید کو
دیکر اُسکو اپنی بہو بنانا اور زید کا مرتبہ بڑہانا منظور تھا - مگر اتفاقاً جو اسکو غسل کرتے
ایک نظر دیکھ پایا آتش شہوت افروختہ ہوئی اور تاب صبر باقی نہ رہی اور وہ
کیا جو کیا - اس طرح زینب کو دیکھنے کا آپکو اتفاق پہلے کبھی نہ پڑا تھا پس
پہلے نکاح نکرنے کا سبب بھی موجود تھا - اور مابعد نکاح کرنے کی اضطرابی کا بھی

(۲) حکیم صاحب نے ایک عذر یہ بیان کیا ہے کہ "قوم اور ملک اور رسوم کے
مخالف حضرت کو دو عظیم مشکلون کا سامہنا پڑا ایک تو خدا کے قول و فعل کے
مطابق تبنیت کا توڑنا اور دوسرا ایک مطلقہ عورت سے جس سے شادی
کرنا - عرب جاہلیت مین سخت قابل ملامت و نفرت اور ذلت تصور کرتے تھے
نکاح کرنا - مگر چونکہ عقلاً و رسماً و شرعاً یہ افعال معیوب نہ تھے - اور ضرور تھا کہ مصلح
وہادی خود نظیر بنے تاکہ تابعین کو تحریک و ترغیب ہو" فصل الخطاب ص۱۷۱
اول رسم تبنیت کا توڑنا - حضرت نے اس رسم کو خود اختیار کیا تھا - زید کو اپنا

بیٹا بنایا تھا۔ اُسکو اپنا وارث گردانا تھا جیسا بتایا گیا۔ زینب کا نکاح سنہ ۵ھ
مین ہوا جس کے قبل ۱۸ سال تک آپ اس رسم کو اپنے زمانہ نبوت مین
بھی برستے رہے اور اس مین کوئی رسمی یا عقلی یا شرعی عیب نہ دیکھا۔ اگر یہ خدا
کے قول و فعل کے مطابق "نہ تہا۔ تو ۱۸ سال زمانہ نبوت مین حضرت کیا کرتے
رہے تھے۔ اور کیون اس گمراہی مین مبتلا رہے۔ پھر اگر یکایک معلوم ہو گیا
کہ وہ رسم معیوب ہے تو کیا صرف یہ کہدینا کہ خدا حکم کرتا ہے کہ متبنیٰ بیٹے اصلی
بیٹے نہین اور تبنیت اسلام مین شرعاً ناجائز ہے اس رسم کو مٹانے کے لئے کافی
نہ تھی۔ کیا ضرور تھا۔ کہ تبنیت کو ناجائز ثابت کرنے کے لئے متبنیٰ کی جورو چھینی
جاوے؟ دیکھو شراب اسلام مین ایک مدت تک حلال رہی مابعد حرمت شراب
کا حکم ہوا شراب حرام ہو گئی۔ ڈسکوی صاحب فرماتے ہین "آنحضرت صلعم
کا یہ فعل لوگون کے لئے علمی نمونہ اور نظیر ٹہر کر عرب اور تمام دنیائے اسلام سے
یہ واہی رسم ہمیشہ کے لئے اُٹھ گئی" ص۱۱ و ۱۲ اور پھر یہ بھی کہتے ہین کہ "عربون
مین یہ رسم پہیل رہی تھی کہ جو شخص اپنی عورت کو مان کہہ بیٹھتا وہ اس کے حق مین
بمنزلہ حقیقی مان کے ہو جاتی اور ہمیشہ کے لئے اُس سے جدا ہو جاتی اللہ تعالیٰ
نے اُن دونون رسمون کو (ظہار اور حرمت متبنیٰ) توڑ ڈالا" ص۱۹ اب سوچو
تو کہ ظہار سے قدیم رسم جس سے وہ زوجہ جسکو مان کہا جاتا تہا شوہر پر حرام ہو جاتی
بلا کسی "علمی نمونہ اور نظیر" کے ٹوٹ گئی سکو کوئی ضرورت نہ ہوئی کہ حضرت اپنی
جوروؤن مین سے کسی کو پہلے اماں کہین اور پھر اُس کو اپنے اوپر حلال
گردان کر نمونہ بنتین حالانکہ خدیجہ کو جو آپ کو "نور دیدہ" کہا کرتی تہین
(حیات القلوب ص۹۵) ما آسانی تمام آپ ایسا کہہ سکتے تھے کیونکہ عمر
کے اعتبار سے آپ لوگون کی عندیہ مین حضرت اُن بڑی بی کے روبرو
بالکل صاحبزادے تھے۔ تو پھر اگر حضرت اپنے متبنیٰ کی جورو لئے بغیر اُس

رسم کو مثل ظہار کے توڑ واڑاتے تو کیا خرابی برپا ہوتی ۔ مولویو ذرہ ہوش کی باتین کرو ۔ حکیمون اپنے دماغ کا علاج کرو ۔ نئی روشنی والو عقل کے ناخن لو ۔ اس واقعہ کے قبل جب آپ چاہتے تبنیت کو ناجائز قرار دیتے ۔ مگر نہین آج ناجائز قرار دیتے ہین ۔ جب متبنٰی کی جورو پر عاشق ہوئے اُسے برہنہ دیکھا ۔

دویم مطلقہ عورت سے نکاح کرنا کہ عرب جاہلیت مین اس کو حرام سمجھتے تھے آپ ثابت کرین ۔ یہود مین بھی یہ فعل ناجائز نہ تھا ۔ اور زینب کے نکاح کے قبل مسلمان مطلقہ عورتون سے نکاح کیا کرتے تھے ۔ چنانچہ دفعہ ہشتم مین ہمنے دکھلا دیا کہ مہاجرین اور انصار عموماً اس واقعہ کے ۵ برس قبل بھی مطلقہ عورات سے بڑی آرزو کے ساتھ نکاح کرلیا کرتے تھے ۔ اور حضرت کی زوجہ میمونہ کے ایک شوہر کا نام مسعود بن عمر تہا ۔ اُس سے طلاق پاکر اُس نے دوسرا شوہر کیا تہا جسکی وفات پر وہ حضرت کی جورو بنی تھی ۔ روضۃ الاحباب صفحہ ۵۹۸ اور حضرت کی ایک اور جورو لیلی بنت حظیم کا ذکر ہے ۔ کہ اُس نے حضرت سے طلب فسخ نکاح کیا ۔ اور حضرت نے اُس کے نکاح کو فسخ کیا اس نے جاکر دوسرا شوہر کیا اور بیچے جنے منہاج جلد دوسری صفحہ ۸۸ اسی طرح حضرت کی جورو زینب ام المساکین نے اپنے ایک شوہر طفیل سے طلاق پاکر دوسرے شوہر عبیدہ سے نکاح کیا تہا ۔ پس اس کی بھی مطلق ضرورت نہ تھی ۔ کہ آپ نظیر بنین آپ سے پہلے لوگ اُس کی نظیر بنے ہوئے تھے ضرورت صرف اس کی تھی کہ حضرت متبنٰی کی جورو سے عشق لگاوین اور اُس کو طلاق دلواکر جورو بنائین اور خدا پر بہتان باندہین اور بندون کو گمراہ کرین اور اپنے حامی مولویون کو نادم کرائین ۔ مولوی صاحب ہم کو بتلاوین تو کہ حضرت کی اس سنت کے بعد کتنے لوگون نے اپنے متبنٰی

فرزندون کی جوروُن سے نکاح کیا اور عرب کو فایدہ پہونچایا ؟ -
ڈسلوی صاحب کے اعتقاد حضرت کی صفائی مین یہ بھی فرماتے ہین اور یہ
انہین کے حصہ کا ہے کہ "اگر کچھ دال مین کالا معاذ اللہ ہوتا تو یہ حال آپ کی
کتاب قران مجید مین کیون مذکور کیا جاتا - کوئی بھی ایسی خفیہ بات کو یون
اشتہار دیا کرتا ہے - دشمنون کے مذاق پر پوشیدہ یا بغیر تصریح ہی کارروائی
معاذ اللہ ہوسکتی تھی - قران شریف مین بہر نمط اس کے ذکر سے کچھ فایدہ نہ تھا
پھر کون اس قصہ کو ہمیشہ یاد رکھتا چند روز مین صورت قصہ کی بدل جاتی" صفحہ ۵۶
اجی حضرت اونٹ کی چوری نہورے نہورے! زید محمد صاحب کا ۲۲ برس
کا فرزند ابن محمد - اس کی جورو پری تمثال پر غسل کی بے ستری مین آپ کا
عاشق ہونا - زید کا طلاق دنیا - اور محمد صاحب کا جورو بنانا ع نہان کئے ماند
آن رازے کزو سازند محفلہا - یہ دال مین کالا نہین بلکہ دال مین بھنیسا تہا
کیا حضرت کے امکان قدرت مین تہا - کہ اسپر راکھہ ڈال دیتے اس معاملہ کا دشمن
کے مذاق پر پوشیدہ یا بغیر تصریح رہنا "یارون کی کوشش سے باہر تھا - اور
ایوان نبوت مسمار ہوا جاتا تھا - بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا - کہ حضرت خدا
پر بہتان باندہین اور اپنی بریت قران سے چاہین اور جاہل گنوارون کی
مت مارین - پس قران مین یہ معاملہ آیا اور اس وقت حضرت کی نبوت کی
قلعی نہ کہلی - پس قران شریف مین بہر نمط اس کے ذکر سے یہ کچھ فایدہ تھا"
اگر قران مین یہ قصہ یون نہ آتا تو یہ تو سچ ہے کہ "کون اس قصہ کو ہمیشہ یاد
رکھتا" مگر پھر یہ بھی سچ ہے کہ حضرت کی نبوت طاق نسیان مین رکھی ہوئی
ملتی اور آج مولوی صاحبان کا وجود نہ ہوتا - اس قصہ کی مثال یون ہے
کہ آپ عشق زینب کو جسم نبوت پر ایک دُنبل تصور فرماوین - قران مین اسکا
وجود ایک نشتر ہے جس سے مواد خارج کرکے ایک دوامی داغ لگا دیا مگر

نشتر نہ لگتا تو مریض مدت کا مر چکتا اس داغ نے بچا لیا مگر دیدۂ بصیرت چاہیے
مولوی صاحب بتائین تو کہ بجز اس کے اور کون کارروائی ہو سکتی تھی" - کیا یہ
کہ حضرت زینب کو چھپے چھپے اپنے پاس رکھتے اور وہ ہمیشہ زید کی جورو کہلاتی
اور کسی کو خفیہ کارروائی کی خبر نہ ہوتی - ہان ہم مانتے ہین کہ یہ ممکن تہا - کہ
حضرت زید کو راضی کر لیتے اُسکا راضی ہونا دشوار نہ تھا - مگر عائشہ اور حفصہ سے
کیسے بچ سکتے جنہون نے ایک دم مین ماریہ لونڈی کا ملال (جو آگے آویگا)
فاش کر دیا تھا - وہ اس تعلق کو بلا تامل مشتہر کر دیتین اور حضرت کی دقتین
اور بڑھ جاتین - حضرت نے جو تجویز سوچی وہ تمام تجویزون سے بہتر
تھی اور اُسکی مصلحت ہم نے دکھلا دی - ابتو مولوی بھی ہماری داد دینگے

دفعہ دہم مطاعن - اس نکاح سے حضرت پر یہ الزام لگتے ہین

(۱) اُنہون نے جس رسم کو مانکر زید کو اپنا بیٹا بنایا تھا - اور جس رسم کو
ایک مدت تک مانتے رہے تھے - اور جسمین کوئی خرابی نہ تھی اسکو محض
اپنی غرض نفسانیہ کی وجہ سے توڑا تاکہ اُنپر سے الزام دفع ہو - حالانکہ اُسکا
ایک جز اپنی غرض کے لئے ہمیشہ مانا کئے یعنی اُنکی جورو اُن مسلمانون کی مائین
ہین - پر یہان ڈسکوی صاحب کے مُنہ مین زبان نہین کہ فرماوین " صرف
مُنہ سے کہدینا باہمی ناطہ رشتہ مین کوئی قادح امر نہین ہو سکتا باہمی رشتہ
ناطہ کے وقت نسب اور حقیقت کا اعتبار ہوگا - اور عقل بھی یہی چاہتی ہے "
صہ جب محمد صاحب فرماتے ہین ازواجہ امہاتہم نہ معلوم اس وقت آپکی
عقل کہان چرنے چلی جاتی ہے -
(۲) ایک عورت شوہر دار جسکا شوہر مثل فرزند کے آپ سے علاقہ محبت
رکھتا تھا - اس سے حضرت نے عشق لگایا -
(۳) حضرت چاہتے تھے کہ زید زینب کو طلاق دے مگر دل کے خلاف

دکھانے کو زبان سے منع کرتے تھے۔

(۴) زید وفادار کی سادہ لوحی اور ناسمجھی سے ناواجب فائدہ اُٹھایا اور اُس سے وہ کرایا جو کوئی نہ کرتا۔

(۵) ان تمام باتون کو حضرت نے خدا کے حکم سے منسوب کیا اور خدا پر الزام لگایا کہ اُس نے اُنکو حکم دیا کہ زینب سے اسطرح نکاح کر لین اور خود نکاح خدا نے کر دیا۔ ایسی ناپاک باتون کو خدا سے منسوب کر کے سخت کفر کیا۔

نہم جویریہ کے حالات :- ایک زوجہ آپ کی جویریہ بنت حارث تھین جویریہ کو ایک مسلمان نے لڑائی بنی مصطلق مین گرفتار کر لیا تھا۔ اوس سے اُس نے اقرار کر لیا تھا کہ کچھ روپیہ لے کر مجھے ازاد کر دینا جویریہ نے آنحضرت سے اتنا روپیہ طلب کیا۔ آپ نے اُسکو مرحمت فرمایا اس عنایت کا معاوضہ اور اپنے رہا ہو جانیکا شکریہ جویریہ نے یہ ادا کیا کہ آپ سے عقد کر لیا جو نہین مسلمانون نے اس عقد کا حال سنا کہنے لگے۔ اب بنی مصطلق پیغمبر خدا کے اعزا مین داخل ہین پس اُن سے اسی طرح پیش آنا چاہیے۔۔۔ چنانچہ قریب سو اسیرون کے مع عیال و اطفال رہا کر دیئے" صنہ ۲۱ اس کے حالات سید صاحب نے بڑے تصرف کیساتھ بیان کئے ہین جسمین صرف حضرت کی فیاضی اور کرم دکھلانا منظور ہے مگر حضرت اس کو آزاد کرلنے کے قبل اس پر عاشق ہو چکے تھے۔ اور اسی باعث سے آزاد کرایا تہا۔ کہ جورو بنائین کیونکہ "یہ عورت نہایت شیرین اور ملیح اور صاحب حسن و جمال اس درجہ مین تھی کہ جو اُسے دیکھتا فریفتہ ہوتا۔ عمر اس کی ۲۰ سال کی تھی" منہاج صنہ ۸۶۹-۷ اسکو دیکھکر حضرت ضبط کیسے کر سکتے تھے یہی فریفتہ ہو گئے چنانچہ خود حضرت کی پیاری بی بی عائشہ سے منقول ہے کہ رسول خدا ایک چشمۂ آب پر میرے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ یکایک جویریہ پیدا ہوئی آتش غیرت میرے درمیان پڑی کہ مبادا

حضرت طرف اُس کے رغبت کرین اور سلک ازواج مین اپنے اُسے داخل
ایضاً یہ عورت بھی سن چکی ہوگی کہ اُسکے متاع حسن و جمال کا خریدار اس ملک
مین کون ہے اور کون سب سے زیادہ قدر کرے گا چنانچہ وہ حضرت
کے پاس آئی اور بیان کیا کہ مین اسیر ہون۔ اور جسطرح بلی خدا کے سامنے
چوہے نہین مارتی حضرت بھی نام للہ عورت رہا نہین کرتے۔ آپ کی
غرض اور ہے عشق مین مبتلا ہوچکے تھے اپنے دل کو آزاد کرتے ہین فرمایا
تیری مراد حاصل کرتا ہون ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور تجھے اپنے حبالہ نکاح مین لاؤن"
صفحہ مگر ایک بات یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ عورت حارث سپہ سالار بنی مصطلق
کی دختر تھی اُسکا باپ اُسکا فدیہ دینے والا تہا۔ چنانچہ واقدی مین لکھا ہے
کہ وہ واسطے فدیہ دینے اپنی لڑکی کے آیا تہا۔ اور نکاح کرنا حضرت کا جویریہ
سے ناگوار ہوا مگر اُس کے قرابت دارون مین سے ایک نے عقد تزویج جویریہ
کا حضرت علیہ السلام سے کردیا تہا۔ تب حارث نے اس بات پر اُس شخص کو سخت
ملامت کی" واقدی صفحہ ۳۰۲ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کو بھی حارث کے آنیکا
اندیشہ تھا [illegible] کہ وہ نکاح سے مانع ہوگا۔ فدیہ دے کر چھڑا لیجاوے گا اسوجہ
سے حضرت نے جلدی کی جہٹ سے نکاح کی ٹھہرائی اور جویریہ کے رشتہ
دارون کو اسیری سے رہائی کا وعدہ بشرط نکاح دے کر اُن کو نکاح کرنے
پر راضی کرلیا۔ جس کو حارث نے نفرین کی نگاہ سے دیکھا۔ اور یہان سے
جویریہ کے لوگون کی رہائی کا سبب عیان ہے پس بنی مصطلق کے اسیرونکا
رہا ہونا یہ کوئی بڑی فیاضی نہ تھی اول تو یہ اُنکے خدمات کا صلہ تھا۔ یا نہ سہی
حضرت نے اپنی معشوقہ کا دل خوش کرنے کو یہ کیا ہوگا۔ اور اسمین کچھ اپنی
کا نقصان سے کیا کھویا۔ مال مفت دل بے رحم۔ مسلمانون نے اپنے سپہ سالار
محمد کی خوشنودی کے لئے یہ کیا اور ایسا ہوتا ہی ہے۔ مگر نہین اسمین

سی بڑا بھید تھا۔ حضرت کا سراسر فائدہ تہا۔ کیونکہ جویریہ کا مداق یعنی
کابین مہر آزادی بنی مصطلق کے اسیرون کی گردانا۔ واقدی بھی لکھتا ہے
کہ ”رسول خدا صلعم نے جویریہ بنت الحارث سے نکاح کیا اور مہر اسکا
یہ مقرر کیا کہ بعضے جو قوم جویریہ سے اسیر تھے۔ اُنکو رہا کردیا اور یہ امر بعد آنے
حارث کے ہوا“ ص ۳ اور یہ شرط اول اس وجہ سے ہوئی کہ رشتہ دار اسکے
نکاح مین عذر نہ کریں ورنہ باپ جویریہ کا سخت مخالفت پر تھا۔ دوئم مہر
کے تاوان سے نجات پاوین سوم عورت کا دل خوش کرکے اُس سے
اپنا جی ٹھنڈا کرین۔ بہرحال نکاح تو کیا ہی تھا کچھ مہر بھی چاہیئے۔ ایسی
شیرین و ملیح حسین و جمیل نوعروس سپہ سالار بنی مصطلق کی بیٹی کا کچھ مہر ہونا
وہ آزادی اسیران تہا۔ تعریف اس مین جویریہ کی ہے کہ اس نے اپنا مہر
ایسا قبول کیا جسمین سب جانین چھوٹ گئین اور اُسکو اس سے کچھ حاصل
نہ ہوا۔ محمد صاحب نے کیا کیا؟ جورو بنا لیا اور بس۔ یہی اُنکی فیاضی ہے یہی
اُنکی حاتمی!!!۔

دہم صفیہ کے حالات ”مجاہدین مین سے ایک صاحب نے جنگ خیبر
مین ایک یہودیا صفیہ نامے کو بھی گرفتار کرلیا تھا۔ اُسکو بھی آنحضرت نے اپنے
جود و کرم کو کام فرما کر رہا کردیا اور خود اُسکی خواہش سے اور اسکی رضا و رغبت
سے اس کے ساتھ نکاح کرکے اُسکو شرف زوجیت بخشا“ ص ۲۱
”اسکی خواہش سے اور اسکی رضا و رغبت سے“۔ اسکی کیا ضرورت تھی جو آپ
تاکید کرتے ہین۔ ہم کو شبہہ ہوتا ہے شاید وجبراً جورو بنائی گئی۔ کل قرینہ
اسی کا ہے تاریخ ہمارے ساتھ پڑھیئے۔

دفعہ اول بیوہ ہونا۔ اصل حال یہ ہے کہ ”صفیہ بنت حیی بن اخطب“
بیوہ ”پسر ابی عتیق تھی جسکا نام کنانہ تھا۔ وہ حضرت کے ہجو مین اشعار

کہتا تہا۔ اور وہ لوگون مین بڑا شاعر مشہور تہا۔ چنانچہ حضرت نے اُسپر چند اشخاص کو مقرر کر کے بہیجا تہا کہ انہون نے اُس کو قتل کیا تہا" واقدی ص۱۱۵-۱۱۶

دفعہ سوئم ۔ ماسبق کی جوامردی قتل و تکذیب مدعی

اُس کے باپ حیی بن اخطب کو بہی حضرت نے غزوہ بنی قریظہ کے اسیرون کے ساتھ قتل کیا تہا۔ وہ واقعہ یون ہے کہ "جسوقت حیی بن اخطب حاضر کیا گیا تھا۔ تو اُس سے رسول خدا صلعم نے فرمایا اے حیی کیا تجہکو خدا نے خوار نہین کیا"۔ یہ شماتت قلبی تہی مقتول پر جلاد یون طعنہ جگر ریش سنا تا ہے اس نے کہا" بڑی دلیری و تہوڑے جو ایسے وقت مین قابل داد ہے "ہر ذی روح ذائقہ موت کا پانے والا ہے ۔ اور میرے لئے بہی ایک وقت معین تھا کہ مین اُس سے تجاوز نہین کر سکتا" ہمنا بقضا اسکو کہتے ہین حقیقی اسلام اسکا نام ہے ۔" اور تمہاری ضد و عداوت پر مین اپنی نفس کو ملامت نہین کرتا" یہ یہودی تہا ۔ محمد صاحب کے بد اخلاقیون اور خون ریزیون سے انکو دشمن خدا اور دشمن خلق خدا جانتا تہا۔ پس ضد و عداوت پر مستعد تھا۔ اور مین آج وقت فراق دنیا کی گواہی دیتا ہون اسبات پر کہ تم کاذب ہو" شاباش اے حیی! شاباش اے شہید راہ خدا!! شاباش اے اسرائیل کے پوت!!! دم واپسین کی شہادت ہے۔ اس شہادت پر حیی اپنے خون سے مہر لگاتا ہے ۔ اگر چاہتا کلمہ کہکر اصحاب محمد مین داخل ہوجاتا ۔ مگر نہین زبان اس کے دل کے مطابق ہے "اور بے شبہ مین تمہارا دشمن ہون پس حضرت علیہ السلام نے حکم اس کے قتل کا کیا" کچہ عبرت نہ حاصل کی ایسے صادق ناصح کا خون بہایا تا آنکہ وہ قریب احجار الزیت کے جو مدینہ مین بازار کی جگہ ہے مارا گیا" واقدی ص۲۹۵ -

بر مزار ما غریبان نے چراغے نے گلے ⁂ نے پر پروانہ باشد نہ نوائے بلبلے

صفیہ کے شوہر کو تو حضرت اُس طرح قتل کرا چکے تھے اس کے باپ کو
حضرت یون سنگدلی سے آنکھون کے سامنے قتل کرا چکے ہین۔ حیی کا خون
ہنوز اسکے ٹھہر زمین سے پکارتا ہے! دران لحاظ بادھرا گذشت تلخی و خوشی ورشت ورسا بگذشت مدارا ستمگر کہ جفا برما کرد بر گردن او بماند و بر ما بگذشت

دفعہ سیوم - اسلام صفیہ - صفیہ کو بہ دلالت معلوم ہین - یہ دلایل نبوت
و آثار پیغمبری حضرت کے مشاہدہ کر چکی ہے - چنانچہ مورخ لکھتا ہے - کہ
جب حضرت کے پاس پہونچی "حق تعالے نے صفیہ کے دلمیں ہدایت پیوستہ ہوا
القا کیا" حیف ہے - اتب انہون نے عرض کی یا رسول اللہ واللہ جب مین
مدینہ ہی مین تھی تو خواہش اسلام رکھتی تھی اور اسلام مجھکو خوش آتا تھا
بعد ازان مجھکو اسلام مین زیادہ رغبت ہوتی رہی" ہم کو یہ سب یقین
کرنا چاہیئے - کیون کہ واللہ کے ساتھ ہے" اور یہودیون مین میرا کون
ہے نہ اب مین میرا باپ ہے - نہ بھائی ہے کہ آپ نے میرے باپ اور
میرے چچا کی بیٹی اور میرے بھائی کو سب کو قتل کیا" مگر محمد صاحب
کو عبرت نہین ہوتی یہی باتین تو صفیہ کی رشد و ہدایت کا باعث ہوتی
ہین" پس اب تو اللہ اور رسول اور اسلام مجھکو محبوب تر ہین" مدارج ص ۲۱۵
ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا + پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی
پرانی روشنی کے لوگ اس بات کی حقیقت سے زیادہ آگاہ تھے - چنانچہ جب
ابو ایوب انصاری حضور مین نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے گئے تھے - تو اُنکے
خیال مین صفیہ سے حضرت کی نسبت اندیشہ ہوا کہ وہ سوتے مین اُن کو قتل
کرے گی - تب ابو ایوب حضرت کی نگہبانی کے لئے ساری رات در خیمہ پہ
شب باش رہے۔" صبح کو حضرت نے ابو ایوب سے دریافت کیا اُنہون
نے عرض کی کہ مجکو آپ پر صفیہ کی جانب سے خوف آیا کہ مبادا وہ آپکو
اپنے باپ کے عوض سوتے مین قتل کرے اس لئے مین نے نگہبانی مین

یہین شب بسر کی آنجناب علیہ السلام نے انکی تعریف و تحسین فرمائی (شفاء)
دفعہ چہارم صفیہ کا حسن وجمال و حضرت کا عشق - یہ عورت بڑی حسینہ
نوعروس ۱۷ برس کی تھی - جب صفیہ مدینہ مین پہونچی انصار کی نساؤن
نے آوازہ **اسکی حسن وجمال کا سنا تھا** واسطے تفرّج کے اُسکے پاس
گئین " اور عایشہ بھی چھپ کر اپنی سوت کو دیکھنے کو گئی تھی - منہاج صفحہ
چنانچہ لکھا ہے " صفیہ خیبر کے اسیرون مین سے تھی - اور نوعروس ۱۷ برس
کی پس ذکر کیا اُس کے حسن وجمال کا رسول خدا کے حضور پس **پسند کیا**
اس جناب نے اسکو اپنے واسطے ... صفیہ اسیرون مین تھی اور دحیہ کلبی
کے سہم مین آئین اور عرض کی لوگون نے حضرت سے کہ یا رسول اللہ وہ
نہایت جمیلہ ہے اور سردار قبیلہ اور یہود کے شاہون سے ایک بادشاہ کی
بیٹی ہے - ہارون پیغمبر کی اولاد مین سے مناسب یہ ہے کہ وہ مخصوص
آپ سے ہون اور اصحاب کے درمیان مانند دحیہ کے بہت ہین - اور
غنیمت مین **صفیہ کی مانند کمیاب** ... بعض روایتون مین آیا ہے
کہ دحیہ کو حضرت نے صفیہ کے چچا کی بیٹی دی عوض مین صفیہ کے اور ایک
روایت مین یون آیا ہے - کہ خرید فرمایا صفیہ کو دحیہ سے سات جاریہ دیکر "
منہاج صفحہ اور صفیہ کا یہ واقعہ تو بخاری مین ہے - پارہ دویم جب قیدیون
کو جمع کیا آیا دحیہ اور کہا اے نبی اللہ کے ان اسیرون مین سے مجھکو ایک
لونڈی عطا کرو کہا لے پس اُس نے لیلی ایک لونڈی صفیہ بنت حیی پس
ایک آدمی نبی کے پاس آیا اور کہا اے نبی اللہ کے تونے دحیہ کو صفیہ
بنت حیی سردار قریظہ اور نضیر کو دیدیا وہ سوا آپکے کسی کے لائق نہین -
داب تو منہ مین پانی بھر آیا) فرمایا بلاؤ اسکو پس وہ لائی گئی - پھر جب نظر
کی طرف **اسکی دینی سر سے پاؤن تک** تاڑا) نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے کہا دحیہ سے لیلے کوئی اور لونڈی بندیون مین سے پس آزاد کیا
نبی نے اس کو اور جورو بنا لیا اُسکو" پھر لکھا ہے کہ آزادی اسکی اسکا مہر تھا۔
دیکھو اس ۱۷ برس کی حسینہ وجمیلہ شاہزادی کو ایک حریف اڑائے لئے جاتا
تھا۔حضرت نے تاڑا اور دحیہ کے ہاتھون سے بقول جناب اپنے جود وکرم
کو کام فرما کر رہا کردیا" واہ رے جود وکرم واہ!! حاتم کی گور پر لات مارنا اسی کو
کہتے ہین۔ بقول سعدی شیرازی۔ ؎

شنیدم گوسپندے را بزرگی ۔ ۔ رہانید از دہان ودست گرگے
شبانگاہ کارد بر حلقش بمالید ۔ ۔ روان گوسپند ازوی بنالید
کہ از چنگال گرگم در ربودی ۔ ۔ چو دیدم عاقبت گرگم تو بودی

ابو الفدا مین ہے۔کہ "صفیہ سے رسول مقبول نے اپنا نکاح
کیا اور آزاد کردینا اسکا مہر مقرر فرمایا" صفحہ ۱۳۳ بہرحال اسکو جورو بنایا اور اسکے
صلہ مین جو کچھ اُس سے کیا سلوک یا بد سلوک۔ اُس کے لئے ہم محمد صاحب
کی نبوت کے مشکور ہین۔ ہمکو یہ آزادی بالکل جویریہ کی آزادی معلوم ہوتی
ہے۔

دفعہ پنجم صفیہ سے جبراً صحبت۔ مگر آپکے سخن مین کہ حضرت نے
خود اُسکی خواہش سے اور اُسکی رضا ورغبت سے اس کے ساتھ نکاح کیا"
اس مین کلام ہی قرینہ اس کے خلاف ہے کیونکہ روضۃ الاحباب جلد اول
صفحہ ۵۹۰ مین ہے "چون بمنزلے رسیدند کہ از آنجا تا خیبر
شش میل راہ است خواست کہ باوے زفاف کند صفیہ راضی نشد امتناع
نمود چنانچہ **حضرت ازوی** در غضب رفت وچون بمنزل صہبا رسید
با ام سلیم مادر انس گفت کارسازی وے بکنید کہ امشب باوی زفاف خواہم
کرد ام سلیم بموجب فرمودہ اور انچہ بہر دو موے سر وے شانہ کرد و اورا

خوش بوے ساخت ام سلیم گوید صفیہ زنے بود بغایت جوان چنانچہ
درانوقت هنوز هفتده ساله بود وزینت وزیور ویرامی براوید.
باو گفتم چون پیغمبر صلعم پیش تو آید برخیزی واقبال نمائی بروے وامتناع
نہ نمائی صفیہ قبول نموده وران منزل حضرت باوے زفاف نمود" یہ اچھی
ام سلیم تھی جوان جوان عورتون کو اس عورتین اورخوشبو پسند کرنے
والے نبی سے بناکر سنگار کراکر ملایا کرتی تھی ایسی عورتون کو کٹنی کہتے ہین
مگر بٹالہ کے مولوی کی زبردستی بھی قابل داد ہے آپ فرماتے ہین -
"آنحضرت صلعم نے حضرت صفیہ کے جمال باکمال کے شوق سے انکے
نکاح نہین کیا بلکہ صرف انکی درخواست سے" صفحہ ۱۸۲ "یہ ہوتا تو اونکے ہوتے
اسی سال دو بوڑھیا عورتون (ام حبیبہ رض ومیمونہ رض) سے آپ کا نکاح ہرگز
نہ ہوتا" کہ کس درجہ حضرت صفیہ پر شیدا تھے - اورکیسی کیسی بے صبری
کرتے تھے اور ام سلیم کی مدد لیتے تھے - اورمطلق نہ خیال کرتے تھے کہ یہ
عورت جسکے عزیز ورشتہ دارونکا خون ابھی زمین پر سوکھا بھی نہین ذرہ
دم لینے پاوے کچھ تو ہم دکھلا چکے اور کچھ اور آگے دکھلاوین گے - ام حبیبہ
اور میمونہ کا حال آئندہ آوے گا - کہ کس غرض سے اُن سے نکاح کیا تھا -
دیکھو پہلی منزل تک تو یہ صفیہ حضرت سے راضی نہ ہوئی اورکہہ چکی تھی
آپ نے میرے باپ اور چچا کے بیٹے اور میرے بھائی سب کو قتل کیا
بیچاری اپنے باپ اور بھائی کے شوہر کے قاتل سے راضی ہوتی کیسے اور
جب حضرت خیمہ مین اُس کے ساتھ رات بسر کرتے ہین تو ابوایوب پہرہ
لگاتے مین مبادا وہ حضرت کو اپنے باپ کے عوض سوتے مین قتل کر ڈالے
اور ماہی کو خطاب فرماتے ہین "خود صفیہ کی خواہش سے اور آپکی رضا ورغبت
سے انکے ساتھ نکاح کیا" شتابہ رضا ورغبت کی تعریف الی الوحدت [illegible]

مین آپ بھی کرتے ہین ۱۲ اسکو زنا بالجبر کہتے ہین مگر آپ اُسکو جود وکرم کو کام فرمانا" کہے جاوین یا کچھ اور کہین زبان آپکی ہے۔
پانزدہم۔ میمونہ کا حال "میمونہ جنسے آپنے مکہ مین عقد کیا تہا آپکی عزیز تھین اور پچاس برس سے زیادہ انکا سن ہوچکا تہا اُنکا نکاح جو آپ کے ساتھ ہوا تو ایک فایدہ تو اس سے یہ ہوا کہ ایک غریب رشتہ دار کی گذران کیصورت نکل آئی دوسرا فایدہ یہ ہوا کہ دو مشہور ومعروف شخص اسلام کے شریک ہوگئے یعنی عبداللہ ابن عباس اور خالد بن ولید" صـ۲۱۱
دفعہ اول میمونہ کے رشتہ دار۔ نکاح میمونہ سن سات ہجری مین ہوا اگرچہ دراصل میمونہ کی عمر ۵۰ برس کی تھی تو حضرت اس وقت اچھی خاصی ساٹھ سو باسٹھ برس کے تھے کیا بُرا جوڑا تہا۔ حضرت کی جورؤن مین اُن سے زیادہ عمر والی کوئی نہ تھی۔ مگر بڑہی یہ بھی نہ تھین اُنکے حسن وجمال اور کاٹھی اور طبیعت کا حال حضرت کے سخن سے عیان ہے چنانچہ محمد حسین اپنے خطبہ مین صـ۲۳ نقل کرتے ہین "آپ نے اپنی ازواج مطہرات ام سلمہ اور میمونہ کو ایک نابینا سے پردہ نہ کرنے اور یہ عذر کرنے پر کہ وہ اندہا ہے یہ فرمایا کہ کیا تم بھی اندہیاں ہو کیا تم اس کو نہین دیکھتین" حضرت کو فتنہ کا اندیشہ تہا۔ میمونہ کی مان کا نام ہند تھا۔ اسکی کئی بیٹیان تھین سب حسن وجمال کے لیئے مشہور۔ بیٹیان ۴ تھین مگر داماد ۶ ہوئے۔ ایک داماد اُس کے عباس تھے ایک جعفر بن ابی طالب ایک ابوبکر تھے۔ اور ایک حضرت بھی اس کے داماد تھے۔ کیونکہ اُس کی ایک بیٹی اسما بنت عمیس جو مشہور صاحب حسن وجمال تھی "یکے بعد دیگرے جعفر اور ابوبکر اور علی سے بیاہی گئی۔ اور ولید بن مغیرہ خالد کا باپ بھی اسکا ایک داماد تھا اور خالد میمونہ کا سگا بہانجہ تہا۔ منہاج جلد ۲ صـ۲۵۳ یہ ہمنی اس سے لیئے لکہا مباد

ہمارے سید صاحب کہدین کہ میمونہ بیچاری لاوارث در بدر ماری ماری
پھرتی تھی اور حضرت نے جود و کرم کو کام فرمایا" مولوی محمد حسین کہتے ہین
میمونہ کے نکاح سے بیوہ پروری کے علاوہ ایک عجیب ولطیف حکیمانہ پولیٹیکل
پالیسی مدنظر تھی حضرت میمونہ مکہ والے مخالفون اور آن حضرت صلعم کے جانی
دشمنون کے اقربا سے تہین۔ . . . آن حضرت عمرۃ القضاء کے لئے مکہ مکرمہ
مین پہونچے۔ تو آپنے میمونہ کو نکاح کا پیام بھیجا حضرت عباس رضہ نے آن
حضرت صلعم سے انکا نکاح کردیا جب عمرہ سے فارغ ہوئے اور تین روز
مدت قیام مکہ کی گذر گئے تو کفار مکہ اخراج کے خواہان ہوئے میمونہ کے رشتہ دار
آن حضرت کے پاس آکر بولے ہم آپ کو عہد یاد دلاکر کہتے ہین کہ آپ مکہ
سے نکل جائین۔ اب تین دن عہد کے گذر گئے ہین۔ آن حضرت نے پولیٹیکل
مصلحت کا بھرا ہوا۔ یہ کلمہ فرمایا کہ مین نے تمہاری قوم مین سے ایک عورت
سے یہان نکاح کیا ہے۔ مین اس سے زفاف چاہتا ہون۔ اس کلام معجز
نظام اور اس پالیسی پولیٹیکل مصلحت کی بھری ہوئی نے اس وقت ان لوگون
پر اثر نہ کیا" ص ۱۸۹ و ۱۹۰ یہ تو معلوم ہے کہ نہ یہ عورت محتاج تھی نہ بے والی
وارث۔ جمال کی رو سے یہ خاندان مشہور تھا۔ عمر کے لحاظ سے حضرت سے ۱۰
بارہ برس کم۔ پولیٹیکل پالیسی بھی اس نکاح سے یہ منظور تھی کہ مکہ مین قیام کرنے
اور نقض عہد کرنے کا حیلہ ہاتھ لگے۔ پس ہم خرما و ہم ثواب کا مضمون تھا۔ اور
صفیہ کے بعد اس عورت سے نکاح کرنا بے محل نہ تھا۔ اور نہ پلاؤ قورمہ والی
تقریر آپ کو زیب دیتی ہے میمونہ کو جو کی سوکھی روٹی "کھانا بیجا تہا حضرت
کبھی کبھی یہ بیسنی روغنی روٹی بھی کھا لیتے تھے۔ کوئی نعمت کا محل نہین۔ رہی
یہ بات کہ عبداللہ اور خالد مسلمان ہوگئے تو یہ بھی امید کی جاتی ہے کہ میمونہ
کا بھانجہ یا بہنوئی حضرت کا بھانجہ یا ہم زلف بننے کے واسطے جو کچھ کرتے ہین

تھوڑا تھا۔ اب تو حضرت عرب کے بادشاہ تھے۔ سالون سمرون کی کیا کمی تھی۔

دفعہ دویم ہبہ نفس۔ مگر ان بی بی کے نکاح کی کیفیت قابل شنیدہ ہے انہون نے اپنا نفس حضرت کو بخش دیا تھا۔ یہ نفس بخشی مسلمانون کو اب نصیب نہین یہ خاص حضرت کی ذات کی رعایت تھی۔ بلا مہر جس عورت کو چاہین لے سکتے تھے۔ میمونہ نے اپنا نفس حضرت کو یون بخش دیا اور آیت ہبہ نفس اس پر نازل ہوئی تھی احزاب ع منہاج ۲ ص۴۷۹

ہبہ نفس قبل نزول آیت ہبہ کے لوگون کو کیسا معلوم پڑتا تھا ہم ازواج محمد صاحب کی شہادت اسپر پیش کرتے ہین "کلینی بسند حسن از امام محمد باقر روایت کردہ است کہ زنے از انصار بخدمت رسول آمد خود را مشاطگی کردہ جامہائے نیکو پوشیدہ درانوقت حضرت بخانہ حفصہ بود پس گفت یا رسول اللہ اگر ترا ہیچ حاجت است نفس خود را بتو می بخشم اگر قبول کنی مرا پس حضرت او را دعائے خیر کرد حفصہ ان زن را ملامت کرد و گفت چہ بسیار کم است حیائی تو و چہ بسیار جرأت می نمائی و حرص بر مردان داری" حیات القلوب ص۴۹۸

اسی طرح کئی عورتون نے اپنا نفس رسول کو بخشا۔ یہ میمونہ بی بی ایسی ہی تھین۔ اور حفصہ نے جو کہا لاریب حق ہے سر مو غلط نہین اگر آج کسی مسلمان کی بیٹی اپنا نفس کسی کو اسطرح بخش جاوے تو وہ وہی کہے گا جو حفصہ نے کہا تھا۔

دفعہ سیوم ازواج حضرت کی بدگمانی۔ ہم ماریہ کا حال جس سے سید صاحب نے قطعی انکار کیا ہے آگے لکھین گے مگر یہان میمونہ کا حال کچھ اور لکھتے ہین تاکہ ناظرین کو معلوم ہو جاوے کہ حضرت کی عورتین کیسا اُن کو بے اعتبار سمجھتی تھین اور کس کس بلت کی حرکتین عورتون کے باہ

مین حضرت سے روز سرزد ہوتی تھین کہ انکا خیال حضرت کی نسبت ایسا
ہوگیا تہا۔" میمونہ سے مروی ہے کہ کہا ایک شب میری نوبت کی شبون سے
رسول اللہ میرے پاس سے باہر گئے اُٹھی مین اور دروازہ کو مین نے
بند کیا ایک لحظہ کے بعد پہر آئے دروازہ کو نہ کہولا مین نے حضرت نے
مجھے قسم دی کہ دروازہ کہول۔ مین نے کہا یا رسول اللہ میری نوبت کی شب
دوسری بیبیون کے گہر مین جاتے ہو فرمایا ایسا نہین کیا مینے۔ ولیکن قضائے
حاجت کے واسطے مین گیا تھا۔" منہاج ص ۲۶۳ پڑے پڑے چپکے چپکے سے
چپکے آپ قضائے حاجت کیواسطے جاتے ہین۔ او۔ یہ بھی صحیح ہے او۔
میمونہ کا کہنا بھی۔ حضرت نے اُمت کو بھی حکم دیدیا ہے کہ جورو کو خوش
کرنے کی غرض سے جہوٹھ بولنا مباح ہے۔ ہم سے خدیجہ کے باب مین
کہا جاتا ہے کہ حضرت نے اس کے ساتھ پاکبازی سے ایک مدت گذاری
ہمین کیسے اعتبار آئے نہ معلوم کس کس طرح اور کب کب حضرت قضائے
حاجت کر آئے ہون گے۔ اور اس بیچاری کو خبر نہ ہوئی اور کیا عجب
جو خبر بہی ہوئی ہو اور اس نے بقول شخصے از خوردان خطا از بزرگان عطا
ٹال دیا ہو

فصل ششم حالات مزید۔

ہمارے سید صاحب نے اس قدر حضرت کی بیبیان گنائی ہین۔ اور اُنکے
حالات مین بہی وہ قطع برید کی کہ نہ حضرت کی شکل اصلی پہچانی جاتی
ہے۔ نہ انکی بیبیون کی۔ اور خاتمہ مین آپ فرماتے ہین "حضرت نے
جو نکاح کئے تھے انکی یہ حقیقت ہے" ہم بھی اپنے بیان کی طرف
اشارہ کر کے بھی کہتے ہین۔ مگر حضرت کی عشق بازی کی داستان طول
ہے۔ اور ہمارے سید صاحب کو اختصار موجب اختصار منظور۔ تاہم کچھ حالات

منشتے نمونہ اور عورات کے جن کو نیم جوروع وہ کونسے گلروہین جو ہم نے نہین گہورے کہنا چاہیئے مدارج النبوۃ سے نقل کرکے سناتے ہین تاکہ ہمارے مخاطب کی پالسی حمایت شارع اسلام مین طشت از بام ہو۔
حضرت کی نیم جوروین۔ ا ئہ بیٹی ضحاک کلابیہ کی تھی جس نے دنیا کو اختیار کیا "یہ حضرت کی جورو ہوئی تھی۔ آخر چھوڑ کر نکل گئی۔ اور چونکہ حضرت نے اس قسم کی عورتون کی روک کے لئے کہ بہاگ نہ جاوین اپنی جورون کو مسلمانون پر حرام کیا تھا۔ پس اس کو کسی نے نہ پوچھا کوئی اس سے نکاح نہ کرسکا آخر انتہا درجہ کے افلاس مین مبتلا ہوئی خرما کی گٹھلیان اور اونٹ کی مینگنیان چن چن کر گذران کرتی تھی۔ منہاج ص۸۷۷
۲۔ اسماکندیہ ہے۔ کہ اس کو جونیہ کرکے کہا ہے "جب حضرت نے اُسے بلایا اپنے نزدیک ابا لائی وہ عورت اور سرکشی کی" وہ جب لائی گئی جونیہ اور اتاری گئی اس نخلستان مین . . . . اے حضرت پاس اُس کے فرمایا ہبہ کر اپنی ذات کو واسطے میرے کہا۔ اُس نے آیا آمادہ کرتی ہے ملکہ اپنی ذات کو فرومایہ لوگون کے لئے" اُس عورت کا باپ نعمان پیشوا اور سردار اہل کندہ کا تہا" یہ عورت عزت دار اور باعصمت معلوم ہوتی ہے حضرت نے چاہا کہ اس سے صحبت کرین۔ عورت نے اپنا حسب ونسب بیان کرکے اُنکو قایل کرنا چاہا اور گویا کہا کہ اے بڈہے نفس پرست کیا نہیا ہے کہ مجھ سے ملکہ شریف نسب تجہسے فرومایہ کو اپنی آبرو دے ڈالے۔ حضرت کو فرومایہ اس نے شاید اس قرینہ سے کہا ہوگا۔ کہ باوجود دعوے نبوت پرائی بیٹیون اور شریف زادیونکو خراب کرنا چاہتا ہے۔ مگر حضرت پر یہ زجر کچھہ اثر پذیر نہ ہوا بلکہ ملو راز کیا حضرت نے اپنے دست شریف دکیا موضوع لفظ ہے! یہ تو تلبست یدا اپڑہنے کا محل ہے) کے تئین تا کہ

پکڑ لین اُس کے ہاتھ کو اور ساکن ہوئے وہ "شہوت سے حضرت اس وقت مغلوب ہین اس کی نصیحت نہین سنتے اپنی فرومائگی نہین دیکھتے زبردستی کرتے ہین - وہان کوئی پولیس نہین تعزیرات ہند نہین جب کون کا چارہ ہے " بولی وہ اعوذ باللہ منک " اللہ کی پناہ تجھسے نفس سرکش بے حمیت درکہ ضلالت مین بھی اللہ کے نام سے کانپ جاتا ہے - اُس کی پاکدامنی وعصمت اُس کی زجر و توبیخ اور نام خدا نے حضرت کے دلکو ہلا دیا - شہوت کا غلبہ زائل ہوا - اپنے اور اُس کے نفس کی خباثت اور شرافت کی نامناسبت نے چونکا دیا " حضرت نے اُسسے فرمایا پناہ ڈھونڈی تو نے پناہ گاہ عظیم سے پس باہر آئے حضرت" اپنا سا مُنہ لئے ہوئے - چند ساعت ضمیر کے ڈنک سے خستہ و پُر آشوب اور عورت کی آبرو رہگئی - منہاج صفحہ ۴۸۷ و ۴۸۸

۳ " ایک اور امراۃ تھی ملکہ بنت کعب " " روضۃ الاحباب مین لاتا ہے کہ جب حضرت نے خلوت کی اُس سے اور جب پوشش اس سے دور کی دیہ بے حیائی کے حالات حضرت نے خود ہی بیان کئے ہون گے) سپیدی ایک نظر پڑی اس سے متنفر ہوئے اور فرمایا کہ لباس اپنا پہن اور طرف اپنے اہل کے ملحق ہو " منہاج النبوۃ صفحہ ۹۹۸

۴ " شراف دحیہ کلبی کی بہن تزویج فرمایا حضرت نے اُسسے پس موئی وہ پیش از دخول "

۵ - " لیلی بنت حطیم تزویج فرمایا اس کو اور تھی یہ عورت غیورۃ " اس عورت نے حضرت سے طلاق لے لی تھی - غیرت دار عورتین حضرت کے پاس نہین رہ سکتی تہین - اُن عورتون مین جو حضرت نے قبول کین شاید ایک شروع مین باغیرت تھی - یعنی ام سلمہ مگر حضرت نے دعا جبر کے

اس کی غیرت خدا سے دور کرادی جسکا ذکر ہم اُوپر کر چکے ہین - ایک یہ عورت
بھی غیرت دار تھی شاید حضرت کی دعا اُس کے حق مین مستجاب نہین ہوئی
اس لیئے اسکو طلاق لینا پڑا - اسکا قصہ طلاق یون مرقوم ہے کہ "لیلی اپنی قوم
کے پاس گئی اور انہون نے اُسکو آگاہ کردا تاکہ تو ایک عورت ہے غیور
اور محمد بہت سے قبیلے رکھتا ہے تو غیرت سے جل گی اور باتین کریگی - اور
وہ قہر مین آویگا - اور تجھپر بد دعا کرے گا - اور دعا اُسکی مستجاب ہے جا طلب فسخ
نکاح کر" یہان سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت کے اخلاق اپنی عورتونکے
ساتھ کیسے تھے - چنانچہ اس عورت نے حضرت سے طلاق لیا مگر قسمت
بُری نہ تھی اُس کو شوہر مل گیا - کوئی غیر مسلمان ہوگا - جسپر حضرت کی جورؤین
حرام نہ تھین - منہاج النبوۃ صـ۸۵۹

۶ - ایک عورت تھی مرہ بن عوف بن سعد" حضرت نے اُسکی خواستگاری
کی تھی مگر اس کے باپ نے بہانہ کیا کہ وہ لڑکی برص رکھتی ہے آپکے لائق
نہین یہ مسلمان کہتے ہین - چونکہ لڑکی بچانے کے لیئے باپ جھوٹھ بولا حضرت
کی کرامت سے لڑکی مبروص ہوگئی - منہاج النبوۃ صـ۸۵۹

۷ - ایک عورت ام ہانی تھی جس سے زمانہ جاہلیت مین حضرت کی آنکھ لڑی
تھی یہ آپکے چچا ابو طالب کی صاحبزادی تھی اور آپکے بھائی و جمائی حضرت
علی کی ہمشیرہ - مگر حضرت کو یہ نہ ملی چچا نے بیٹی کسی اور کو دیدی - بعد مدت
یہ پھر قبضہ مین آئی تھی - جب گود مین اُس کے ننھنے بچے تھے - حضرت
سے اُس نے عذر کیا نکاح سے - حضرت نے منظور فرمایا - ذکر اس کا پہلے
ہو چکا - واضح ہو کہ ہمنے مدارج النبوۃ سے ان سات عورتونکا ذکر کیا ہے
اور یہ سات علاوہ اُن گیارہ یا پندرہ کے ہین - جو ازواج محمد مین داخل
سمجھی جاتی ہین - اور یہ سات "اُن بیس ایک یا زیادہ" عورتون مین سے

ہین جنکو حضرت نے وقتاً فوقتاً علاوہ ازواج مطہرات کے تاڑ رکھا تھا۔ منہاج صـ۸۸۸

فصل ہفتم۔ حضرت کی لونڈیان

علاوہ اِن کے حضرت کی لونڈیان ہین جنکا مطلق ذکر ہمارے سید صاحب نے نہین کیا۔ بلکہ یہ بھی کہدیا ہے کہ "ہمارے فقہانے لونڈیان رکھنے کو جائز قرار دیاہے۔ حالانکہ یہ فعل آنحضرت کے احکام کی اصل منشا رکے خلاف ہے تاہم اُسپر مخالفین اسلام نے نہایت سخت طعن کیا ہے" صـ۲۱۸ مگر مدارج النبوۃ والا نہیں مانتا وہ صحیح تاریخ جس کی تائید ہر سیرۃ محمدی سے بجز صاحب کی کتاب کے ہوتی ہے۔ حضرت کی چار لونڈیان بھی گنا تاہے صـ۸۸۲ ہم یہان دو کے حال تحریر کرتے ہین جن کے حالات سے آپنے خاص طور انکار کیا تھا۔

اوّل "ماریہ" بنت شمعون قبطی یہ کنیز سید یوسف صاحب جمال تھی مسلمان ہوئی تھی۔ حضرت ملک یمین کرکے اُسے تصرّف مین لائے تھے۔ اور اس سے محبت رکھتے تھے ایسی کہ حضرت عائشہ صدیقہ اُس پر رشک کرتی تھین اور ابراہیم بن رسول اللہ اُس سے پیدا ہوا اور بھی مدینہ مین واسطے اس کے گھر تعمیر کیا گیا اب اُس جگہہ کو مشربہ ام ابراہیم کہتے ہین" منہاج صـ۸۸۳ ایسی کنیز ماریہ جس کے عشق مین حضرت اس درجہ مبتلا تھے۔ کہ اُنکی محبوبہ عائشہ بھی رشک کرتی تھی حضرت نے ازواج محمد صاحب کے زمرہ مین اسکا ذکر تک نہین کیا۔ اور ہم کو دو ایک عورتین ضرورت سے زیادہ ڈہیں کرکے دکھلائین۔ اور حضرت کی "جود وکرم" کا راگ الاپا۔ پس اب آپ کو کوئی چارہ نہین آپ اس سے انکار کر جائین۔ آپ بری روش اختیار کیئے ہوئے ہین۔ مولانا حالی کا سخن کتنا راست آرہاہے۔ "نہین ہو جہو ٹہہ

کو سچ کر دکھانا - انہین سچون کو جھٹلانا پڑے گا -

دفعہ اول تحریم ماریہ کا قصہ - سید صاحب اپنی انگریزی کتاب مین فرماتے ہین - کہ "جو حکایت حفصہ اور محمد کے خانگی تنازع کی درباب ماریہ قبطیہ میور سپرنگر اور اوس برن نے کچھ مزا لیکر بیان کی ہے - از سرتا پا جھوٹھ محض اور از راہ بغض کے ہے - یہ روایت جس کو تمام معزز مفسرین قران باطل ٹھہرا چکے ہین - فی الحقیقت بنی امیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین بر بنائے ضعیف ترین سند ایجاد کی گئی - اور ان عیسائی نکتہ چینون نے نبی کو متہم کرنے کی غرض سے بڑی حرص کے ساتھ اسکو قبول کیا ہے - آیت قران جو خیال کی گئی ہے - کہ اس واقع کی طرف اشارہ کرتی ہے - دراصل ایک مختلف معاملہ سے علاقہ رکھتی ہے محمد نے بچپن مین جب وہ اپنے چچا کے گلے چراتے تھے - شہد کا شوق پیدا کر لیا تھا - جو اکثر زینب کے پاس سے آتا تھا - حفصہ اور عائشہ نے انکے شہد چھڑانی کی سازش کر لی اور وہ ان سے قسم لینے مین کامیاب ہو گئین کہ پھر کبھی شہد نہ چھوئین مگر جب قسم کھا چکے دل مین خیال آیا مین محض اپنی جورون کو خوش کرنے کی غرض سے ایک چیز کو حرام ٹھہرائے لیتا ہون جس مین کوئی امر حرام نہین انکی ضمیر نے اس کمزوری کی بابت ان کو سخت ملامت کی اور تب یہ آیت نازل ہوئی اے نبی کیون حرام ٹھہراتا ہے - جس جسے خدا نے حلال ٹھہرایا چاہتا ہے - خوشنودی اپنی جورون کی - زمخشری" ص ۳۳۴

ہمکو دکھلایا جاتا ہے کہ کبھی "ضمیر" بھی حضرت کو سخت ملامت کرتا تھا اور وہ بھی شہد کے ترک پر - ہم یہ انکار نہین کرتے کہ حضرت نے کبھی شہد کو اپنے اوپر قسماً حرام ٹھہرا کر قسم نہین توڑی مگر ہان یہ بھی کہتے ہین - کہ وہ قصہ جو میور اور اسپرنگر اور اوس برن نے ماریہ قبطیہ کا بیان کیا ہے از سرتا

باحق ہے اور اس کو جھوٹھا کہنے والے جھوٹے ہین۔ ذرہ صبر کے ساتھ
تاریخ ہمسے پڑھو۔

دفعہ دوم لفظ قرآن ۔ رہی قران کی آیت کہ اس کا شان نزول کیا
ہے کسی نے شہد کے واقعہ کو قیاس کیا کسی نے ماریہ قبطیہ کو یا کسی نے
کسی اور واقعہ کو۔ کیونکہ حرام کو حلال اور حلال کو حرام کرنا حضرت کی زندگی
کے واقعات مین بکثرت ہے۔ اس لئے منہاج والا ان تمام قصون کو نقل
کرکے کہتا ہے "قسم کی سرور عالم نے اور ان اقول کے جمع ہونے مین کہا
ہے کہ شاید یہ تمام امور اسباب ایلا ہوئے ہون" منہاج جلد ۲ صفحہ ۹۵
پس بہرحال واقعہ سب سچ ہین اور تاریخ محمدی مورخین و مسلمین کی لکھی
ہوئی اسپر شاہد ہے۔ آیت پر کوئی جھگڑا نہین۔ مگر مین قران کی وہ آیت
پوری پوری نقل کئے دیتا ہون کیونکہ حکیم نورالدین صاحب شکایت
کرتے ہین کہ "پادری لوگ آیت تو نہین لکھتے صرف اعتراض کرتے ہین"
اچھا صاحب اب کی آیت لین اور اس کے ساتھ اسکی تفسیر بھی۔ تاکہ آپکو
معلوم ہو کہ ماریہ قبطیہ کی کیفیت سے وہ نہایت چسپان ہے۔ سورہ تحریم کا
شروع یہ ہے "اے نبی تو کیون حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجھپر چاہتا
ہے رضامندی اپنی عورتون کی اور اللہ بخشنے والا ہے مہربان ٹھہرادیا۔ اللہ
نے تمکو کھولڈالنا اپنی قسمون کا اور اللہ صاحب ہے تمہارا اور وہی ہے
سب جانتا حکمت والا اور جب چھپاکر کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک
بات پھر جب اس نے خبر دی اس کو اور اللہ نے جتادیا نبی کو اور یہ جتائی
نبی نے اس مین سے کچھ اور ٹلا دی کچھ پھر جب وہ جتایا عورت کو بولی تجھکو
کس نے بتایا کہا مجھکو بتایا اس خبر والے واقف نے اور اگر تم دونون توبہ
کرتیان ہو تو جھک پڑے ہین دل تمہارے اور اگر دونون چڑھائی کرو

گیا ن اس پر تو اللہ ہے۔ اسکا رفیق اور جبرئیل اور نیک ایمان والے اور فرشتے اس پیچھے مددگار" اب کوئی حضرت سے پوچھے کہ ترک شہد پر عورتوں کی رضامندی کیسی؟ عورتون کو شہد ترک کرا دینے سے غرض کیا اُنکو کیا ملتا تھا۔ کیون حرام کرے جو حلال کیا اللہ نے تجہپر چاہتا ہے رضامندی اپنی عورتون کی"پس یہ ماریہ کا قصہ ہے۔ عورتون کو ایک سوت سے چھٹکارا پانے کی غرض تھی وہ چاہتی تھین۔ کہ حضرت پر اُسے حرام کرادین اُن کے خوش کرنے کو ایک پکڑ کے موقع پر حضرت نے اُسے حرام کرلیا تھا۔ اب پشیان ہوئی اور حرام کو حلال کرتے ہین۔ اور پھر یہ جو وارد ہوا۔ "جب چھپا کے کہی نبی نے اپنی کسی عورت سے ایک بات" بھلا حرمت شہد سے اسکو کیا مناسبت وہ کیا راز تھا کہ جس کے فاش ہونے سے بھانڈا پھوٹ جانیکا ڈر تھا۔ یہ راز وہی تھا۔ کہ حفصہ نے حضرت کو ماریہ کے ساتھ چوری سے اپنی باری مین کچھ ناکردنی کرتے پکڑا تھا۔ حضرت اس کو چھپاتے تھے۔ مگر فاش ہوگیا۔ اور پھر یہ جو وارد ہوا "اور اگر دونون چڑھائی کروگیا ن اس پر تو اللہ رفیق ہے" اس کے کیا معنے۔ حرمت شہد کو یا اس کی علت کو عورتون کی چڑھائی سے کیا تعلق حضرت چاہین شکون شہد پی لین جورون کو اس سے غرض نہین۔ حفصہ اور عائشہ کو کیا شامت تھی کہ عسل کے دوبارہ حلال کر لینے سے وہ حضرت پر دہ یورش کرین۔ کہ اُنکو سوا اللہ وجبرئیل کے کوئی رفیق نہ ملے۔ حضرت یہ سب کچھ وہی ہے کہ حفصہ وعائشہ کو معلوم ہوگیا کہ حضرت اُنکی باری مین چھپ کر ماریہ قبطیہ سے صحبت کرتے تھے۔ اُنکو منع کردیا کہ تم چپ رہو اب آج سے ماریہ مجھپر حرام ہے مگر۔ ع نہان کئے ماند آن رازی کزو سازند محفلہا + عورتون کے دل مین بات نہ رہ سکی۔ اُنہون نے راز فاش کردیا حضرت شرمندہ وخفیف ہوئے چوری کھل گئی۔ ادہر ماریہ

کے عشق نے بھی زور کیا آپ نے قسم توڑ ڈالی - جوروؤن نے چڑھائی کی بری گت بنائی بجز اس کے کوئی چارہ نہ تھا کہ آسمان سے آیت نازل کرائین اور جوروؤن کو دھمکائین -

دفعہ سوم معز ز مفسرین - اب ہم آپکو "معزز مفسرین قران" کی بھی سنائے دیتے ہین - تفسیر کبیر امام فخرالدین رازی مین یہ قصہ موجود ہے - تفسیر کشاف علامہ زمخشری مین موجود ہے - تفسیر بیضاوی مین موجود ہے - تفسیر مدارک مین ہے - اور پھر مشہور ومعروف تفسیر جلالین مین جو نہایت ہی معتبر اور مشہور تفسیرون مین شمار کی جاتی ہے اور درسی کتابو مین شامل ہے اور بوجہ اختصار کے صحیح سے صحیح روایات پر حاوی ہے صرف اسی ماریہ کا قصہ نقل ہوا ہے اور صاحب تفسیر حسینی شہد والے قصہ کو بیان کرکے ماریہ کا قصہ اس وثوق کے ساتھ لکھتے ہین "در روایت اشہر آن است در روز نوبت حفصہؓ وبخانہ وے رفتہ وے باجازت آن حضرت بدیدن پدر رفتہ بود ماریہ قبطیہ را طلبیدہ وبخدمت خود سرفراز ساخت حفصہ بران مطلع شدہ اظہار ملال کرد حضرت فرمود کہ اے حفصہ راضی نیستی کہ اورا برخود حرام گردانم گفت ہستم یا رسول اللہ فرمود کہ این سخن نزد تو امانت است باید کہ باکس نگوئی او قبول کرد وچون حضرت از خانہ وے بیرون آمد فی الحال حفصہ این سخن را باعائیشہ درمیان نہاد ومژدہ دادہ کہ بارے از قبطیہ خلاص یافتیم وچون آن حضرت بخانہ عائیشہ آمد ازین حکایت بہ کنایت رمزے بازگفت واین سورہ نازل شد کہ چرا حرام میکنی انچہ خدائی تعالے برتو حلال ساختہ یعنی ماریہ وسوگند میخوری" اب یہ بھی یاد رہے کہ حسینی اس روایت کو "روایت اشہر" کہتا ہے - اور اسی کی بابت آپ فرماتے ہین کہ "تمام معزز مفسرین قران باطل ٹہراچکے ہین" - اور آپ طنزاً فرماتے ہین

کہ "عیسائی نکتہ چینیون نے نبی کو متہم کرنے کی غرض سے بڑی حرص کے ساتھ
اس کو قبول کر لیا ہے" خیر یہ تو بچارے عیسائیون کا قصور ہوا تو کیا اب آپ
کے ناظرین اس سے یہ بھی سمجھیں کہ تفسیر کبیر و تفسیر کشاف تفسیر بیضاوی و
تفسیر مدارک و تفسیر جلالین و تفسیر حسینی کے معزز مصنفین نے بھی اسی غرض
سے اس قصہ کو قبول کر کے "روایت اشہر" ٹھہرا دیا ہے۔ کیا عیسائیون نے
ان بزرگون کو رشوت چٹا دی؟ یا یہ بھی کوئی میور صاحب کے آوردے خیال
کیے جاتے ہین؟

ہم اس بے باک مصنف سے پوچھتے ہین کہ وہ کون سے معزز مفسرین
ہین جنہون نے ماریہ کے قصہ کو جھوٹھا اور کسی عباسی عیاش کی من گھڑت
بتایا ہے؟ ہمارے سید صاحب نے ایک یہ غضب بھی کیا ہے کہ اپنے
بیان کے آخر مین زمخشری کا حوالہ دیکر گویا یہ سمجھایا ہے کہ صاحب کشاف
نے اس قصہ کو جھوٹھا کہا ہے۔ اے ناظرین تم اس دھوکے مین نہ آنا
زمخشری سورہ تحریم کی تفسیر کو پہلے قصہ ماریہ ہی سے شروع کرتا ہے۔ اور
پھر دوسرا قصہ عسل کا بھی بیان کر کے دونون قصون کو صحیح اور اس آیت
کا شان نزول ٹھہرا کر یہی لکھتا ہے "[لم تحرم ما احل اللہ لک] من ملک
الیمین او من العسل" دیکھو کشاف مطبوعہ کلکتہ ۱۲۷۶ھ جلد ثانی صفحہ ۱۴۹۹

سید صاحب تم تو چپ رہتے تو اچھا ہوتا حضرت کی لائیف لکھکر تم کو کسقدر جھوٹھ
بولنا پڑا اور کسقدر خفیف ہونا پڑا دیکھو زمخشری بھی تم کو نا امید کرتا ہے۔

سید امیر علی صاحب نے تو ظلم ستم کیا کہ صرف معزز مفسرین کا انکار
کر کے بڑے بڑے معزز مفسرین کو گویا غیر معزز ٹھہرایا تھا۔ مگر حکیم نورالدین
صاحب خالص سفید جھوٹھ اور نرا کذب بولکر بھی نہین شرماے۔ وہ ماریہ
و حفصہ کے قصہ کا انکار ان حکیمانہ بلکہ قادیانہ الفاظ مین فرماتے ہین "عیب

پھر پادری صاحب اول تو قرآن سے نکال کر یہ اعتراض دکھا نہین سکتے
بلکہ کسی تفسیر سے - یہ نہین تفاسیر سیل صاحب و ہنٹر ویل دیہ راڈول کی خرابی ہے
نے تفاسیر قرآن لکھی ہین پھر کیا ان تفاسیر کے باعث اسلام یا قرآن یا صاحب
قرآن محل اعتراض ہو سکتا ہے" فصل الخطاب جلد اول ص ۱۶۵ و ۱۶۴
کسی تفسیر سے "حکیم صاحب نے شاید قادیان مین بیٹھ کر یہ کچھ لکھا ہے - اب تو قرآن
سے بھی ہم نے وہ قصہ دکھا دیا اور تفاسیر سے بھی - اور ہم ایک بات آپ کو
اور بتا دین کہ سیل صاحب یا راڈول صاحبان نے قرآن کی کوئی تفسیر
نہین لکھی سیل صاحب نے اپنے قرآن کے ترجمہ پر جلالین و بیضاوی
و یحیی وغیرہ مفسرین کی عبارتین بطور حاشیہ چڑھا کر اس آیت کا شان نزول
دکھلایا ہے - اور ہم تو آپ کو سیل صاحب کی طرف رجوع کرنے کو نہین کہتے
آپ اپنی تفاسیر دیکھکر ہوش مین آوین اور جھوٹھ نہ بولین قرآن مین یہ بھی
لکھا ہے - لعنت اللہ علے الکاذبین - **لطیفہ** - حکیم صاحب اس قصہ کی
تکذیب مین حضرت کی نسبت فرماتے ہین "وہ ہمارے سچے اور پاک ہان
نہایت سچے اور نہایت پاک خاتم الانبیا" خوب آپ وہ اچھے اور نہایت سچے" تو
آپ شرعی قسم توڑنی کی وجہ سے ہوئے اور پاک ہونے اور نہایت پاک" آپ
ماریہ کے ساتھ ظاہر ہونے کی وجہ سے جسپر حفصہ شاہد ہے - حکیم صاحب نے
برا خفش کو بھلا دیا -

دفعہ چہارم اصل قصہ - اب اور سنئے آپ فرماتے ہین "فی الحقیقت
بنی امیہ یا کسی عباسی عیاش کے زمانہ مین بر بنا کے ضعیف ترین سند یہ
روایت ایجاد کی گئی ہے" - پس ہم کو ضرور ہوا کہ ہم آپکے دروغ بے فروغ
پر کسی سخت دشمن خاندان امیہ و عباسیہ کو شاہد لاوین آپنے ہم کو اپنی انگریزی
کتاب مین سمجھا یا کہ شیعان علے تابعان اہل بیت بنی امیہ اور خاندان عباسیہ کے

دشمن جانی ہیں۔ ملا باقر مجلسی عالم شیعہ حیات القلوب صـ۷۷ـہ میں سورت تحریم کی آیات مذکورہ صدر کی بابت لکہتا ہے "علی بن ابراہیم بہ سند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ این آیات در وقتے نازل شد کہ عایشہ و حفصہ مطلع شدند کہ حضرت رسول با ماریہ نزدیکی کردہ است وحضرت سو گند یاد کرد کہ دیگر با ماریہ نزدیکی نکند پس حق تعالےٰ این آیات را فرستاد وامر کرد آنحضرت راکہ کفارہ قسم خود را بدہد وترک مقاربت ماریہ ننماید" حضرت صادق یعنی حضرت امام جعفر صادق جن کو آپنے بڑا متبحر عالم و فقیہ مسلمہ جمہور مسلمین و اُستاد امام ابوحنیفہ بیان فرمایا ہے صـ۵۰ـ و صـ۵۱ـ دانگر بزی) اور جنکا زمانہ درمیان ۸۳ھ و ۱۴۸ھ کے ہوا بسند معتبر از حضرت صادق "علی بن ابراہیم نے یہ روایت بیان کی ہے۔ اور افسوس ہے فضیلت وتقوے و ورع امام صادق پر اگر اُن کو افتراء بنی اُمیہ یاکسی عیاش خاندان عباسیہ کی روایت اور صحیح روایت میں تمیز نہو سکی۔ تو کیا اب ہم آپکا سخن مان لیں کہ "تمام معززمفسرین قران نے اس روایت کو باطل ٹھہرایا ہے"۔ ملا باقر مجلسی کی سنیں جو کہتا ہے "شیخ طبرسی وجمع از مفسران عامہ روایت کردہ اند کہ روزے حضرت رسول در خانہ حفصہ بود وحفصہ رخصت طلبید کہ بخانہ پدر خود برود وچون رخصت شد وبیرون رفت حضرت ماریہ را طلبید وبا و خلوت کرد وچون حفصہ برگشت در خانہ را بستہ دید پس صبر کرد تا حضرت در را کشود واز روے مبارکش عرق میریخت" صـ۲۷۷ـ اور صـ۲۷۸ـ میں لکہتا ہے "چون حفصہ بریں امر مطلع شد غضبناک گردید و گفت یا رسول اللہ در روز نوبت من در فراش من با کنیزے مقاربت میکنی" اگر کوئی شرمدار ہوتا تو چلو بھر پانی میں ڈوب مرتا۔ رسولِ خدا کو حفصہ خلاق و آداب شوہر کشی کا سبق دے رہی ہے "پس آن حضرت شرمندہ شد"

(غنیمت ہے مگر یہ شرم جلد دفع ہو جائیگی۔ اور آپ اس سے زیادہ بے شرمی کرینگے۔ اپنی قسم توڑینگے۔ اور عورت بیچاری کو ڈانٹینگے)۔ "فرمود کہ این سخن را بگذار کہ ماریہ را بر خود حرام گردانیدم و دیگر ہرگز با او مقاربت نخواہم کرد" اپنا عیب چھپانے کے لئے اپنی ننگ ڈھانکنے کے لئے حضرت نے عورت کو یون ٹالا قسم کھائی عورت کو ٹھنڈا کیا۔ کہان ہین۔ جسٹس امیر علی و محمد صاحب کی داد دین "اسوقت اُن کی ضمیر نے اُس کمزوری کی بابت کوئی سخت ملامت" حضرت کو نکی۔ آخر عشق غالب آیا شرم دفع ہوئی حضرت نے قسم توڑی۔ اور قران بھی یاد نہ رکھا "نہ توڑو قسمین پکی کئے پیچھے" نحل ع۱۳۔ افسوس حضرت نے خدا پر بہتان باندھا اور اسپر وہ آیت صادق آئی "ہم نے اسکو دین اپنی آیتین پھر اُن کو چھوڑ نکلا تو وہ ہوا گمراہون مین" اعراف ع۲۲ حضرت نے آخر خوب سوچ سمجھکر اپنے گناہ کو ہلکا کرنے کے واسطے قران مین کہا تھا "اُس سے ظالم کون جو جھوٹھ باندھے اللہ پر یا کہے مجھکو وحی آئی اور اسکو وحی کچھ نہین آئی" انعام ع۱۱ حضرت نے اپنے ظلم کا اعتراف کیا اس عاقلانہ پھیر لئے مین اورع گنہگار۔ اندیشہ ناک از خدا ہو گئے۔ مگر بقول شخصے ع ہم تو مرشد تھے تم ولی نکلے۔ سید امیر علی صاحب نے ماریہ اور حفصہ کے اس قصہ سے انکار کیا تھا۔ مگر نور الدین صاحب نے ضمناً ماریہ کے وجود سے بھی انکار کر دیا۔ اور یہ خوب کیا۔ نہ رہا ہی نہین رکھتا مرغا کہان رہے گا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہین "بلکہ محققین نے ماریہ کے وجود پر بھی انکار کیا ہے" صفحہ ۱۹۱ اور محققین ایسے ہی ہونا چاہئے۔ برائے نوازش آپ ہمکو اُن محققین کا نام تو بتائین نام معلوم ہو کہ آیا وہ سوائے آپکے کوئی اور بھی ہین۔ ہم نے تو اجتک بجز آپکے اور کسی محقق کا نام نہین سنا۔ مگر آپ بھی بایہ تحقیق سے گرے ہوئے

معلوم ہوتے ہین اور ان "محققین" کے زمرہ مین شامل ہونے کے لایق نہین کیونکہ باوجود انکار وجود ماریہ آپنے فرمایا ہے "یہ ماریہ وہ تھی۔ جسکی حقیقی بہن حسان کے گہر مین تھی۔ یہ ماریہ وہ ہے جسکے ساتھ شہباز مچہری آئے جسے سلمان ولدل کہتے ہین (خواب اماریہ کے ساتھ مچہری کی آمد یاسنہ شد دو شد) . . . ماریہ ہمارے خاتم الانبیا کی ام ولد اور سریہ لی تھین" صفحہ ۱۲۵ واہ رے محقق! کس برتہ پر وجود ماریہ پہ انکار کیا ہے ؟

خیر ماریہ کا یہ مختصر حال ہم نے بیان کیا اور آپکے دروغ بے فروغ کو چراغ دکھلایا اور ثابت کر دیا کہ یہ قصہ اسیہ یا کسی عباسی عباش کے زمانہ مین ایجاد نہین ہوا بلکہ فی الحقیقت عیاشی کے مرد میدان بن کر خود آپکے "سچے اور پاک ہان نہایت سچے اور پاک خاتم الانبیا" نے اس قصہ کو زینت بخشی اب آپ دوسری لونڈی کے بھی حالات سنئے۔

دوم "ریحانہ بنت زید۔ بنی نظیر کے اسیرون سے یا بنی قریظہ کے وطی فرماتے تھے۔ حضرت اس سے ملک یمین کرکے . . . . وفات پائی اسکی ۱۰ ہلے حضرت کی وفات کے آگے حجۃ الوداع سے پھرتے وقت اور دفن کی گئی بقیع کے درمیان" منہاج صفحہ ۸۸۳ یہ تو معلوم ہو چکا کہ سید صاحب کو حضرت کی لونڈیون کے وجود سے بالکل انکار ہے۔ بلکہ لونڈیون کا رکھنا ہی "آنحضرت کے احکام کی اصل منشا کے خلاف ہے" تاہم آپ ایک جگہ نرا جھوٹھ بولنے سے چوک گئی۔ چنانچہ بنی قریظہ کے اسیرون کی کیفیت مین آپ فرماتے ہین "منقول ہے (گو یا شبہ ہے) کہ بقیۃ السیف یہود جب مسلمانون پر تقسیم کئے گئے تو ایک زن یہودیہ ریحانہ نام آنحضرت کے حصہ مین آئی۔ بعض نے لکھا ہے۔ کہ وہ پہلے ہی سے آپکے لئے مخصوص کر دی گئی تھی" یہ تکلف کے کلمات مین انکی حقیقت آگے ظاہر ہو گی پھر آپ فرماتے ہین کہ

"عیسائی مورخ تو ہمیشہ اس فکر مین رہتے ہین کہ ذرہ سا حیلہ بھی ملجائے تو پیغمبر اسلام پر اعتراض کر بیٹھین چنانچہ اس روایت پر اُنہون نے بہت گرفت کی ہے" "مجھکو یقین کامل ہے کہ ہرگز کسی عیسائی مورخ نے آپ سا طرز اختیار نہ کیا ہوگا - مگر ہان اپنا روپیہ کھوٹا پرکھنے والے کو الزام دینا آپکا کام ہے - آپ فرماتے ہین " ریحانہ کا حضرت کے حصہ مین آنا چونکہ اُس زمانہ کے دستورات مسئلہ جنگ کے سراسر موافق تھا لھذا مورخین نصارے کے اعتراض اس بنا پر محض بے بنیاد ہین" - اس بات مین ہم آپ سے صرف ایک ہی معذرت سنی ہے - وہ یہی ہے - ہم تیار ہین کہ آپ کا سخن مان لین بلکہ اس سے زیادہ - حضرت نے جو جھوٹھ بولے - حضرت نے جو فریب دے - حضرت نے جو ناحق بیگناہون کے خون کئے - حضرت نے جو حرامکاریان کین - یہ سب " اس زمانہ کے دستورات " کے سراسر موافق تھا - لھذا ہم اس زمانہ کے حضرت پر اعتراض کرنا نہین چاہتے - مگر حضرت نے خدا سے کلام کرنے کا دعوے کیا - جبرئیل سے وحی حاصل کرنے کا دعوے کیا - اپنے تمام افعال کا کرانے والا حضرت نے خدا کو ٹھہرایا زید اپنے فرزند متبنیٰ کی جورو چھینی خدا نے چھنوائی - ماریہ اور حفصہ کی باری مین چوری سے صحبت کی خدا نے کرائی - اس پر اعتراض ہے - ورنہ دراصل حضرت کے اخلاق اُن کے ہمعصرون کے اخلاق سے کچھ بہت اچھے نہین تھے اور نہ ہو سکتے تھے - اعتراض آپ پر ہے - جو آپ اُن کو اس زمانہ کے کوئی تعلیم یافتہ سید صاحب ثابت کرنے چلے ہین - یہ جسطرح حضرت نے تھوڑی دیر کے لئے اپنے اوپر ماریہ کو حرام کر لیا تھا - اور مابعد پھر قسم توڑ کر اُسے حلال کر لیا - آپنے بھی تھوڑی دیر نیم سچ بولا اور جھٹ سے مکر گئے اور کہنے لگے " میرے نزدیک ریحانہ کی ازواج پیغمبر مین داخل ہونے کی روایت

مصنوعی ہے علی الخصوص جب یہ دیکھا جاوے کہ اس سانحہ کے بعد پھر اسکا
ذکر کہین تواریخ مین نہین ہے۔ حالانکہ دیگر ازواج مطہرات کا احوال
مشرح و مفصل تواریخ مین لکھا ہے" صفحہ ۱۰۵ یہ ایک طرح بالکل سچ ہے
اور ایک طرح بالکل جھوٹھ۔ ریحانہ حضرت کی لونڈی تھی۔ پس اس کا
ذکر آپ ازواج مین کیون ڈھونڈھتے ہین پھر لونڈی کا اگر کہین
آپ کو مفصل ذکر نہ ملے بجز اس کے کہ وہ اسیر تھی لونڈی ہوئی حضرت
نے اس سے صحبت کی وہ مر گئی اور فلان مقام پر دفن ہوئی۔ تو کیا تعجب
یہ لونڈی تھی مورخین کو حضرت کی اور ازواج جو زیادہ معزز تھین۔
اسکے حالات بھی تو قلمبند کرنے تھے۔ مگر نہین آپ یہ یقین دلایا چاہتے
ہین کہ حضرت کے پاس کوئی عورت ریحانہ نام نہین رہی اور نہ اُن کے
تصرف مین آئی۔ ہم آپ کو تواریخ دکھلا دین تاکہ آپ نہ بھٹکین۔ ابو الفدا
جنگ بنی قریظہ کے آخر مین لکھا ہے کہ "بعد از ان رسول خدا نے جتنی
عورتین اور لونڈیان بنی قریظہ کی گرفتار آئین تھین اور جتنا مال غنیمت
وہان سے آیا تھا سب مین سے پانچوان حصہ نکال کر صحابہ کو تقسیم کر دیا۔
اور اپنے **واسطی** (ناظرین یہ الفاظ سنیئے) ایک عورت مسماۃ ریحانہ
بیٹی عمرو کی **چھانٹ کر پسند کر لی** (شاباش) یہ عورت تا وفات پیغمبر
خدا کے اُنکے ملک مین رہی" "شاید "چھانٹ کر پسند کرنے" سے ہمارا مخاطب
یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ بڈھی تھی۔ بیوہ بھی تھی محتاج تھی۔ اور کوئی مسلمان اسکو
قبول ہی نکرتا تھا۔ حضرت نے اس کو پرورش کرنے کے لئے . . . . .
. . . . . لے لیا تھا۔ مگر حضرت "چھانٹ کر پسند" ع پسلی پھڑک
اٹھی نگہہ انتخاب کی۔

فصل ہشتم عیاشی اور معجزہ نبوت۔ اب ہم بس کرتے ہین گو حضرت

کی عیاشی کا اعمالنامہ کوتاہ نہین - یہ سب ایسی شرم کی باتین ہین جن کو مسلمانون
نے بڑے ادب پر بڑے فخر کے ساتھ بیان کیا ہے - مگر آس زمانہ مین ہم اپنی
قلم سے یہ نقل کفر بھی نہ کرتے - اگر یہ واقعات اس پیشوا دین کی زندگی کے
جزو اعظم نہ ہوتے - اگر ان واقعات سے اُس کے بہیہ معجزہ اور حق کو مونین
و معترضین کو جھٹلانے اور اخ بنی کی عیب پوشی کرکے اس کو ضرورت
اور حقیقت سے زیادہ پاکباز ٹھہرانے کی غرض سے قطعًا انکار نہ کرتے تو ہم
بھی اس ناگفتہ بہ بے شرمی کے کارخانہ کو نہ کھولتے بلکہ اُسپر مُٹھی خاک ڈالنے
کو راضی ہوتے - پر ہم مجبور ہین مخالف کو جواب دینا فرض ہے حضرت
کی سیرت لکھنے والے ایماندارون نے حضرت کی جورؤن کے حال مفصل
تحریر کئے مین - اور اُنکے ساتھ حضرت کی وہ تعلقات بھی جن کو بجز زوجہ
شوہر کے کسی کو نہ جاننا چاہیئے - خود زبانی اُنکے ازواج مطہرات کے بیان
کئے ہین - مسلمانون نے حضرت کی عیاشی کو بھی لفقدان دیگر معجزات ایک
معجزہ نبوت سمجھا ہوا ہے - اور وہ معذور ہین - کیونکہ خود حضرت نے اُنکو
یہ دہوکھا دیا بلکہ یہ سمجھا دیا کہ اُن کو آسمان سے قوت باہ و امساک کے نسخے
ہاتھ لگے ہین - اور حضرت کے اس نمونہ نے اُنکی اُمت کے اخلاق کہان
تک برباد کر دیئے ہین - مین بعض ثقہ دراز ریش مولویون کو شاہد لاتا
ہون چنانچہ ترجمہ مدارج النبوۃ جلد اول صـ٢٧ مین ہے " ابن سعد نے
طاؤس اور مجاہد سے روایت کیا ہے - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کو چالیس آدمیون کی قوت جماع مین دی گئی تھی - . . . . اور صفوان
بن مسلم نے مرفوعًا آیا ہے کہ جبرئیل میرے پاس ایک دیگ پکی ہوئی
لائے پس مین نے اس دیگ مین سے کھایا پس چالیس مردون کی قوت
مجھ کو جماع مین دی گئی " حضرت جبرئیل کو بھی قوت باہ و امساک کی ادویہ

بنانے کے اور تو کوئی کام رہا نہین - تنہا یہی جبرائیل ہین جن کو یہود اپنا دشمن سکہتے تھے اور جو حضرت پر وحی لاتے تھے - یہین سے طب نبوی مین معجون ہاشمی کی ایجاد ہوئی - اسلام پر اسکا اثر یہ ہوا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نکاح کرو - کیونکہ بہتر اس امت مین سے وہ شخص ہے جسکی بیبیان بہت ہین ..... اور بالاتفاق اہل عرب کی خوشی اور فخر اور فضیلت مردون مین جماع کی قوت مین ایک امر مقرر ہے اور اسپر اس سے زیادہ اور دلیل کیا ہوگی کہ سید انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کے کرنے والے تھے اور نکاح کا حکم کہ چار عورتون کے ساتھ ایک کر نیکا ہے آپ کو اس سے زیادہ مباح ہوا ..... اور آنحضرت نے فرمایا مین صبر کرتا ہون کھانے اور پینے سے اور نہین کرتا ہون عورتون سے .. اور حضرت کو جو جماع کی قوت تھی وہ بھی معجزہ مین داخل ہے - کیونکہ ایک شب مین وہ سب بیبیوں سے مباشرت فرماتے تھے " صـ۲۲ تا صـ۲۹ ہمارے مخاطب کا کلام کیسا صادق آیا " فعل کا اثر ہمیشہ قول سے زیادہ ہوتا ہے - (اور یہان قول سے زیادہ فعل در اصل بھی تھا) لھذا جب بادشاہون کے متعدد محلات ہوئے تب رعایا اُن کی تقلید سے کب چوکتی تھی " صـ۲ اور یہان تقلید نہین - بلکہ سنت نبوی ہے " اسپر اس سے زیادہ دلیل کیا ہوگی - کہ سید انبیا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کام کے کرنے والے تھے " پس اب قرآن و حدیث و سنت نبوی اور کلام اصحاب و تفاسیر معتبرہ کو چھوڑ کر ہم اس انگریزی خوان نیم عقل حامی اسلام کا قول کیسے مانین جو کہتا ہے کہ بہر کیف حکم تعداد ازدواج کو از قسم مواہی سمجھنا چاہیئے -

مولوی محمد حسین صاحب بھی اس کثرت جماع کے معجزہ کی طرف اشارہ

تو کرتے ہین ۔مگر اس کے بیان سے شرماتے ہین ۔ آپ داؤد سلیمان
کی کثرت ازواجی کی مذکورہ کے بعد رقمطراز ہین کہ " ایسا ہی آنحضرت صلعم
کو سمجھنا چاہیئے انبیا ءمین یہ قوت بطور خرق عادت پائی گئی ہے ۔ جسکا
عقلی سر ہم اس خوف سے بیان نہین کرتے کہ مخاطبین کے عقول اسکے
فہم سے ابھی قاصر ہین " صفحہ ۱۹۵ داؤد اور سلیمان کی کثرت ازواجی اونکی اپنی
شریعت کے خلاف نہ تھی جسکا مذکور آگے آوے گا ۔ حضرت کی کثرت
ازواجی شرع اسلام کے خلاف تھی پھر بادشاہون کا بہت سے عورتون
کو فراہم کرنا یہ قدیم سے رواج کے موافق تھا لوگ اس کو شان بادشاہی
سمجھتے تھے ۔ اور اسلامی سلاطین ابتک سمجھتے ہین ۔ ہم اس کو معیوب
جانتے ہین اور داود اور سلیمان کی حمایت اسارہ مین کہتے شرماتے ہین ۔
اور ہم کو جرءت نہین کہ ہم اس عیاشی کو معجزہ یا خرق عادت کہین گے
جو آپ نے یہ کفر بکا ہے کہ آنحضرت نے عالم شباب سے لیکر پچاس سال
تک صرف حضرت خدیجہ پر قناعت اختیار کی اور حضرت مسیح سے فی الجملہ مماثلت
ثابت کی اور اونکی وفات کے بعد مردانہ قوت کی طرف توجہ فرمائی اور
حضرت داؤد سے مشابہت ظاہر کی اور کہ آنحضرت اوصاف انبیا کے جامع
تھے صفحہ ۱۹۵ و ۱۹۶ ۔ اسکا جواب یہ ہے کہ آنحضرت ابتدائی عمر سے عثمان یاری
رکھتے تھے ۔ اور اپنے گھر مین شکار کھیلنا شروع کر دیا تھا ام ہانی کا قصہ
ہم آپ کو سنا چکے اور اس کے بعد آپ خدیجہ کی چاکری کرنے لگے ۔ اور
بچے جنانا شروع کر دئے اس ایام مین آپ کو شبہ ہوا کہ آپ کاہن ہو گئے
اسی ایام مین آپ خودکشی کے درپئے ہوئے اور پھر آپ حضرت مسیح
کی مشابہت کا دعوے کرتے ہین ۔ رہی داؤد کی مشابہت کیسی شرم
کی بات ہے کہ کوئی خدا کی نافرمانی کرے اور آدم کا مثل بنے قتل کرے

اور موسےٰ کی نظیر بنے جھوٹھ بولے اور ابراہیم کا مقلد بنے اگر اس معنی مین حضرت اوصاف انبیاء سابقین کے جامع تھے" تو یہ حق ہے آپ بھول گئے کہ قرآن مین حضرت یحیی کے محامد بیان ہوئے ہین۔ کہ وہ حصور یعنی عورتون سے پرہیز کرنے والے ہونگے ال عمران ع حضرت انکے اوصاف کے جامع کیون نہ بن سکے۔ محمد اور مشابہت مسیح ساچہ نسبت خاک را با عالم پاک۔

فصل نہم۔ حضرت کی کثرت ازواجی کی معذرت

مین لوگون نے بہت کچھ کہا ہے مگر وہ کل عذرات بد تر از گناہ ہین او معترضین کی کرفت بمصداق ع زند جامۂ ناپاک گازرن برسنگ ہے چنانچہ سید صاحب فرماتے ہین۔

دفعہ اول "شاید بعض عقد آپنے اولاد ذکور کی خواہش سے کیئے ہون" اولاد ذکور کی خواہش کوئی شرعی خواہش نہین حضرت ہندو نہ تھے کہ فرزند نرینہ کا وجود اپنی نجات اُخروی کے لئے لازمی سمجھتے۔ اور پھر آپ یہ بھی تسلیم نہین کرتے کہ حضرت اپنے لئے کوئی بادشاہت پیدا کر رہے تھے۔ تخت نشینی کے واسطے فرزند چاہتے تھے۔ اگر یہ ہوتا تو اس کے لئے بھی فرزند لازمی نہ تھا پھر قرآن مین کفار عرب کی رسم کی مذمت آئی ہے۔ کہ وہ لوگ مثل ہندون کے لڑکون کو مبارک اور لڑکیون کو منحوس جانتے تھے۔ حضرت اسوقت ہرگز بے اولاد نہ تھے۔ آپ کی بیٹی فاطمہ زندہ تھی علی آپکا داماد موجود تھا نواسے موجود تھے۔ اگر اب بھی آپکو فرزند کی حرص تھی۔ تو آپ بوالہوس تھے بے اولادی کیحالت مین شاید آپکا عذر کسی درجہ تک مسموع ہوتا۔

مولوی محمد حسین کہتے ہین" اولاد خصوصاً نرینہ جسکو پہلے انبیا نے بھی چاہا ہے۔ اور ہر ایک انسان بالطبع اس کی خواہش رکھتا ہے ان نکاحون سے آپکو مطلوب تھی"۔ اور آپ ہمکو یاد دلاتے ہین کہ "حضرت ذکریا نے اپنے لئے خدا

سے فرزند نرینہ کی دعا کی تھی" صفحہ ۱۹۱ ہمارا اعتراض یہ ہے کہ ان تمام حرص
وہوا کو پورا کرنے کے لئے حضرت نے موافق شرع اسلام چار جوئون پہ
اکتفا کیون نہ کیا - کوئی نیک مرد اولاد ذکور کی آرزو مین مرتکب منہیات نہ
ہوگا - جب شریعت چار کی موجود تھی تو چار سے زیادہ کرکے اولاد کی خواہش
کرنا کیا معنی - کیا دنیا مین حرامزادون کی کثرت منظور ہے - آپ بتائین
کہ کس نبی نے اولاد ذکور کی خواہش مین اپنے شریعت کا عدول جائز
رکھا - سچ ہے کہ ذکریا نے فرزند کی خواہش کی - مگر کس حالت مین جبکہ وہ
بڈھا ہو گیا تہا - اور اس کی عورت بانجہ ثابت ہوئی وہ بالکل لاولد تہا بیٹی یا
نواسے نہ رکھتا تہا - اس کی خواہش حق بجانب تھی - مگر اس آرزو کو پورا کرنے
کے لئے ذکریا نے کثرت ازدواجی کے ذریعہ نہ چاہے تمام عمر خدا پر شاکر
رہا - اور خدا نے اوس کی آرزو پوری کی تو اسکی ایک ہی بیوی کو جو اس کی
جوانی کی رفیق تھی بارور کیا اور برکت دی - اگر حضرت مثل ذکریا کے خدا پر شاکر
رہتے اور عدل سے فرزند چاہتے تو بہتر ہوتا - مگر حضرت کو اسکی ضرورت نہ تھی
آپ بے اولاد نہ تھے - اور اگر آرزو کی تھی تو اپنی شریعت کے اندر رہتے اس سے
تجاوز کیون کیا - اس کا جواب نہ سید صاحب سے بن آتا ہے نہ مولوی صاحب سے -
اسکا جواب یہی ہے کہ حضرت شہوت پرست تھے عیش اڑاتے تھے -

دفعہ دوم دوسرا عذر سید صاحب یون کرتے ہین "واقعات کو بحیثیت
کذائی دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے - کہ ان نکاحون سے عمدہ نتائج پیدا ہوے
یعنی انہین کی بدولت قبائل عرب مین باہمی جنگ و جدل موقوف ہوا
اور گونہ موافقت اور اتحاد پیدا ہوا " صفحہ ۲۱۱ کتنا لغو سخن ہے سراسر خلاف
واقع بتائے کس قبیلہ سے اور کب اور کیونکر کسی ایک نکاح کی وجہ سے صلح و
آشتی کی بنیاد پڑی ؟ "باہمی جنگ و جدل موقوف ہونا" آپ کس خواب

خرگوش مین ہین - خانہ جنگیان پیدا ہوئین حضرت کا ناکون دم آگیا -
سوتیا ڈاہ نے تمام امور تہ و بالا کردیئے تھے - خاندان کو مٹا دیا حفصہ و عایشہ
نے اولاد حضرت کو تمام حقوق سے محروم کرادیا - جنگ جمل کے حالات تو خود
آپنے انگریزی کتاب مین تسطیر فرمائے - حضرت کی جورون کے باپون نے خلافت
کو دبا کر اور آل محمد کو محروم کرکے معرکہ کربلا کی بنیاد ڈالی تھی - اور وہ جنگ و جدل
اور شور و شغب برپا کرایا جس کی نظیر صفحہ تاریخ جہان پر نہین مل سکتی مگر سچ
تو یہ ہے کہ اُن نکاحون نے حضرت کے ایوان نبوت کو خاک مین ملا دیا
ہے - اور حضرت کو جوروئین جمع کرنے والا عورتون کے عشق مین مبتلا صحبت
اور جماع سے عدیم الفرصت ثابت کر دیا ہے - ان نکاحون کی کثرت و
حقیقت نے عایشہ پر سے الزام زنا ہٹانے کے لئے سورۂ نور کو نازل کرایا
طلحہ و زبیر کے ہاتھ مین عثمان حکومت دیدی - علی کو خراب کیا - فاطمہ کو
غمزدہ گور مین اُتارا - حسن و حسین اور اسکی اولاد کا خون بہایا - اور کیا کیا -
کیا چھپا نہین کہ آپ نہ دیکھین - اگر کوئی حضرت سے پوچھتا تو وہ آپ
فرما دیتے ع شامت اعمال ما صورت نادر گرفت -

مگر حضرت اپنی زندگی مین اپنے کئے کی کافی پاداش پا چکے ہین چنانچہ
مدارج والا لکھتا ہے صفحہ [illegible] جلد ۲ "حضرت نے ازواج سے بہت آزار
کھینچے اور ملول ہوئے پھر سوگند کی کہ ایک مہینہ تک اُنکے پاس نہ جاوینگے
اور سزا دیوین تاکہ وے اپنے کئے سے پشیمان ہون" آخر حضرت خود
اپنے کئے سے پشیمان ہوئے ایک ماہ پورا ابھی نہ ہوا تھا کہ آپ جورون سے
ملنے کو آئے - نوجوان عایشہ نے اس بے صبری پر طعنہ مارا ہے تو کہا
"یا رسول اللہ آپنے قسم کی تھی کہ ایک ماہ تک ہمارے پاس نہ آوُگے
اور حال یہ کہ مین نے شمار کئے کہ ۲۹ روز سے زیادہ نہین ہوتا" فرمایا

ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ مہینہ ۲۹ روز سے زیادہ نہین ہوتا" منہاج ص۲۸۵ ہم
حضرت کی تاویل کی داد دیتے ہین حضرت نے سچ فرمایا تھا مین عورتون
سے صبر نہین کر سکتا۔ حضرت اس عایشہ کی نسبت ہمیشہ بدظن رہے انکو
ڈر تھا۔ کہ کہین عایشہ مجھکو چھوڑ نہ دے چنانچہ جب آیت تخییر سنائی تو آپ کو
غم عایشہ کی وصلت کا اور فراق دامنگیر حال ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ عایشہ دنیا کو اور
اور زینت دنیا کو اختیار کرے" منہاج ص۴۵۵ ہمکو امید کرنا چاہئے۔ کہ بہرحال مسلمان
بیٹیان ممالک مغربی و شمالی کی امہات مومنین سے زیادہ وفادار اور تابعدار
شوہر کی ہوتی ہین۔ اور انکے شوہر انسے تہمت آزار نہین کھینچتے" شکر ہے
اگر وہ جیسی مان ویسی بیٹی کی مصداق نہین اور انہون نے حضرت کے
ازواج کے اخلاق نہین سیکھے۔ ہم اس طوفان بدتمیزی کے افسانہ سوز
کو کہان تک بیان کرین۔

دفعہ سیوم۔ ہمارا مخاطب یہ بھی کہتا ہے کہ حضرت نے "غریب و نادار
و بیوہ زنون کو جو کوئی ذریعہ معاش نہ رکھتی تہین...... اپنے حرم محترم مین
داخل کرکے انکی پرورش اور دستگیری کی" اس کی تردید تو سابق مین کما
حقہ ہو چکی۔ مگر یہ قول بھی غضب کا ہے قول کیا کشت زعفران ہے اور صرف
آپ ہی کا حصہ ہے "اس زمانہ اور اس قوم کے حالات کے موافق صرف
یہی طریقہ ان بیچاریون کی پرورش کا تھا" بیوہ پروری کا طریقہ اس زمانہ
مین جورو بنانا تھا! "صرف یہی طریقہ تہا" اسے حضرت زینب بنت جحش
کی بابت جو لکھا ہے کہ "وہ پالنے والی یتیمون اور بیوہ عورتون کی تھی"
منہاج ص۴۹۹ تو کیا اس سے ہم یہ سمجھین کہ حضرت کی جورو زینب رانڈ بیواؤن
کو اپنی جورو بنا لیتی تھی؟ مدعا کوئی طریقہ نہین بیوہ پروری کا تھا۔ اگر ایسا
ہوتا تو حضرت اہل عرب سے کیون فرماتے ہین۔ کہ "بیوہ محتاج کی ...

ہین ساعی کا ثواب مجاہد کے ثواب کے برابر ہے" مشارق الانوار حدیث نمبری ۱۲۹۳ - ہمارے مولوی بٹالوی کو اس بیوہ پروری کے عذر نے بہت ستایا ہے - چنانچہ مخالفین کا یہ اعتراض نقل کرتے ہین -
"اعتراض نکاح تو اور ہی ہین - جنکا بیان تمہارے کلام مین ہو چکا (یعنی تسلین وعفت نفس اور اولاد صالحہ کی طلب صلا۱۲۷) آنحضرت کو اُن نکاحون سے صرف یتیم وبیوہ پروری اور دوست یا دشمن نوازی منظور تھی - تو یون بھی ہوسکتی تھی کہ ان لوگون کی تنخواہ مقرر کر دیتے یا اور سبیل سے احسان کرتے اُن عورتون کو نکاح مین کیون پھنسا لیا اگر اتنا ہی مقصود تھا" صلا۱۹۱ اسکا جواب مولوی صاحب سے کچھہ نہین بن آتا - بجز اس کے کہ "اولاد خصوصاً نرینہ ... ان نکاحون سے آپ کو مطلوب تھی" پس بیوہ پروری کا خیال تو دہرا رہ گیا - یہ عورتین ضرور اس قسم کی ہونگی جن سے اولاد کی توقع کی جاسکتی تھی پس بڑھاپے کو رونا بے سود ہے - اور اولاد کی تمنا کے بارہ مین آئیندہ عرض کیا جاوے گا -

مگر بیوہ پروری پر حضرت کے دوسرے وکیل حکیم نورالدین صاحب کو ایک باکرہ برہان سوجھی ہے اور انھون نے جج صاحب اور نیز مولوی صاحب کو مات کر دیا - آپ فرماتے ہین " ان ایام مین چند بیوہ عورتون کی پرورش - اگر بدون نکاح حضور متکفل ہوتے تو پادری اور الزام پر کمر باندہتے فصل الخطاب جلد اول صلا۲۹ یعنی حضرت نے پادریون کے ڈر کے مارے بہت سے نکاح کر لئے ! سبحان اللہ یہ بھی ایک ہی ہوئی - میرا گمان تو ہے کہ محمد صاحب پر ڈر کسی کا نہین تھا - جورؤن کے حوالہ مین وہ تو خدا سے بھی نہیں ڈرتے - مگر ہان انکے وکیل "پادریون کے اعتراضات کو دیکھکر حیران ہین اور مضطر وپریشان" ایضاً صلا۲ - اور یہ کچھہ بے ہوشی سی کی ہانک رہے ہین

بہرکیف سید صاحب کو بھی معلوم ہوگیا اور حکیم صاحب کو بھی کہ بیوہ پروری
کا حیلہ کیسا باطل تھا۔ کیونکہ اگر حضرت کو بیوہ پروری کا خیال ہوتا اور اس
فیاضی کے آگے عرب مین کوئی پیچیدگی حائل ہوتی تو حضرت ان رانڈون
سے اپنی اُمت کی بال بچہ دار رنڈون کی دستگیری فرمانا زیادہ مناسب
سمجھتے۔ مگر ہمتو کبھی یہ صلاے کرم نہین سنتے کہ بخشیدم اگرچہ مصلحت ندیدم۔

دفعہ چہارم۔ بعض مولویون نے حضرت کی کثرت ازواجی کی معذرت
مین ایک یہ امر بھی پیش کیا ہے کہ جب اسلام مذہب پھیلنے لگا۔ اور بہت
سے مرد و عورتین مسلمان ہوگئین تو ضرور ہوا کہ اسلام کی باتین سکھلانیوالے
بھی زائد ہون مردون کے لئے مرد اور عورتون کے لئے عورتین تاکہ
تبلیغ احکام الٰہی اچھی طرح انجام پاوے ظاہر ہے کہ جسطرح عورت
سے عورت ہر ایک امر کہہ سکتی ہے اور دریافت کرسکتی ہے۔ مرد سے
ہرگز نہین کرسکتی اس لئے ضرور تھا۔ کہ آپ کی ہم صحبت عورتین بھی
ہوجاوین تاکہ وہ عورتون کو احکام شرعی پہونچائین۔ اور یہ امر ممکن نہ
تھا۔ بغیر اس کے کہ آنحضرت متعدد نکاح کرین۔ کیونکہ شریعت محمدیہ
مین غیر عورت کا ہم صحبت رہنا جائز نہین۔ البتہ شریعت عیسوی مین ..
غیر عورتون سے خلا ملا درست ہے۔ اور شاید اسوجہ سے عیسایون کی عورتین
بے تکلف اور بے روک ٹوک غیر مرد کے پاس خلوت و جلوت مین جاتی
ہین ... مگر اس کی وجہ سے جوکچھ فتنہ متصور ہے وہ ظاہر ہے" مولوی
محمد علی کانپوری کے تلبیسات صفحہ ۱۳۱ و ۱۳۲ اے کاش کہ اس معذرت کا کوئی
ایک جملہ بھی تو صحیح ہوتا۔ ہم کہتے ہین۔ کیا کوئی استثنا کسی مسلمان کے
لیئے اس حکم شریعت مین کہ چار عورات سے زیادہ کوئی شخص ایک وقت
مین نکاح نہ کرے روا رکھی گئی ہے ؟ چاہیئے کیسی ہی ضرورت درپیش ہو

کوئی مسلمان ۴ سے زیادہ نکاح نہین کرسکتا پس اب شریعت اسلام نے محمد صاحب کے اس فعل کو (اس کے لیئے چاہے وہ آپکی معذرت والی ضرورت تسلیم ہی کی جائے) حرام ٹھہرایا پس کیا محمد صاحب تبلیغ اسلام سے حلال فعل کے لئے ۴ سے زیادہ جورو ئین رکھنے کے حرام فعل کو جایز رکھین گے - اور اگر جایز رکھین توکیونکر حرام کار نہ کہلائین گے -

۲- عورتون کی تبلیغ کے لئے کیا مسلمان شوہر کافی نہ تھے - کیا وہ اب کافی نہین ؟ ہم آپ کو بلکہ محمد صاحب کو ایک بہتر صلاح دین - محمد صاحب مردون کو تبلیغ اسلام کرین مرد اپنی جوروٗن کو اپنی ماوٗن کو اپنی بہنون کو اپنی بھانجیون کو اپنی بہو بیٹیون کو تبلیغ اسلام کرین -

۳- پردہ کی رسم عرب مین ویسی نہ تھی جیسی مسلمان اب ہند مین کرتے ہین - عورتین مسجدون مین مردون کے ساتھ نماز کرتی تھین احکام شرعی پوچھنے کیواسطے فقیہون کے پاس آتی تھین - خود حضرت کی جورو پردہ کرتی ہوئی فوج کی سرداری کرتی تھی جنگ جمل مین احکام نافذ کرتی تھی -

۴- پردہ کی رسم ابتدا زمانہ محمد صاحب مین نہین ہوئی بلکہ جب حضرت ۱۸ برس تک نبوت کا دعوے کرچکے اور ایک عمر تبلیغ اسلام مین بسر کرچکے تب حکم پردہ نافذ کیا - جبکہ آپ ایک ساتھ چھ جوروٗن کے خصم بن چکے تھے اور وہ بھی جبکہ آپ زینب کو غسل کرتے ہوئے ننگا دیکھکر اُسپر عاشق ہوچکے تھے - اور المرئقیس علٰے نفسہ اس ڈر کے مارے کہ شاید سب مسلمان ایسا ہی کرین اپنے سنہ ۵ مین اپنی عورات کی بابت پردہ کی آیت اتاری چنانچہ زینب کے قصہ مین مدارج والا لکھتا ہے " کہ شریعت حجاب بھی اس قصہ مین واقع ہوئی " صفحہ ۲۹۶ اور فیض الباری والا لکھتا ہے کہ اُمت کی عورتون کے پردہ کا حکم حدیث صحیح صریح سے ثابت نہین ہوا " صفحہ ۹۹ مطبوعہ لاہور -

۵- حضرت عورتون سے ایسی شرم کی باتین بیان کرکے تبلیغ اسلام کرنے
اور عورتین ایسی ایسی بیحیائی کے باتین انسے دریافت کرتی تھین کہ مجھکو حیرت ہے
کہ یا الہی وہ کونسا حکم شریعت اسلام کا تھا کہ کوئی عورت بے جھجک حضرت سے
خود نہ پوچھ سکتی تھی- اور جسکے بتانے مین حضرت کو سر مو تامل ہوتا چنانچہ پارہ
اوّل صحیح بخاری مین باب الحیاء فی العلم مین ہے کہ اُم سلیم آئی رسول اللہ پاس
سو اُس نے کہا یا رسول اللہ مقرر خدا حق بات سے شرماتا نہین کیا عورت پر
غسل واجب ہے جو ... ہو پس فرمایا حضرت نے- اگر ... دیکھے" (اسوقت تک
عورت منہ کھولے ہوئے حضرت سے ہمکلام تھی اب حضرت نے ایک بے شرمی
کیطرف اشارہ کیا کہ عورت شرما گئی) "پس ام سلیم نے اپنا منہ ڈھانک لیا اور کہا
یا رسول اللہ کیا عورت بھی ... ہوتی ہے فرمایا ہان" (اور شاید منہ ڈھانکنے پر
خفا ہوئے فرمایا) "خاک آلودہ ہو تیرا دہنا ہاتھ" (جس سے چادر منہ پر لے آئی تھی)
"پس کس لیے ہمشکل ہوتا ہے اس سے بچہ اسکا" حضرت تو اس بے حجابی کی باتو
سے بھی حجاب کرنیسے خفا ہوتے ہین- اور آپ پردہ داری کرتے ہین- شاید اس
بے حیائی کی گفتگو کی نظیر مسیلمہ اور سجاحتہ کی گفتگو ہو اذرہ سمجھئے تو یہ مسلمان عورت
اور مسلمانون کے نبی کیسے بے تکلف و بے روک ٹوک خلوت و جلوت کررہے ہین
اور آپ عیسائی عورتون پر طعن کرتے ہین ؟ شرم ! یہ تو ایک غیر عورت نے
حضرت سے مسئلہ شرعی پوچھا اب مین ایک اور نظیر اس بات کی دیتا ہون کہ
حضرت کی زوجہ ایک غیر مرد سے کس طرح مسئلہ شرعی بیان کرتی ہے- اسی
پارہ صحیح بخاری کے آخر مین ہے- کہ "سلیمان بن یسار سے روایت ہے کہ مین
عائشہ سے اس ... کا حال پوچھا جو کپڑے پر لگ جاوے کہا مین دھوتی تھی ... کپڑے
سے نبی کے پس نماز کو جاتے اور کپڑے مین تیری رہتی تھی"
پہنے- مرد ... دوہتا ہے- جو عورت ہی خوب جانتی ہے اور ... عورت

کا حال ایسا تنا تھا ہے کہ مردشہ اجاوے۔ اسی طرح صحیح بخاری پارہ ثانی
میں "عایشہ سے روایت ہے کہ جب حضرت کی جوروؤن میں سے کسی کو حیض
آتا "۔ حضرت اس کے ساتھ ایسی حالت میں مباشرت کرنا چاہتے (آگے بڑی بے
شرمی کے عمل کا مذکور ہے۔ ہم ترک کرتے ہیں) جو چاہے کتاب پڑھ لے
فیض الباری ترجمہ اردو بخاری مطبوعہ لاہور صفحہ ۱۷۳ آخر کچھ بے شرمی کی انتہا
بھی ہے؟ حیض میں مباشرت اور اُم المومنین کا اسکو یون علانیہ بیان
کرنا اور امام بخاری کا اس سے مسایل اخذ کرنا بریں ریش فش!

اور اگر ان مسایل کے سیکھنے کے لئے عورتین ضرور تھین تو لا کلام ضرور تھا کہ
حضرت کی ہمصحبت عورتین بھی ہو جاوین تاکہ عورتون کو احکام شرعی پہنچاوین
اور یہ امر ممکن نہ تھا بغیر اس کے کہ آن حضرت متعدد نکاح کرین (بیشک کیونکہ
ان مسایل کے بتانے کے لئے پورا تجربہ ہونا چاہئے تھا۔ مگر اب تک ہم نہ
سمجھ سکے کہ کیا صرف بی بی عایشہ کافی نہ تھین کہ تمام عورتون کو بتا دین کہ حضرت
کس طرح صحبت کرتے تھے کون کون حرکات عمل میں لاتے تھے کپڑا کیسے صاف
کرتے تھے ایام میں کس طرح مباشرت کرتے تھے۔ کیا ضرور تھا کہ ان گندگی
کی مسائل کی تبلیغ کے لئے چار سے زیادہ عورتین حضرت کی ہم صحبت ہوین پس
یہ کیا صد بدتر از گناہ ہے۔

۶ آپ کو یہ بھی معلوم ہو کہ مثل مردون کے حضرت عورتون کو بھی وعظ سنایا کرتے
تھے چنانچہ پارہ اول صحیح بخاری میں ہے کہ "ابن عباس سے روایت ہے
کہ حضرت نبی بلال کے ساتھ نکلے اور گمان کیا کہ عورتون نے وعظ نہین سنا سو
حضرت نے انکو وعظ سنایا"۔ اور دوسری حدیث اسی جگہ یون مرقوم ہے "ابی
سعید خدری سے روایت ہے کہ عورتون نے نبی سے کہا کہ آپکے پاس مرد ہم پر
غالب آگئے پس آپ ایک دن خاص ہمارے واسطے مقرر فرمائے۔ سو حضرت نے

عورتون سے ایک دن کا وعدہ کیا جس مین اُن سے ملاقات کی۔ اور وعظ
سنایا اُنکو اور حکم دیا اُن کو" پس جناب مولوی صاحب آپ تبلیغ اسلام کے لئے حضرت
کو متعدد نکاح کرنے پر مجبور نہ کرین وہ تبلیغ اسلام بغیر نکاح کے کر رہے ہین۔ اُو نکاح
بغیر تبلیغ اسلام کے۔

دفعہ پنجم۔ ایک اور معذرت ہمارے مخاطب نے حضرت کی کثرت ازدواجی پر
پیش کی ہے وہ کتاب انگریزی مین اس طرح مرقوم ہے" کثرت ازدواجی کی
حد کی تلقین مدینہ مین چند سال بعد ہجرت کے ہوئی۔ . . . . تمام نکاح حضرت
کے قبل نزول آیت حد کثرت ازدواجی عمل مین آچکے تھے اور اس کے ساتھ
دوسری آیت نازل ہوئی جس سے تمام حقوق حضرت کے ساقط ہوگئے۔
اور گو کہ تابعین چار تک نکاح کرنے کے مجاز تھے۔ اور اختیار طلاق کی وجہ سے
نئے نکاح بھی کر سکتے تھے۔ حضرت نہ تو اپنی کسی زوجہ کو طلاق دے سکتے تھے۔
اور نہ کسی نئی کو نکاح مین لا سکتے تھے" ص ۳۴۳ جھوٹھ ہو تو ایسا ع این کار از تو
آید و مردان چنین کنند + آیت حد نکاح سورہ نساء مین وارد ہوئی ہے۔ اور
سورہ نساء کو مکی سورہ بھی کہا گیا ہے۔ دیکھو اتقان جلد اول شروع حضرت
نے جوروُن کی بھرمار مدینہ مین جاکر بعد ہجرت کی۔ پس اس بیرونی شہادت سے
آیت حد نکاح کا وجود قبل کثرت ازواجی آپ کے پیمبر کے ثابت ہے مگر ہم اُنکو
اسکی تائید مین اندرونی شہادت قران بھی سناوین۔ کیونکہ قران سے معلوم
ہوتا ہے کہ "کثرت ازواجی کی حد" کی آیت بہت پہلے سے سنائی جاچکی تھی۔
اور جسوقت حضرت عورتون پر عورتین کرتے جاتے تھے۔ اُسوقت اُنکو معلوم تہا۔
کہ شریعت اسلام مین صرف چار عورتین حلال ہین۔ چنانچہ سورہ احزاب مین جس مین
زینب کے ساتھ حضرت کے نکاح کی کیفیت مندرج ہے۔ حضرت کو وہ عورتین
گنائی گئی ہین۔ جن کو وہ جورو بنا سکتے تھے۔ یعنی وہ عورتین جن کو نکاح کے

ہجرت کرکے آئی ہون۔ جو لوگ کہ مسلمانون کے ساتھ بجزت کر کے دوسرے ملک سے مدینہ کو نہین آئے تھے اون کی بیٹیان حرام ہین... تو بھی چاہیے۔

ہمراے جاوین یا لونڈیان یا چچا اور پھوپھی اور ماموں اور خالہ کی بیٹیان جنہون نے ہجرت کی یا کوئی عورت مسلمان جو اپنی جان بخشدے "نری تجھی کو سوائے سب مسلمانون کے" اور اسی شریعت کے ساتھ کہا جاتا ہے "ہم کو معلوم ہے جو ہمنے ٹھہرادیا مسلمانون پر انکی عورتون مین اور اُنکے ہاتھ کے مال مین تاکہ نہ ہے تجھپر تنگی" ع پس جو مسلمانون پر ٹھہرایا کہ چار جوروان اور لونڈیان حلال وہ ان واقعات سے بہت قبل ہے اور فراخی صرف حضرت کو دی جاتی ہے "سوائے سب مسلمانون کے تا نرہے محمد پر تنگی"

سنہ ۴ ہجری تک حضرت ۴ جوروان کر چکے تھے۔ ۵ھ مین حضرت نے پانچوین جورو کی زینب زوجہ زید۔ اسکا قصہ سورہ احزاب مین وارد ہوا۔ اس قصہ کے سلسلہ مین حضرت کو فراخی دی گئی اور بتلایا گیا۔ کہ "ہمکو معلوم ہے جو ٹھہرادیا مسلمانو پر" جس سے اظہر ہے کہ آیت حد کثرت ابتدا مین ہو چکی ہے اور حضرت کی کثرت ازدواجی اس آیت کے بعد۔ چنانچہ زینب کے نکاح کے بعد حضرت نے جویریہ۔ ام حبیبہ۔ حفصہ۔ میمونہ۔ ماریہ وغیرہ وغیرہ کو جوروان بنایا پس حضرت کا جوروان کرنا قبل آیت حد کے بتانا محض جھوٹ بولنا ہے۔ آیت حد قبل ہے اور جوروان کرنا بعد مین اور اسی غرض سے کہ "محمد پر تنگی نہ رہے" اب وہ آیت جسپر آپ استدلال کرتے ہین یہ ہے "حلال نہین تجھکو عورتین اس پیچھے اور نہ یہ کہ اُنکے بدلے اور کیجے عورتین اگرچہ خوش لگے تجھکو اُنکی صورت مگر جو مال ہو تیرے ہاتھ کا" احزاب ع۶ اُبی بن کعب وغیرہ نے اس کے معنی یہ بتائے ہین کہ اس کا اشارہ ان چار قسم کی عورتون کیطرف ہے جنکا ذکر اوپر ہوا جو محمد صاحب کو حلال تہین یعنی "حلال نہین تجھکو عورتین سوائے ان اقسام مذکورہ کے" اور بسند ترمذی ابن عباس سے بھی یہی مروی ہے۔ لایحل لک من بعد الاجناس الاربعۃ۔ جلالین کمالین حاشیہ اور فتح الرحمٰن شاہ ولی اللہ صاحب مین بھی یہی مراد ہوا ہے پس

اس سے حضرت کے لئے کوئی حد معیّن نہیں ہوئی بلکہ قسم عورات معین ہوئی
ہے یعنی اُن چار قسمون مین اختیار ہے چاہے حضرت ہزار کرلین یا بارہ سو چنانچہ
شاہ عبدالقادر بھی اپنے فایدہ مین لکھتے ہین "یعنی جتنی قسمین کہدین اُس سے
زیادہ حلال نہین ۔ ۔ ۔ حضرت عائشہ نے فرمایا یہ منع آخر کو موقوف ہوا سب عورتین
حلال ہوگئین "۔ پس کہو حضرت کی شہوت رانی کے لئے یہ آیت کیسے روک
ٹھہر سکتی ہے ۔ اس مین تو حد مقرر نہین اور جو حد اقسام عورات کی مقرر معلوم
ہوتی ہے وہ بھی موقوف و منسوخ ہوئی یا یون کہین کہ اس حد کو بھی حضرت
نے مثل قسم تحریم ماریہ کے توڑا ۔ !

پھر اگر ہم آپ کے اس جھوٹے بہانے کو کچھ دیر کے لئے تسلیم کرلین کہ دراصل
حضرت اپنی ۹ یا ۱۰ جورو ان قبل آیت حد کر چکے تھے ۔ تو بھی حضرت کی صفائی نہین
ہوسکتی ۔ کیا اس سے یہ لازم آتا ہے کہ حضرت وہ زیادہ نکاح جو بقول جناب اُس
آیت کے قبل کر چکے اپنے اوپر حلال کرسکتے ہین ۔ اگر اُس آیت کی پابندی کسیطرح
فرض تھی تو زائد نکاحون کا مابعد فسخ کرنا لازم تھا جس طرح کہ اگر کوئی شخص قبل
اسلام یان سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ نکاح کرچکا ہوتا تو اسلام مین آنے سے اسپر
مان ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کا رکھنا حرام ہوجاتا اور نکاح فسخ ہوتا اور جس طرح یہ حدیث
ہے کہ اگر کوئی دس جورون کا شوہر مسلمان ہوجائے ۔ تو اُس کو چھ جورون کو
طلاق دینا چاہئے ۔ جامع ترمذی مترجم کتاب النکاح صفحہ ۳۴۲ نولکشوری ۔ پس
حضرت کو لازم تہا کہ اگر وہ شریعت حد نکاح کے قبل ایک فعل کر چکے تھے تو اعلام
کی شریعت کے اعلان پر اُس کی پابندی مثل ہر مسلمان کے کرتے ۔

آپکا یہ کہنا بیجا ہے کہ اس آیت حد نکاح کے ساتھ ہی دوسری آیت بھی نازل
ہوئی جیسا ہم دیکھا چکے ۔ پر تھوڑی دیر کے لئے ہم یہ بھی مانے لیتے ہین ۔ تو آپ
غور کرین کہ اگر ان آیت حد نکاح سے تمام مسلمانون کو انکی زاید جورو الگ [illegible]

تھیں تو حضرت نے وصل لینے واسطے اس آیت کے حیلے سے وہ جایز رکھا جس کے
وہ مشتاق تھے۔ کیونکہ اپنی جوروؤن کو جدا کرنا انپر شاق گذرا اپنی رعایت کی گو
دوسرون کی رعایت نہ کر سکے۔ اب رہی اپنے اوپر طلاق کو ناجایز کرنے کیصورت
تو پہلے تو آپ اپنی جوروؤن کو مسلمانون پر حرام کر چکے تھے۔ اور اُن کو ڈرا چکے
تھے۔ کہ کوئی تم سے شادی نہ کریگا جو مجھ کو چھوڑ دوگی۔ آخر ایک جورو نکل گئی
بس آپنے اپنے اوپر طلاق ہی ناجائز کرلیا۔ تاکہ کوئی جورو نکل نہ جاوے کیونکہ
اُنکی جوروان اُنکو ڈرایا کرتی تھین۔ کہ ہم چاہین تو نکل جاوین "کلینی بسند ہاے
معتبر بسیار روایت کردہ است از امام محمد باقر و امام جعفر صادق کہ گفت بعضے از
زنان محمد گمان میکند کہ اگر مارا طلاق بگوید ماکفو خود را نخواہیم یافت از قوم خود
کہ مارا تسنر و نیج نماید و بروایت دیگر زینب گفت کہ تو عدالت نمی کنی میان ما باآنکہ
پیغمبر خدائی و حفصہ گفت کہ اگر مارا طلاق بگوید ہمتائے خود را خواہیم یافت از قوم خود
کہ مارا تسنر و نیج نماید و بروایت دیگر این ہر دو سخن را زینب گفت" حیات القلوب باب ۴۲
ص۳۰۲ بلکہ حضرت کو نکل جانے کا بڑا اندیشہ خود اپنی پیاری بی بی عایشہ کی نسبت
بھی رہا کرتا تھا۔ چنانچہ جب آپنے آیت تخییر سنائی "تب حضرت کو بھی غم عایشہ کی
وصلت کا اور فراق دامنگیر حال ہوا کہ ایسا نہو عایشہ دنیا کو اور زینت دنیا کو اختیار
کرے" یعنی میرے پاس سے نکل جاوے۔ منہاج جلد ۲ ص۳۱۱ دوسری بات یہ
ہے۔ کہ اگر حضرت کو کوئی ضرورت درپیش آتی تو وہ اس آیت کی اصلاً پروا نہ
کرتے بلکہ حرف غلط کیطرح مٹا دیتے۔ یہ سب خودغرضی پر مبنی تھا۔ کیونکہ اگر اس آیت
سے مطلق منع طلاق وغیرہ نکلتا ہے تو اُس واقع کے بعد ماریہ کے ساتھ پکڑے جانے
پر آپنے اپنی ازواج کو دھمکایا کیسے تھا "ابھی اگر نبی طلاق دے تم سب کو اُسکا رب
بہت سی عورتین تم سے بہتر تحریم ع یہان طلاق دینے کا اختیار بھی آنا
ہے "اگر نبی چاہے"۔ اور دوسری عورتین کرنے کا اختیار بھی خدا جانے یہ

مولوی قران کو کس طرح پڑھتے ہین ۔ حضرت اپنے عمل سے جابجا بار بار اسکا
کو توڑتے ہین ۔ جسکو وہ کلام خدا بتاتے ہین ۔ مگر خیر ہم مولویون کو ۔ انہی کے
ہین انکی خاطر ایک دم کو ملے لیتے ہین کہ حضرت پر جوروؤن کی تعداد محدود
تھی اور یہ بھی کہ وہ کسی جورو کو طلاق نہ دیوین ۔ تو بھی آپ گوش ہوش سے سنیت
کہ اس آیت مین ممانعت ہے تو جوروؤن کی نہ مطلق عورتون کی کیونکہ آخر فقرہ
مین "جو مال ہے تیرے ہاتھ کا" اس قید سے مستثنیٰ ہے پس حضرت نے دراصل اسنے
اوپر آسانی کی کہ عیاشی بھی کرتے جاوین ۔ نت نئی عورتون سے صحبت کرین کیونکہ
یہ وقت عروج اسلام کا ہے ہزارہا لونڈیان ایک سے ایک بڑھکر حور تمثال حضرت
کے ہاتھ آتی ہین ۔ اور جورو مین کرنے کی سر دردی بھی نہ اُٹھاوین ۔ چنانچہ مدارک
سے معلوم ہوتا ہے اس آیت کی تفسیر مین ۔ کہ اس آیت کے بعد ماریہ لونڈی
سے حضرت ملے ۔

محمد علی صاحب نے بھی اپنی تلبیسات مین اس آیت سے استدلال کیا ہے اور حضرت
کی گویا معیتبین بیان کرکے روئے ہین ۔ مگر ہمنے دکھلایا کہ کیسی کچھ آسانی حضرت
نے اپنے نفس پر روا رکھی ہے ۔ مگر ایک بات اور ہے کہ یہ آیت جیسا ہم کہہ چکے ہین
بیت ہے حضرت کے لیئے کوئی معنی نہین رکھتی اُنکے اعمال اسکے خلاف ہر طرح سے
ہین ۔ چنانچہ ملانون نے اسکو قران سے ہی منسوخ بتایا ہے اور حدیث سے بھی
مدارک مین ام سلمہ و عایشہ کی حدیث کا حوالہ ہے ۔ اور آیت ماسبق سے بھی
اسکی تنسیخ ہوتی ہے ۔ یہ بھی مدارک ہی سے ظاہر ہے ۔ مگر ہم اُس پر ایک اور
شہادت خود ہندوستان کی لاتے ہین ۔ صاحب تفسیر حقانی اپنے مقدمہ صفحہ ۱۳۹ مین
بیان فرماتے ہین "آیات قرانیہ اور احادیث نبویہ مین بھی تناسخ واقع ہوتا
ہے ۔ یا نہین ؟ جمہور کہتے ہین واقع ہوتا ہے ۔ اور اس کی دو قسم ہین اول
نسخ الکتاب بالسنۃ جیسا کہ یہ آیت لا یحل لک النساء الآیۃ حدیث عایشہ سے

منسوخ ہے کہ آنحضرت صلعم نے انکو خبر دی ہے کہ خدا نے انکو جسقدر عورتین چاہین مباح کر دین رواہ عبدالرزاق والنسائی واحمد والترمذی والحاکم۔ اقول فیہ نظر کس لیئے کہ اس آیت کی ناسخ اس سے پہلی آیت ہے" پس معلوم ہوا کہ ہمارے یار ایک آیت منسوخ سے استدلال کر کے حضرت کی پردہ پوشی کرتے ہین چنانچہ صاحب تفسیر حقانی نے ان لوگون کی نسبت خوب فرمایا ہے (حاشیہ) "بعض حنفیہ شان آنحضرت علیہ السلام کے لیئے نکاح محدود نہ ہونے کو عیب سمجھتے ہین اور اس حدیث کو بپیرایۂ خیر خواہی اسلام بلا قاعدہ محدثین جھوٹھی بتاتے ہین" ہم ان حنفیہ کہ شانون کو کیا کہین جب ایک ٹکے کی چوٹ پر لینے والا مسلمان "تفسیر فتح المنان" مین انکی یون خبر لیتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس آیت نے حضرت کو بچایا نہین بلکہ اور بگاڑا کیونکہ حضرت نے عین اسکے خلاف عمل کیا۔

دفعہ ششم سنت انبیاء سابقین۔ ایک معذرت اور باقی رہی جاتی ہے محمد علی صاحب فرماتے ہین "جب انبیاء سابقین نے موافق رضا خدائے تعالے کے یہ فعل کیا تو حضرت سرور انبیاء محمد مصطفی بھی اسی زمرہ مین ہین۔ انکی لیئے کوئی نئی اجازت کی ضرورت نہین ہے۔ وہی انبیاء سابقین کی اجازت کافی ہے جنبا بیبیون کا کرنا منصب نبوت کے خلاف اور قابل طعن ہو جاویگا" ص۱۷۱ پیغام محمدی۔ اور مولوی محمد حسین بھی حضرت کو اسی برتے پر مثل داؤد و سلیمان لکھتے ہین۔ محمد صاحب کو انبیاء سابقین کے زمرہ مین تسلیم کون کرتا ہے۔ کہ آپ اس تسلیم کی بنا پر استدلال کرتے ہین انبیاء سابقین کے زمرہ مین حضرت کو بٹھانا یہ آپکی زبردستی ہے اور بلا کی۔ ہان نہ مان مین تیرا مہمان۔ مگر جواب سنئے۔

اعتراض یہ ہے کہ کسی نبی یا غیر نبی کو شریعت کے لحاظ سے عاصی و خاطی ثابت ہوگا۔ آپ خود فرماتے ہین کہ "اس مین شک نہین کہ تعدد ازواج کو غیر محدود چھوڑ دینا جیسا کہ شریعت موسوی مین کیا گیا حد اعتدال سے خارج ہے" ص۱۳۵

۱۱ الہی مروجہ کے خلاف نہ کرنا چاہیئے اگر کریگا تو اس شریعت

پس آپ کو معلوم ہے کہ شریعت موسوی مین تعدد ازواج کو غیر محدود چھوڑ دیا گیا
پس اگر کسی نبی یا غیر نبی نے اُس شریعت کی متابعت مین غیر محدود جوروان کین
تو وہ اُس شریعت کے اعتبار سے پاک ہے پر اگر برخلاف اسکی اُس شریعت کے خلاف کوئی
فعل کیا جاوے جو اسے اُس شریعت کے قبل وہ فعل مستحسن ہی کیون نہ رہا ہو
کرنیوالا گنہگار ہے جیسے شریعت موسوی کے قبل دو بہنون کا ایک وقت نکاح *
نے شریعت موسوی مین دو بہنون کا رکھنا حرام ہوا - پس اگر کوئی شخص اب دو
بہنین نکاح مین لاوے حرام کرتا ہے ایسا ہی غیر محدود ازواج کا رکھنا شریعت
موسوی مین حلال تہا - مگر اب آپ فرماتے ہین کہ شریعت محمدیہ نے ایسا نافع
اور عمدہ حکم دیا کہ پہلی شریعت اور اُسوقت کے رواج نے جو بلا حصر و تعین جائز تعدد
کا فتوے دے رکھا تہا - اول تو اُسے چار مین محدود کر دیا - مگر اس جواز مین بھی
... ل کی ایک سخت قید لگا دی "ص ۱۷۳" تو اب آپ بتائین کہ محمد صاحب نے جنہون نے
... ریعت موسوی کی اصلاح مین دم مار کر بقول جناب "ایسا نافع اور عمدہ حکم دیا" اپنی
شریعت کے خلاف "ایسے نافع اور عمدہ حکم" کو کیون عدول کیا - انبیاء سابقین
نے موسوی شریعت پر ہو کر غیر محدود تعدد ازواج کو جایز رکھا - شریعت اسلام نے
اُسکو جایز نہین رکھا اور تعدد کو محدود کیا حتی کہ اگر کوئی مسلمان پانچ جوروان
ایک ساتھ رکھ لے تو وہ زنا کار کہلاوے اور انبیاء سابقین کی سنت یا شریعت
موسوی کا جواز اُسکی حمایت مین دم نہ مار سکے - حضرت نے ایسے "نافع اور عمدہ حکم"
شریعت محمدیہ سے خلاف کر کے کس طرح ۱۵ یا ۱۶ یا ۲۰ یا زیادہ جوروین کرین
اعتراض ہے سو یہ ہے آپ جھکین نہین - یا تو محمد صاحب کو تعداد ازواج مین
شریعت موسوی کا پابند بنائین اور تعدد کے محدود کرنے کو ناجایز ٹھہرائین اور
اُسے "نافع اور عمدہ حکم" نہ فرما دین - یا محمد صاحب کو شریعت اسلام اور قران کا
عدول کرنے والا ... حرص اور شہوت پرست مانین اور بیجا سمجھ کر کیون نہ ...

میں حلال تھا حضرت یعقوب نے تو ایسا نکاح کیا

کا کرنا منصب نبوت کے خلاف نہیں ہوسکتا مگر نو بیبیوں کا کرنا منصب نبوت کے خلاف
ہے" بلکہ منصب معمولی شرافت اور دینداری اسلام کے خلاف بھی - یہ آپ کے عذرات
تھے - سچ ہے ع پائے چوبین سخت بے تمکین بود -
سید امیر علی صاحب اعلیٰ اعتراضوں سے بچنے کے لئے فرماتے ہیں - کہ "غالباً
یہ کہا جائیگا کہ آنحضرت کو نہ چاہیئے تھا - کہ کسی ضرورت سے خواہ کیسی ہی شدید
ہو تعدد ازدواج کی رسم قبیح کو خود عمل میں لاتے یا اسکو مباح کر دیتے" صـ ۳۱۴
یقیناً یہ ہرگز نہ کہا جائیگا - حضرت نے خوب کیا جو تعدد ازدواج کو عمل میں لا کر - ہم آپنے
کوئی بہتر اسے نہیں سمجھتے ہیں - مگر ہاں اگر اس رسم قبیح کو "مباح" کیا تھا تو اپنے لئے
صرف اسقدر مباح رکھتے جو اوروں کے لئے مباح رکھا تھا - اس سے تجاوز کرتے
صرف یہ کہا جائیگا کہ "آنحضرت کو نہ چاہیئے تھا کہ کسی ضرورت سے خواہ وہ کیسی ہی
شدید ہو تعدد ازدواج کی رسم قبیح کو اپنے لئے اس حد سے زیادہ روا رکھتے جو انہوں
نے اپنی شریعت میں آپ مباح قرار دی تھی - جب کسی امتی کے لئے کسی ضرورت
کی خواہ وہ کیسی ہی شدید ہو رعایت نہ رکھی تھی تو اپنے نفس کے لئے رعایت رکھنا
کیا معنی تھا - اور یہی آپ سمجھ گئے ہیں اور اب معلوم ہو گیا - کہ جن مورخین عیسائی
نے آنحضرت پر طعن کیا کہ آنحضرت نے تعدد ازدواج کر کے اپنے نفس سے وہ رعایت
کی جسکے مستحق آپ شرع شریف کے بموجب نہ تھے" صـ ۲۰۶ ہمارے ذی علم و شہرہ
آفاق مسلمان جج نے لاکھ سر مارا کہ اس طعن کو اٹھا دے مگر اس طعن کا ایک
ایک حرف ہزار زور کے ساتھ حضرت پر اور چسپان ہو گیا اور اسکا ایک ذرہ بھی
ہمارے مخاطب کے اٹھانے سے نہ اوٹھ سکا -

فصل دہم متعۃ النسا -

عبادات کی نسبت صرف اسیقدر کہ روائی اسلام کی نسبت [illegible] اگر [illegible]

ہوتی تو صبر کیا جاتا۔ حضرت کی شریعت مین متعہ بھی حلال ہے۔ متعہ صریح رنڈی بازی ہے خرچی دیکر کسی عورت سے رات دو رات تعلق پیدا کرنا اور چلتے پھرتے نظر آنا نہین۔ بلکہ وصعدار لوگ رنڈی بازی مین متعہ کرنے والونسے زیادہ وفاداری و آدمیت برتتے ہین۔ مولوی محمد علی کہتے ہین کہ متعہ کا جواز تو قران مجید سے ثابت نہین ہوتا بلکہ کئی مقام سے اسکا حرام ہونا اظہر من الشمس ہے۔ اب اگر احادیث سے اسکا ثبوت ہوتا ہو تو عیسایون کو اسپر اعتراض کرنا ہرگز نہین پہونچتا" اور پھر یہ کہ "کیا متعہ کا ثبوت قران مجید سے ہوتا ہے ہرگز نہین کیا ایسی آئتین قران مجید مین نہین ہین جن سے صاف صاف متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہے بیشیک ہین۔ دیکھو ارغام الشیاطین وغیرہ" پیغام محمدی صفحہ ۱۶۹ و ۱۷۰ بیشیک متعہ کا ثبوت قران سے ہوتا ہے اور ایسی کوئی آیت قران مین نہین ہے جس سے صاف صاف متعہ کی حرمت ثابت ہوتی ہو۔ دیکھو ضربت حیدریہ وغیرہ مسئلہ متعہ کے اثبات مین نص قران موجود ہے۔ فما استمتعتم بہ منھن فاتوھن اجورھن فریضۃً پھر جو کام مین لائے تم ان عورتون کو دیدو انکا اجورہ جو مقرر ہوا۔ النساء ع ضربت حیدریہ مین نہایت قاطع دلایل سے ثابت کر دیا ہے کہ یہ آیت متعہ پر نص ہے۔ اور سنی علماء کو بھی اس امر جیسا شیعون نے ثابت کیا ہے انکار نہین ہو سکا چنانچہ تفسیر ثعلبی مین منقول ہے کہ عمران بن حصین کہتا ہے کہ نازل ہوئی آیت المتعہ بیچ کتاب اللہ تعالےٰ کے نہین نازل ہوئی بعد اُس کے کوئی آیت جو منسوخ کرے اُسکو پس امر کیا ہم کو رسول اللہ صلعم نے اُسکا متعہ کیا ہم نے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور وہ مر گئے اور نہین منع کیا ہم کو اُس سے اور کہا ایک شخص نے اپنی رائے سے جو چاہا"۔ (یہ اشارہ ہے عمر کے حکم منع متعہ کیطرف) اور تبیان الحقایق شرح کنز الاقایق بیچ کتاب النکاح محرمات مین مذکور ہے کہ ابن عباس

حلت متعہ مین اس آیت سے استدلال کرتے تھے۔
اور یہ تو سب کو معلوم ہے کہ ہدایہ مین امام مالک کی نسبت منسوب کی گئی ہے
کہ وہ متعہ کے جواز کا قایل ہے پس اس کا انکار نہین ہو سکتا کہ قران مین آیت
متعہ موجود ہے سنی ناحق اس کو منسوخ بتاتے ہین کوئی حدیث اس کے
ہونیکا نہین ہے شیعون نے بڑے بڑے قطعی دلائل [illegible]
ثابت کردیا ہے کہ اسلام مین خود بحکم محمد صاحب متعہ حلال تھا اور [illegible] کی
حلال ہے۔ چنانچہ جملہ امامیہ اسپر کاربند ہین پس آپکا یہ کہنا کہ متعہ کا جواز قران
سے نہین ثابت مردود ہے اور یہ حیلہ کہ چونکہ احادیث مین اسکا ثبوت ہے اس
لیئے عیسایون کو اسپر اعتراض کرنا ہرگز نہین پہونچتا ابلہ فریبی ہے۔ ہم اسلام
پر اعتراض کرتے ہین اور اسلام کی بنیاد تم خود قران اور احادیث دونون کو
تسلیم کرتے ہو پس اگر قران مین مسئلہ متعہ کا ثبوت نہوتا۔ بلکہ صرف حدیث مین ہوتا
تو بھی اسلام ہمارے اعتراض سے محفوظ نہین رہ سکتا ہے۔ مگر اب تو قران کی
نص موجود ہے اور کوئی امر منافی متعہ قران مین نہین اور احادیث بھی موجود
ہین جو قطعی ہین۔ اور اسپر مسلمانان طبقہ اول و ثانی کے عمل بھی موجود ہین
جنپر تاریخ شاہد ہے پس متعہ سے انکار کرنا اور اسلام کو ماننا ممکن نہین سنیون نے
اب متعہ کو باوجود تسلیم سند حدیث حرام ٹھہرایا ہے۔ اور کچھ اسی بنا پر جس بنا پر ہمارے
سید صاحب کثرت ازدواجی سے بیزار ہین اور اس کو اب زناکاری کا تعلق فرماتے
ہین۔ دراصل متعہ نہایت ہی بے حیائی بداخلاقی و عیاشی کا مسئلہ ہے عورتون کو
ہم [illegible] کام مین لانا ہے مگر قران کی آیت مذکورہ صاف صاف اسکی موید ہے
سنی اس متعہ کو یہ نہین کہتے کہ اسلام مین حلال نہ تھا۔ بلکہ صرف یہ کہ حضرت
نے آخر زمانہ مین اسکو حرام ٹھہرا دیا۔ حضرت کے وقت مین وہ حرام نہ تھا۔ بہت
تمہارے حضرت بھی بڑے حضرت تھے۔ چنانچہ مترجم موطا امام مالک نکاح المتعہ

درست تھا ... حرام ہوا پھر عمر نے منع کیا

فائدہ ۔ یون قطعی ظاہر ہے کہ اوائل اسلام میں متعہ درست ہوا پھر فتح مکہ کے روز
حرام ہوا پھر جنگ اوطاس میں درست ہوا پھر حرام ہوا پھر تبوک میں درست
ہوا پھر حجۃ الوداع میں حرام ہوا اس بار بار کی حرمت اور حلت سے
لوگون کو شبہ باقی رہا بعض لوگ متعہ کرتے تھے بعض نہیں کرتے تھے۔
یہانتک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔ اور حضرت ابو بکر
کی خلافت میں ایسا ہی رہا اور حضرت عمر کی اوائل خلافت میں بھی یہی حال
رہا بعد اس کے حضرت عمر نے اسکی حرمت بر سر منبر بیان کی جب لوگون نے
متعہ کرنا چھوڑ دیا مگر بعض صحابہ اس کے جواز کے قایل رہے جیسے جابر بن
عبد اللہ اور عبد اللہ بن مسعود اور ابو سعید اور معاویہ اور اسماء بنت ابی بکر اور
عبد اللہ بن عباس اور عمرو بن حریث اور سلمہ بن الاکوع اور ایک جماعت تابعین
میں سے بھی جواز کی قایل ہوئی ہے ۔ (ملخص زرقانی) کشف الغطا مطبوعہ
مطبع مرتضوی دہلی سنہ ۱۲۹۹ھ جلد ثانی صفحہ ۳۴۱ غزوہ خیبر سنہ ۷ ہجری میں واقع
ہوا یعنی دعوے نبوت سے ۲۰ برس بعد حضرت اس کے ۳ برس بعد مر گئے۔
فتح مکہ سنہ ۸ ہجری میں ہوئی غزوہ تبوک سنہ ۹ ہجری میں ہوا اور آخری
حرمت متعہ عویہ حجۃ الوداع میں ہوئی جو آخری سال حضرت کی عمر کا تھا پس
کم سے کم ۲۰ برس زمانہ نبوت محمد صاحب میں متعہ کا حلال رہنا خود مخالفین متعہ کے
اقوال سے ثابت ہے اور یہ سال دو سال قبل وفات حضرت متعہ کے حرام ہونیکا
شبہ تاریخی قرینہ سے باطل ہے کیونکہ سنی اس سے بھی انکار نہیں کرتے کہ حضرت
عمر نے پہلا حکم دیا تھا۔ کہ جو شخص متعہ کریگا میں اسکو رجم کرونگا مگر خلیفہ اول ابو بکر
کے زمانہ میں متعہ ہوتا رہا۔ اور اس عمر کے فیصلہ کو خود اس کے بیٹے نے خلاف
شرع کہا۔ چنانچہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفا میں عمر کو اول من حرم
المتعہ اول شخص جس نے متعہ کو حرام ٹھہرایا لکھتے ہیں پس خلیفہ اول ابو بکر کے

زمانہ مین متعہ حرام ہوا - اگر محمد صاحب اپنی حیات مین متعہ کو حرام کر گئے تھے تو خلیفہ اول کے عہد مین حلال کیسے ہوگیا تھا کہ حرمت کا حکم عمر کو دینا پڑا حقیقت یون ہے کہ متعہ حرام کبھی نہین ہوا آیت متعہ قران مین موجود ہے - اسکا ناسخ کوئی حکم قران مین نہین - اور اگر قران مین کوئی آیت حرمت متعہ پر ہوتی تو ہرگز اختلاف صحابہ کے لئے گنجایش نہ تھی - اور اگر قران مین صریح آیت متعہ وارد ہوتی تو عبد اللہ بن مسعود سا قران دان متعہ پر اصرار کیونکر کرسکتا - چنانچہ صحابہ کے عمل کی کیفیت ہے جیسا جابر سے اوپر منقول ہوا وہ کہتا تھا کہ ہمنے متعہ کیا عہد رسول اللہ صلعم مین اور عہد ابو بکر اور نصف خلافت عمر مین پھر منع کیا اُس نے لوگون کو اُس سے یہ ایک پرانا مسئلہ ہے جس کے طرح طرح کے ثبات شیعہ مقابلہ مین سنیون کے دیکھئے اور سنیون سے کوئی جواب بن پڑا جو شخص چاہے طرفین کی کتب مناظرہ اس باب مین دیکھ لے -

پس اہل سنت کا متعہ کو حرام ٹھیرانا قران وسنت سے درگذر کرنا ہے شیعہ حق پر مین ورنہ اسکی حرمت ایسی ہی جیسی کہ کثرت ازواجی کی جسکو ہمارے سید صاحب مخالف منشاء قران وتعلیم محمدی سمجھکر "زنا کاری کا تعلق" فرماتے ہین -

فصل یازدہم

تقویم پارینہ

اب کہ ہمنے حضرت کے ازدواج کے حالات مفصل پر تحقیق کے ساتھ نظر ڈالی اور انکے ساتھ حضرت کی بےحیائی کے تعلقات دیکھے ہم یہ کہے بغیر نہین رہ سکتے اگر وہ بمصداق الحق مر انکے تابعین کو کیسا ہی ناگوار کیون نہ معلوم ہو کہ حضرت شہوت پرست وعیاش پرلے درجہ کے تھے -

خدیجہ کی وفات کے دو ماہ بعد ہی حضرت نے دو عورتون سے یعنی سودہ اور عایشہ سے نکاح کرلیا اور انکی جورون کا روزنامچہ جس سے مسلمان انکار نہین کرسکتے ہم ہدیہ ناظرین

کرتے ہین۔

سنہ	حضرت کی عمر شریف	نام ازواج مطہرات	مختصر کیفیت ازواج مطہرات کی
۱۰ نبوی	۵۱ سال	سودہ	حضرت سودہ کو جبتک عایشہ تیار نہ ہوئی مثل پتلی کے رکھتی رہی مابعد کبرسنی کے باعث حضرت نے انکو بالکل پنشن دیدی تہی اور اُنکی جگہ عایشہ کو قبول فرمایا۔ اور محمد حسین بٹالوی کے قول پلاؤ اور جو کی سوکھی روٹی کی داد دی۔
		عایشہ	اسوقت اُنکی عمر کل سات سال کی تھی پہلے ہی سے حضرت نے انکو اپنے واسطے رکھ چھوڑا۔
سنہ ۱ھ	۵۳	ایضاً	دو برس بعد جب عایشہ ۹ برس کی ہوئین حضرت نے انسے زفاف فرمایا یہ حضرت کی بڑی چہیتی بی بی تہین کیونکہ کنواری صرف یہی تہین یعنی منکوحہ عورتون مین۔ ماریہ لونڈی بھی کنواری تھی بعد عایشہ کے حضرت اسپر بھی دلدادہ تھے۔ اور یون تو تمام جوان عورتون کو چاہتے تھے۔
سنہ ۳ھ	۵۵	حفصہ	یہ بڑی قبول صورت پری تمثال عورت ۱۷ سال کی نوجوان تھی۔
۴ھ	۵۵	ام المساکین	یہ بہت جلد فوت ہوگئی۔
سنہ ۴ھ	۵۶	ام سلمہ	کوئی ۲۷ سال کی عمر والی عورت تھی۔
سنہ ۵ھ	۵۷	زینب بنت حجش	یہ زید حضرت کے فرزند متبنیٰ کی جورو تھی مگر بڑی حسین

سنہ	حضرت کی عمر شریف	نام ازواج مطہرات	مختصر کیفیت ازواج مطہرات کی
			ماہ پارہ عابد فریب تھی آخر حضرت نے اسکو اپنی جورو بنا لیا۔
سنہ ۵	۵۷	ریحانہ	حضرت نے اسکو بہت سی عورتون مین سے چھانٹ کر اپنی جورو بنایا۔
سنہ ۶	۵۸	جویریہ	ازحد حسین عمر اسکی ۲۰ سال تھی۔
سنہ ۷	۵۹	ماریہ قبطی	گورے رنگ والی بڑی صاحب جمال تھی حضرت اسپر فدا تھے حتیٰ کہ عایشہ رشک کھاتی تھی آپکو تحفہ مین ملی تھی اور کنواری تھی۔
سنہ ۷	۵۹	صفیہ	ازحد حسین تھی نوعروس ۱۷ سال کی۔
〃	〃	ام حبیبہ	اسکو حضرت نے اپنے واسطے حبش سے بلوایا تھا اسکی عمر تیس سال تھی حضرت اسکو ایک ملکی غرض سے بھی نکاح مین لائے تھے۔
〃	〃	میمونہ	انھون نے حضرت کو اپنا نفس بخش دیا تھا ع برگ سبز است تحفہ درویش۔ اور حضرت نے جود و کرم کا کام فرما کر بحکم ع گر قبول افتد زہی عز و شرف۔ قبول فرما لیا اور اس مین ایک بڑی غرض یہ بھی تھی کہ آپ اسکے رشتہ دارون کو جو مخالفت کرتے تھے ٹھنڈا کرنا چاہتے تھے۔

اب حضرت کے جوروئین فراہم کرنیکے آگے بجز موت کے کوئی روک باقی نرہی تھی۔ آخر حضرت
ہجرت کے دس برس بعد مرگئے اور مرتے مرتے نکاح کرگئے چنانچہ حیات القلوب والا کسی شنیا،
دختر صلت" کا ذکر کرتا ہے "کہ حضرت او را تزویج نمود و پیش ازان کہ او بخدمت حضرت بیاید
حضرت از دار فانی رحلت نمود" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بستر مرگ ہی پر جسکو وہ بستر مرگ
نہ جانتے تھے حضرت نے یہ نکاح کیا تھا مگر نوبت صحبت کی نہ آنے پائی۔ یہ انتہائی بوالہوسی
ہے!

یہ روزنامچہ بھی مکمل نہیں کیونکہ اس مین حضرت کی چار لونڈیوں مین سے دو کا تذکرہ نہین
کیا گیا۔ صاف عیان ہے کہ علاوہ بی بی خدیجہ کے جنکا انتقال قبل ہوگیا تھا حضرت کے پاس
کم سے کم کوئی چودہ جوروئین تھین اور حضرت نے یہ نکاح وغیرہ بعد وفات خدیجہ شروع کئے
تھے خدیجہ نے ١٠ سنہ دعوے نبوت مین مری اور اس کے بعد حضرت ١٣ برس اور جیئے۔ اگر حضرت
اس ١٣ برس کے زمانہ مین صرف ١٣ عورتین کرتے تو وہ شیخ سعدی کے اس لطیفے کے مصداق
ہوتے ہر سال زنے نوکن اے دوست ہر نو بہار کہ تقویم پاری نیاید بکار۔ مگر حضرت نے
اس کا [illegible] کردیا۔

ہمارے مخاطب اول تو حضرت کے حرم سرا کی تعداد مین قطع برید کرتے رہے پھر حضرت کی
جوروؤن کو بڈھی سے بڈھی ثابت کرتے رہے اور یہی کہتے گئے کہ بیکس بیواؤن کی پرورش
کرنیکے لئے حضرت جوروئین رکھے تھے۔ گویا حرم سرا کیا ایک محتاج خانہ تھا مگر ہم نے دکھلایا
کہ حضرت شہوت رانی وعیاشی کرتے تھے۔ ہر عمر کی ایک عورت حضرت رکھتے تھے۔ یہان ٧
سے ٩ برس تک کی باکرہ بھی ہے ١٧ برس کی نوعروس بھی۔ دو تین ٢٠ سال والی بھی۔
٢٥ سال والی بھی۔ ٣٠ والی بھی۔ ٣٥ والی بھی۔ ٤٠ والی بھی۔ اور پچاس والی بھی۔ تاکہ
ہوس کم نہو اور تجربہ زیادہ ہو فرنگی محل چینی محل حبشی محل والون نے حضرت ہی کو اپنا استاد
مانا ہوگا۔ یہ سوجھ بوجھ۔ مرحبا سید مکی مدنی العربی ہی کو تھی۔ اور عورتون کا انتخاب حضرت یون
کرتے تھے۔ بہ بیان حیات القلوب والے نے لکھا ہے "کلینی بسند معتبر روایت کردہ است کہ چون

حضرت رسول ارادہ خواستگاری زنے می نمود زنے را فرستاد کہ نظر کند بسوی
اودمی فرمود کہ بو کن گردنش را اگر گردنش خوش بو ست ہمہ بدنش خوش بو ست و نظر کن
پایش را ملاحظہ کن کہ اگر آنجا پر گوشت است ہمہ جائے تن او پر گوشت است" ص ٥٠ عورتون
کی پرکھ تو شاید کسی رئیس زادہ کو بھی نہ معلوم تھی اسے سید صاحب شرم کیجئے اور ایسے تکی
مانکئے حضرت عیاش تھی پر گوشت عورتون کو تلاش کراکر اور جبرئیل کے لائے ہوئے ہریسہ
اور حبوب امساک کہا کھاکر یا شہد اور کیکر کا رس پی پی کر جسکا پتا مولانا عماد الدین نے دیا ہے (تاریخ
محمدی ص٢٣٢) رات بھر عیاشی کیا کرتے تھے۔ جیسا خود محمد حسین قبول کرتے ہین کہ حضرت
ایک ہی ساعت مین رات یا دن کے بھی ازواج سے ہمبستر ہوتے" ص١٤٢ پس ہوس پروری کا
خیال تو جانے دیجے محمد حسین کہتے ہین کہ "مخالف بھی تجویز نہین کر سکتا کہ آپکا تکثر و تعدد
نکاح شہوت پرستی و نفس پروری کی غرض سے تھا۔۔ آپ نفسانی اغراض رکھتے اور اُن اغراض
سے عیش چاہتے تو عالم شباب مین رسم و رواج قوم کے مطابق بہت سی عورتین نکاح مین لا سکتے
تھے سو بھی جوان اور باکرہ جو نفسانی اغراض کا اصل محل مین" ص١٧١و١٧٢ اسکا جواب ہم دے چکے کہ
عالم شباب مین زر نیست عشق ٹمن ٹمن تھا حضرت کو ایک عورت ڈھونڈے نہ مل سکتی تھی۔ اور
جب خدیجہ سے آپنے نکاح کیا تو آپ انکی زندگی بھر اس کے حلقہ بگوش طوعاً و کرہاً رہے کان ہلانے
کا بھی کوئی ظاہری موقع نہ تھا۔ پھر مولوی صاحب فرماتے ہین اگر کوئی اس بات کو نہ مانے۔ اور مانے
بیسے۔ تو وہ یہی خیال کرے کہ اس تکثر و تعدد ازواج پر باعث آپ کو نفسانی اغراض ہوتے تو
جس وقت آپ صاحب سلطنت و ملک عرب یمن و شام کے مالک و متصرف ہوگئے۔ اور اس تعداد
نکاح کے مرتکب ہوئے تھے۔ اسی وقت آپ جوان باکرہ عورتون سے نکاح کرتے" مولوی صاحب کو نہین
معلوم کہ کیون ہی حضرت نے اپنے آپ کو صاحب سلطنت دیکھا ملک الموت نے رگ جان کو کاٹا
حضرت کو جینے کی مہلت ہی نہ ملی اور کوئی نئی کلی دل کی نہ کھلی ع امید بستہ بر آمد ولے
چہ فائدہ زان۔ امید نیست کہ عمر گزشتہ باز آید۔ مگر آپ ہماری تقویم کا مطالعہ کرین اور
حضرت کی حرم سرا کا تماشہ دیکھین۔ حفصہ جوان بھی ہے۔ اور خوبصورت۔ زینب حسن

جمال کی موہنی مورت صفیہ نوعروس ۱۷ سال جویریہ نئی عمر پری تمثال ریحانہ کو حضرت نے چھانٹ کر پسند کر لیا ہے اور عائشہ کی کم سنی نے آپکو اپنا پابند بنا رکھا ہے۔ عروش ماریہ شہرہ آفاق ہے۔ جدائی اسکی حضرت کو شاق ہے مگر آپکو جوان اور باکرہ عورتون کا پتہ نہین لگتا۔ عائشہ بھی باکرہ ہے۔ ماریہ بھی باکرہ ہے۔ اور کیا چاہیے۔ دوسری عورتین جوانی کا نمونہ ہین اگر باکرہ نہین تو کیا مضایقہ جہانگیر ایک غیر باکرہ بیوہ عورت کی طلب مین کیون دیوانہ تھا۔ اور پھر یہ حضرت کی ازواج کس رنگ ڈھنگ کی تھین ہم بتاتے ہین ملکہ آپ کو اپنا کہا یاد دلاتے ہین سورہ احزاب ع مین خدا کو آپ سے کہنا پڑا "اے نبی کی بیویو تم اور عورتون کی طرح نہین تم خدا سے ڈرنے والی ہو تو اجنبی مرد سے لچک اور پیار کی بات نہ کرو اس سے بیمار دل والے طمع کرینگے۔ دستور کے موافق بات کیا کرو۔ گھر مین ٹھری رہو سنادانی کے زمانہ کیطرح اپنی زینت اجنبی مردون کو نہ دکھاو" (خطبہ ص ۳۲۵) ان عورتون کو آپ بڑھیا ناحق کہتے ہین حضرت کو انکی جوانی کا اسدرجہ اندیشہ تھا ۔

اور یہ جو آپنے ارشاد فرمایا کہ "عقلی وطبی قاعدہ ہے کہ جس عورت کا جمال وشباب کسی مرد کو مرغوب ومعشوق ہوتا ہے وہ انکے ہوتے دوسری عورت کا جو جمال وشباب مین اس سے کمتر ہو ہرگز طالب وراغب نہین ہوتا" ص ۳۲۷ اسکی تصدیق بھی سودہ اور عائشہ کے حالات مین ہم دکھلا چکے جو عیاش بہت سی نمایشی عورتین جمع کر سکتے ہین وہ بھی کسی ایک پر دلدادہ رہتے ہین ہماری حضرت علیہ السلام بھی بنت ابو بکر پر گرویدہ تھے۔ کیونکہ یہ بھی باکرہ تھین۔ اور کم سن بھی بعد انکے یعنی دوسرے درجہ پر آپ سفید پوست ماریہ پر شیدا تھے یہ بھی عائشہ کی مثیل تھی۔ اس کے بعد جویریہ پر پھر صفیہ پر پھر حفصہ پر علی ہذا القیاس ہر جوان پر سودہ عمر مین بڑی تھی حضرت نے اسکو پنشن عطا فرمائی میمونہ اور ام حبیبہ وغیرہ جو عمر مین کچھ زیادہ تھین۔ حضرت کے دل مین کم جگہ پاتی تھین۔ مگر یہ عورتین بھی بڑھی نہ تھین۔ بلکہ جنکو آپ بڑھیا سمجھتے ہین اسپر بھی جناب کا یہ سخن چسپان ہوتا ہے

کہ جن آپس کر زینت دینگا سے وہ ٹھیا کی حوائی معلوم ہوتی ہے اور وہ سہ دست
سے حریصوں کی محل طمع ہو جالی ہے" خطبہ صفحہ ۳۲۹ اس میں حضرت نے یار دل لوگون سے اندیشہ
نالے تھے - اور ان ازواج کو ارشاد تھا کہ اول سے بیکسی اور بیمار کی [illegible] کرو - اور ان کو
اپنی زینت دکھلاؤ - مولوی صاحب کس کس بات کا انکار کرو گے حضرت نے جو کرلی کرتو
سے کافی ست زیادہ ثبوت اپنی تاریخ میں لکھا گئے ہیں -

فصل دوازدہم طلاق

ہم نے ابتدا میں بیان کیا کہ طلاق و کثرت ازواجی لازم ملزوم ہیں بلکہ ہمیشہ ہمدوش
چلنے والے - ایک برائی کی اصلاح دوسری برائی سے ہوتی ہے - اسلئے شرع عیسوی
نے کثرت ازدواجی کو حرام ٹھہرا کر طلاق کو حرام ٹھہرایا اور صرف ایک بات یعنی زنا
کی حالت میں اسکو جائز رکھا - عہد عتیق میں کثرت ازدواجی حلال و مباح تھی طلاق بھی حلال
و مباح تھا - خداوند مسیح نے طلاق کو انسان کی سخت دلی کا نتیجہ بتایا - اسلام میں جب کثرت
ازدواجی حلال و مشروع بلکہ ایک مستحسن امر ٹھہرا تو اس حال میں کوئی الزام اسلام پر اسوجہ سے
عاید نہیں ہو سکتا کہ اسنے طلاق کو کیوں جائز رکھا مگر یہ امر کہ در اصل طلاق ایک برائی
ہے اور خداوند کو ناپسند پیغمبر اسلام کے ناموافق اقوال بھی [illegible] کے عیسوی شریعت
سے طلاق کی تصدیق کرتے ہیں - چنانچہ سید صاحب ایک حدیث [illegible] نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت
نے فرمایا خدا نے کوئی چیز دنیا میں ایسی نہیں پیدا کی جسکو وہ طلاق سے زیادہ ناپسند کرتا
ہو" صفحہ ۲۱۶ اور مولوی محمد علی صاحب بھی ایک حدیث سناتے ہیں - کہ حلال چیزوں میں خدا کو زیادہ
غصہ میں لانے والی طلاق ہے" صفحہ ۱۶۴ پیام محمدی پس یہاں سے ظاہر ہے کہ طلاق خدا کو ناپسند
اور اسکی مرضی کے خلاف بلکہ اسکو غصہ میں لانے والی ہے *۔ مباح قرار دیکر خدا کے غضب
کو بھڑکا دے - مگر اس اسلامی طلاق کو اسلام کے حامی بہت رنگ دیکر پیش کرتے ہیں سید صاحب
فرماتے ہیں آنحضرت طلاق کے مفہوم ذہنی کو بہت ناپسند فرماتے تھے - اور اس کے وجود خارجی

* ہم اب یہ حمایت اسلام ہی کو ہو سکتی تھی کہ وہ ایسے امر کو جسکو انکا پیغمبر صریح خدا کی
ناپسند اور اسکو غصہ میں لانیوالا جانتا تھا -

یعنی عمل کو قایم بنیان تمدن جانتے تھے۔ (شکر ہے) مگر باین ہمہ ایک حکیمانہ قانون
طلاق منضبط کرکے آپنے اُن ضرورتون کا تدارک کامل فرمایا جو تمام اوقات مین اور سب خاندانون
مین اسوقت تک ضرور پیش آئین گے جبتک کے انسان جامۂ بشریت پہنے رہیگا" ص ۲۱۵ محمد علی صاحب فرماتے
مین کہ شریعت محمدیہ نے اسباب مین ایسے احکام نافذ کئے جس سے شریعت کا پابند بجز حالت ضرورت
اور مجبوری کے کسی طرح بیوی کو علیحدہ نہین کرسکتا" ص ۱۶۴ اور پھر بزرگ مولوی صفدر علی
صاحب کے اس قول کی کہ قرآن و حدیث لوگون کو یہ سکھاتے ہین کہ جب تمہاری خواہش
ہوا کرے جوروؤن کو طلاق دیدیا کرو" تردید کرتے ہین۔ پیغام محمدی ص ۱۶۵ مین ایک عملی
دلیل سے اس امر کو ثابت کرے دیتا ہون کہ دراصل قرآن و حدیث کا منشا وہی ہے جو
مولوی صفدر علی صاحب نے بیان کیا۔ بلا کسی وجہ کے بھی جب چاہے مرد جورو کو طلاق دیدے
اور دوسری جورو کرے۔ اسلام کے اماموں نے ایسا کیا پیغمبر اسلام کے پیارون نے ایسا کیا
وہ جو بہشت کے سردار سمجھے جاتے ہین انہون نے ایسا کیا۔ جو پیشوا ہی امت محمدیہ ہین انہون
نے ایسا کیا۔ جو اسلام اور قرآن اور حدیث اور سنت نبی کے منشا ہین۔ انہون نے ایسا کیا۔ اور
خوب ضرور سے کیا بڑے مزے سے کیا۔ پوری طرح شریعت کا پابند ہوکر کیا اور کوئی اصول
شریعت محمدیہ انکو اس بے اعتدالی فطرتی سے روکنیوالا نہ تھا اور نہ کسی نے انکو بے ایمان
مسلمان کہا نہ شریعت کا توڑنے والا۔

سید امیر علی صاحب نے بڑی دلیری سے فرمایا ہے کہ حضرت علی اور انکے صاحب
زادون نے کیسی عالی ہمتی ظاہر فرمائی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ حرمت نسوان کا ایک غیر مکتوب قانون
مسلمانون مین علیحدہ مقرر ہوگیا" ص ۲۲ مین حضرت علی کے صاحبزادون مین سے ایک کے نظیر
پیش کرتا ہون تاکہ "حرمت نسوان کا غیر مکتوب قانون" ظاہر ہو جاوے۔

حضرت امام حسن۔ محمد صاحب نے انکو جوانان بہشت کا سردار فرمایا ہے۔ "آپ سینہ
سے لیکر سر تک رسول خدا سے مشابہ تھے" اور جسمانی مشابہت کے موافق آپکو اخلاقی مشابہت
بھی تھی۔ مراۃ الکائنات مین ہے کہ تمام تواریخون مین مذکور ہے کہ حضرت امام حسن

بڑے کثرت سے نکاح کرنے والے اور طلاق دینے والے تھے حتیٰ کہ اپنی والد کے حین حیات انہوں نے ۹۰ یا ۱۱۰ نکاح کئے اور باوجود حسن خلاق کے اور ذرا سے وجہ پر انہیں سے ہر ایک کو طلاق دیدیا۔ فاطمہ کا نکاح حضرت علی کے ساتھ سنہ ۲ ھ میں ہوا اور حضرت علی سنہ ۴۰ ھ میں مقتول ہوئے۔ پیدائش امام حسن سنہ ۳ ھ کی ہے اور اگر فرض کیا جاوے کہ انہوں نے شروع سن سے عیاشی کرنا شروع کی تھی اور اس سن کو ابتدائی زمانہ ۱۷ برس کا فرض کریں جو سنہ ۲۰ ھ میں ہوتا ہے تو اُنکے والد کی وفات تک ۲۰ برس باقی رہتے ہیں تو اس حساب سے ۲۰ برس میں حضرت نے (۹۰ یا ۱۱۰ کا اوسط قریب) ۱۰۰ جوروئیں کیں۔ مگر کبھی ۴ سے زیادہ ایک آن میں نہیں رکھیں بپابندی شرع محمدیہ پس صاف ظاہر ہے کہ حضرت امام حسین بحساب ۵ جوروئیں فی سال طلاق دیتے تھے یعنی ہر ڈھائی ماہ میں ایک نئی جورو کرتے تھے اور پرانی کو طلاق دیتے تھے۔ بعد وفات علی امام حسن ۹ برس اور جئے کیونکہ سنہ ۴۹ ھ میں اُنکو اُنکی جورو نے زہر دیکر مار ڈالا[1]۔ اس ۹ برس کے عرصہ میں ۹ + ۵ = ۴۵ نکاح اور طلاق حضرت نے اور کئے ہونگے۔ یا نکئے ہوں قبل ہی آسودہ ہو گئے ہوں مگر اس میں شک نہیں کہ وہ سوا سو جوروئیں جنکا ذکر اوپر کیا گیا۔ علاوہ اُن بے شمار لونڈیوں کے ہیں جو کسی حساب میں نہیں آسکتی۔ مگر ناظرین انکا بھی خیال رکھیں اب آپ فرماویں امام عیاش

---

[1] حاشیہ تاریخ الائمہ مصنفہ سید ومیر حسین خان صاحب بہادر قایم مقام سب جج مطبوعہ نولکشور پریس ۱۸۸۵ء میں کتاب کنز المصائب سے منقول ہے کہ معاویہ نے ایک پارچہ زہر آلودہ زوجہ امام حسن مسماۃ جعدہ بنت اشعث کو اس ہدایت سے بھوایا کہ جب امام حسن تیرے پاس آویں۔ تو بعد فراغ خلوت اس رومال زہر آلودہ سے آپکے جسم اطہر کو پاک کرنا کہ زہر اسکا جسم امام حسن میں اثر کرے گا اور پھر جان بر نہ ہوویں گے۔ چنانچہ اس ملعونہ نے ایسا کیا اور بوجہ اس صدمہ کے ۴۰ روز تک آپ تکلیف میں رہے" جس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام صاحب جان بھی عیاشی کے قربان کی اور خدا جانے کسی مرض میں مبتلا کر مرے جس کے لئے اس قسم کے قصوں کی ضرورت پیدا ہوئی۔

بلا کسی وجہ کے محض حظ نفس کی غرض سے نکاح پر نکاح کرتا جاتا ہے اور طلاق پر طلاق دیتا ہے اور آپ نہیں کہہ سکتے کہ اُس نے شریعت محمدیہ کا عدول کیا یا وہ اسکے اعتبار سے گنہگار و عیاش ٹھہرا۔ اور اگر آج کوئی مسلمان اس امام کیطرح نکاح و طلاق کو روا رکھے تو کون اسکو برا کہہ سکتا ہے حضرت علی زندہ ہیں۔ امیر المومنین ہیں انکی آنکھوں کے سامنے صاحبزادہ بلند اقبال یہ کر رہے ہیں اور کوئی حکم شرع اُنکے عمل کے خلاف وہ نہیں پاتے بلکہ صحابہ بھی کہتے ہیں "بہتر اس اُمت میں سے وہ شخص ہے جسکی بیبیاں بہت ہیں" منہاج ص ۲۷ اور بہت جورواں بھی ہوں جب بہت طلاق ہوں اور بہت طلاق ویسی ہی ہوں جیسے امام حسن نے دئے۔

ہم اس حیوانی حرکت کو کیا کہیں اور اس کے مرتکب کو کس موضوع نام سے یاد کریں اگر مسلمان انصاف کریں تو خود سمجھ سکتے ہیں چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب اس شخص کی نسبت جو چار جوروں سے بھی آسودہ نہیں ہوتا اور زیادہ عورتیں چاہتا ہے یہ ارشاد فرماتے ہیں "اگر کوئی ایسا چھپا رستم نکل آئے جو چار قوی اور توانا عورتوں کا کام تمام کرکے بھی خود ناکام رہے تو اسکی حاجت روائی کے لئے پانچویں یا چھٹی عورت کی اجازت دینے کی نسبت کم مضرت اور سہل العمل یہ ترکیب ہے کہ وہ پہلی چار اسامیوں کو پنشن دیکر یکے بعد دیگرے یا یکبارگی ریٹائر کردے اور انکی جگہ چار امیدوار بھرتی کرے انکو بھی وہ چھپا رستم برا دے تو انکو چھوڑ کر چار اور کرے وعلی ہذا القیاس۔ ایسے شخص مفروض الوجود الصفات کو چار کی موجودگی میں پانچویں کی اجازت دیگا تو اسمیں دیندار بدمعاشوں وعیاشوں کو ایک حیلہ و بہانہ ہاتھ آجائیگا۔ وہ اس بہانہ سے بہت سی عورتوں کو گھیر لیں گے اور مخلوق خدا کے حق تلفی کریں گے دیندار انکو اُنکے دعوے کے موجب کہا اور حقیقت میں وہ بدمعاش ہیں" ص ۱۹۶ مولوی صاحب کو ہرگز نہیں یاد تھا کہ ایسا شخص "مفروض الوجود الصفات" نہیں ہے بلکہ خود امام حسن صاحب ہیں اور وہ آپکی اصلاح پر کار بند رہے اگر یہ معلوم ہوتا تو آپ ایسے لوگوں کو "دیندار بدمعاش وعیاش" نہ فرماتے بہرحال ان دیندار بدمعاشوں کی سرپرست شریعت اسلام ہے۔ مگر یا ہمہ حیف ہے کہ

یہ مولوی صاحبان صفدر علی صاحب کو یہ نہین کہنے دیتے کہ "قران و حدیث لوگون
کو یہ سکھلاتے ہین کہ جب تمھاری خواہش ہوا کرے جورؤن کو طلاق دیدیا کرو" ان
مولویون کو امام حسن جھٹلا دین جو فعل سردار جوانان بہشت اور امیرالمومنین کے خلاف
شریعت ٹھہراتے ہین اور نہین سمجھتے ع چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی ۔

فصل سیزدہم

عورات کی حیثیت ۔

اس سبب اک مصنف نے اس بارہ مین جو جو غلط بیانیان اور سینہ زوریان کین ہین
اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اُس نے عورات کی حیثیت اسلام مین یہودیت اور عیسائیت سے
افضل ظاہر کرنا چاہی ہے - کوئی کلام نہین کہ اسلام کی حمایت نے ہمارے مخاطب
کی آنکھون پر پردہ ڈالدیا ہے - اور اُنکی زبان کو بے لگام کر دیا - اب اس کو سفید
کو سیاہ اور کھرے کو کھوٹا کہنے مین سر مو تامل نہین رہا - واے بربے انصافی او ہم کو
وہ یہ سناتا ہے اور مہذب دنیا کو اپنے اوپر ہنساتا ہے "دین مسیحی نے× عورتون کی شقاوت
اور اُنکی برائیان اور اُنکی کینہ پروری اور کینہ جوئی پر بہت کچھ لکھا تھا" صـ۲۱۹ اگر اس
قول مین ہم بجائے دین مسیحی کے اسلام اور بجائے قدماء علماء مسیحی کے محمد اور صحابہ ڈال
کرین تو یہ لفظاً درست ہوتا - دین مسیحی نے! ہم للکار کے اُس سے اور اُس کے ہم خیالون سے
کہتے ہین - انجیل مقدس سے کوئی ایک کلمہ تو نکالدو جسمین عورتون کو ملعون اور مطعون
کیا گیا ہے - یا تم ہمسے سن لو کہ قران و حدیث عورتون کو کس طرح ذلیل کرتے ہین
کثرت ازدواجی سے اُنکے دلون کو جلاتے ہین - اُنکی غیرت کو کھوتے اُنکی زندگی کو
وبال کرتے ہین طلاق وغیرہ سے جیسا کہ حضرت امام حسن کا عمل تھا - عورتون کو مردون
سے شہوت رانی کا ایک آلہ بنا کر اُن کو دکھلاتے ہین کہ نساءکم حرث لکم

× [illegible]

فاتوا حرثکم انی شئتم - یعنی عورتین تمہاری کھیتی ہے پس جاو کرپنی کھیتی مین جہان سے چاہو - شارع اسلام نہ کوئی اور جنکی شریعت پر آپ ناز کرتے ہین عورت کو "صورت شیطان" فرماتے ہین[1] - اور کہ نہین چھوڑے مینے اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر پہونچانے والا ہو مردون پر عورتون سے "[2] پھر حضرت عورت کو شوم "نحس" فرماتے ہین[3] اور اسکی شومی کی گھوڑی کی شومی مین نظیر ڈہونڈتے - پھر فرماتے ہین نماز کو قطع کرتے ہین کتا اور عورت اور گدھا[4] " دیکھئے عورت کو کتے اور گدھے کے بیچ مین بٹھلاتے نہین شرماتے - انکی پلیدی کو قاطع نماز فرماتے ہین - اور انتہا اس کی یہ ہے کہ جب حضرت نے دوزخ اور بہشت کی سیر فرمائی تو دوزخیون مین عورتون کی کثرت دیکھی[5] اور فرمایا کہ " البتہ ساکنین جنت مین عورتین سب سے کم ہونگی[6] " - بلکہ حق یون ہے کہ نہ صرف حضرت عورت کو "صورت شیطان" سمجھتے تھے - بلکہ مکاری اور فریب کے لحاظ سے وہ عورت کو شیطان سے بڑھی بلکہ شیطان کی خالہ جانتے تھے چنانچہ سورہ نساء مین آیا ہے - ان کید الشیطان کان ضعیفاً البتہ شیطان کا فریب ضعیف ہے مگر سورہ یوسف مین وارد ہوا ہے کہ ان کیدکن عظیم اے عورتو تمہارا فریب عظیم ہے - اور ایک فریب کے واقعہ پر جس سے انکی عورتون نے ایکعورت کے حضرت کے ہاتھ نہ لگنے دیا حضرت نے اپنی ازواج مطہرات کو اسکا مصداق بنایا تھا - دیکھو منہاج النبوۃ جلد ۲ صفحہ ۲۹ ہمارا مخاطب اپنے گریبان مین سر نہین ڈالتا اور بغیر سند دین مسیحی کو بدنام کرتا ہے - اور بقول شخصی کہ کندن وکاہ برآوردن قدما مین سے ٹرٹولین کے قول کو نقل کرتا ہے اور نہین جانتا یا نہین سمجھتا کہ دین مسیحی کی بنیاد انجیل مقدس ہے نہ کہ اقوال ٹرٹولین وکریسا سٹم جنکو مترجم غلطی سے "ائمہ کلیسیا" لکھتا ہے - آپ فرماتے

---

[1] حدیث مسلم اور مشارق الانوار نمبر ۳۳ - [2] مسلم اور بخاری ایضاً نمبر ۹۱ ، [3] مسلم اور بخاری ایضاً نمبر ۱۲۹۵ - [4] مسلم ایضاً نمبر ۱۶۱۳ - [5] مسلم و بخاری ایضاً نمبر ۱۲۶ - [6] مسلم ایضاً نمبر ۲۲ -

ہین " چنانچہ ٹرٹولین نے ایک رسالہ قبائح نسوان مین تصنیف کیا تھا اور الیسے
جسکو عیسائی لوگ ولی سمجھتے ہین بقول لیکی صاحب مورخ کے متقدمین علما نصاریٰ کی سے
عموما بیان کر دی ہے کہ عورت ایک ایسی بلا ہے جس سے گریز ممکن نہین ہے اور ایک
قدرتی مغوی ہے ایک مرغوب آفت اور ایک خانگی فتنہ اور ایک مہلک سحر در خانہ بن
بلا ہے " پھر بھی یہ حضرت سے کم رہے جنکو مسلمان لوگ سید الانبیا سیر الانام اور کیا کچھ نہین
سمجھتے یہ حضرت ہی کا حصہ تھا کہ عورت کو تو مم و نحس کتے اور گدہے کی طرح پلید سب سے
بڑھکر فتنہ شیطان کی خالہ شیطان سے بڑھکر مکار شیطان کی صورت اور جسمی اور گویا کہ
رنگین بلا کے کالی بلا فرما دین - آپ اپنے قول کو نقل فرما کر یون رطب اللسان ہوتے ہین " سبحان
اللہ یہ کلمات عورت کی شان مین ایک عیسائی ولی نے اس زمانہ مین فرمائی ہین جبکہ ماور
حضرت مسیح کی عبادت فرایض دینی مین داخل سمجھی جاتے تھی " ہم کہتے ہین العیاذ باللہ وہ
کلمات عورت کی شان مین مسلمانون کے خاتم النبین نے اس زمانہ مین فرمائے ہین جبکہ
بی بی فاطمہ کو خاتون جنت بنانے کی کوشش ہو رہی تھی پھر بھی آپ کہتے ہین " شارع اسلام
نے عورتون کی عزت کرنیکا حکم قطعی فرمایا ہے " اے حضرت کہان غالباً آپ سہل حساب
کی غلطی مین دیدہ و دانستہ مبتلا ہونا چاہتے ہین - انہون نے سورہ نسا کے پہلے رکوع مین
مین ایک جملہ کا ترجمہ یہ کر دیا ہے (Respect women) عورتوں کی عزت کرو - اصل مضمون
یہ ہے واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام جسکا بہت درست ترجمہ نواب محمد حسین علی
خانصاحب نے اردو ترجمہ اہل تشیع مین کیا ہے " ڈرو اس خدا سے کہ جسکے نام سے اپس مین
مانگ جانچ لیتے ہو اور قطع رحم سے " حسینی مین بھی یہی ہے " بپرہیزید از قطع رحم "
اور عبدالقادر کے ترجمہ مین ہے " خبردار رہو ناتوان سے " اور اس کے فایدہ مین ہے
یعنی بدسلوکی مت کرو آپس مین " پس حضرت قران مین سے عورتون کی عزت
تو ایسی اُڑ گئی جیسے گدھے کے سر سے سینگ - اور شارع اسلام نے جو عورات کے
فضائل احادیث مین بیان فرمائے ہین - اس سے بیچارے ٹرٹولین کی

اب ہم آپ کو یہاں سنا دین کہ دین مسیحی نے یعنی انجیل مقدس نے عورت کی نسبت کیا بتلایا ہے اور اُنکی منزلت کیا مقرر کی۔

سر تو اپنے بھی بڑے خندہ پیشانی سے اپنی انگریزی کتاب مین تسلیم کیا ہے کہ "مسیح نے ذلت کے ساتھ انسانیت کا سلوک کیا تھا۔ اُس کے پیرون نے اُنکو انصاف سے خارج کر دیا" ھٹ ۲۰ خیر آپ اُن پیرون کو معاف فرماوین اور پیرون کے مقتدا کی سنین یعنی مسیح کی۔ جو سلوک اُنہون نے عورات سے کیا وہی سلوک دین مسیحی کی شرع ہے مگر پیرون مین اگر آپ ٹٹولین سے لوگ ن نسے جو ہمارے یہان کے کوئی امام حسن یا صحابہ کرام نہین اور جن کو ہمارے یہان کا ولی بتلانا گویا ہم کو بدنام کرنا ہے سند پکڑیں تو یہ بھی آپ کی خامی ہے۔ حقیقی پیرو مسیح کے اُس کے حواریین اُنکے جنکے وسیلہ مسیح کی تعلیم ہم کو پہونچی اُنپر بھی آپ حرف نہین لا سکتے اب آپ عورتون کی عزت کے بارہ مین انجیل کا فرمان سنین۔ عورت کو نازک باسن سمجھکر عزت دو۔ پطرس ۳ ب۳ اس سے زیادہ آپ کیا چاہتے ہین عورت مرد کا جلال ہے اقرنتی ۱۱ ب آپ بالکل خلاف کہتے ہین کہ "اسلام نے عورتون کو مواجب وحقوق بخشے اور اُنکو مرد کا ہمپایہ کر دیا" اُنکے مواجب وحقوق تو ہم فصل سیوم قران وتعدد ازدواج اور عدل مین بیان کر چکے۔ اور مردون کے ساتھ مساوات کے بارہ مین جو حکم انجیل کا ہے وہ ہم آپ کو سنائے دیتے ہین۔ خداوند مین نہ مرد عورت کے بغیر ہے نہ عورت مرد کے بغیر کیونکہ جیسا عورت مرد سے ہے ویسا ہی مرد بھی عورت کے وسیلہ ہے پر سب خدا سے ہے اقرنتی ۱۱ ب ۱۱۔ شوہر جورو کا حق جیسا چاہیئے ادا کرے اور ویسا ہی جورو شوہر کا جورو اپنے بدن کی مختار نہین بلکہ شوہر مختار ہے اسی طرح شوہر بھی اپنے بدن کا مختار نہین بلکہ جورو ہے۔ اقرنتی ۷ ب ۳ و ۴ "مواجب اور حقوق" اُنھین کہتے ہین آپ ہم کو اب اسکے مقابل مین کوئی شریعت اسلامی بھی سنائین آخر اُنکو اسلام اور عیسویت کی تعلیم کے اثر دیکھنے ہین آپ و ہم اپنی آنکھون سے مشاہدہ کر رہے ہین دیکھکر ماننا ہی

بڑا کہ جو حیثیت عیسائی عورات کی اسوقت ہے اسلامی عورات ایک صدی میں اس
حیثیت کو حاصل کرینگی" (انگریزی) صفحہ ۳۶۲ ہنوز دلی دور است پہلے اسی
ملکی و دیگر حیثیتیں درست کرلیں تب یہ سبز باغ عورات کو دکھائیں۔ اگر پہلا ایک
صدی میں اسلام رہے اور اس پر وہ اثر پڑ جاوے جو آپ پر پڑا ہے تو شاید
یہ سننے کو بھی تیار ہو جاتے۔ اسلام اپنی اصلاح اسلام سے مخالفت کر کے کر سکتا ہے برخلاف
دین عیسوی کے کہ جہاں تک اسکی پیروی کی جاوے جہاں تک اسکے احکام کو مانا جاوے
اصلاح ہوتی جاتی ہے کیونکہ وہ دین اصلاح کا منبع ہے۔ جو مسیح کی سنیگا وہ عورت
کی عزت کریگا۔ جو محمد کی سنیگا وہ عورت کو فتنہ پیدا کرنیوالی اور صورت شیطان کہیگا
تو کیا ایک صدی کے بعد محمد صاحب کی کوئی نہ سنیگا۔ ہاں اگر ایسی امید ہے تو ہم بھی
تمہارے ساتھ امید کرتے ہیں۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔

تمت

اعلان

جناب ڈاکٹر احمد شاہ صاحب شائق ولایت تشریف لیگئے اور رسید کتاب کی
تیاری میں برابر دیر ہوتی رہی حتی کہ اوسکی اشاعت نہ ہوسکی لہذا انہوں نے ہندوستان
میں اس کتاب کی اشاعت کیواسطے مجھکو اپنی طرف سے ایجنٹ مقرر کر دیا ہے جس خدمت کو میں نے
خوشی سے قبول کیا آیندہ کو اس کتاب کے متعلق درخواستیں اور ترسیل زر کی خطوط وغیرہ میرے نام اس پتہ پر آنی چاہئیے۔

پنڈت پرشوتم داس دفتر اسپیشل ایڈوکیٹ۔ گوجرانوالہ پنجاب

کتاب شہادت قرآنی بجواب رسالہ عصمت انبیا جسکا ذکر شدہ ہم کتاب میں آیا ہے عنقریب شائع
ہونے والی ہے ہمارے ناظرین کو رسالہ امہات المومنین آخیر ماہ اپریل سنہ ۱۸۹
تک بلا قیمت ملیگا

جنوری سنہ ۱۸۹۸

پرشوتم داس

بقیہ صحت نامہ رسالہ امہات مومنین نمبر ۱۰۵ سے اخیر تک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۰۵	۸	مایخ	تاریخ سے	۱۲۹	۱۷	تاکید	تائید
۱۰۶	۱۷	حس		۱۳۱	۱۵	مرام	حرام
۱۰۷	۷	اقول	اقوال	〃	۱۸	(مشکوک لفظ)	تو اسلام
۱۱۴	۴	حواب	حوب	۱۳۲	۲	متق	مستحق
۱۱۵	۱۵	اور	سے	۱۳۶	۱۲	سترات	شریعت
۱۱۶	۱۸	چاہیئے	چاہے	۱۳۸	۴	(مشکوک لفظ)	ممسوح
۱۱۷	۲	مے	سے	〃	۱۹	(〃)	اوره دیگر
۱۱۹	۱	وکرتے	کرتے	۱۵۳	۴ ا	درات	عورات
〃	۴	اکے	اسکے				
〃	۵	اپی					
〃	〃	اہی	اپنی				
〃	۱۷و۱۶	(مشکوک عبارت)	ابتدائی عمر سے عشق [illegible]				
۱۲	۸	گانزان	گاررہان				
۱۲۲	۴	(مشکوک عبارت)	ماپوں سے حلاقت				
〃	۱۴	〃	اعمال ناصورت				

قیمت کتاب مع محصول ڈاک سواری . . . . . . /۶ ۰

(صحت نامہ مطبع حلوکام طور گوجرانوالہ میں چھپا)

التماس

چونکہ ڈاکٹر شایق صاحب نے اہل اسلام کی خدمت میں یہہ کتاب
یوں ہی بلا قیمت مفت نذر کردی ہے اسلیئے وہ بھی اہل اسلام سی توقع
رکھتے ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی صاحب انکی کتاب کی تایید یا تردید میں
کچھ لکھیں تو لازم ہے کہ اسکی ایک کاپی ڈاکٹر صاحب کو
بھیجدیں۔ کیونکہ صرف وہی تحریریں جواب کے مستحق ہوسکتے ہے
جسکی اطلاع ان کو پہونچے۔ ہر اس قسم کی تحریرات میرے نام
آنی چاہیئے۔ میں انکو ڈاکٹر صاحب کو پہونچا دینیکا ذمہ وار ہوں۔

المشتہر

پرسوتم داس

جلوہ طور پریس گوجرانوالہ